از دفتر امامیہ مشن - حسین آباد - لکھنؤ

امامیہ مشن کا چھبیسواں تبلیغی رسالہ

نیک بیبیاں

حصۂ دوم

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

خرچ ڈاک ۱ر

قیمت ۵ر

شیعون کا واحد علمی ادبی تاریخی تمدنی و مذہبی ماہانہ رسالہ

حقائق لکھنؤ

اگر آپ ضرورت زمانہ کے مطابق اور اپنی قوم کے شایان شان صوری و معنوی دونون حیثیتون سے بلند کسی رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہین تو "حقائق" کی خریداری قبول فرمایئے جسمین ملک کے مایۂ ناز اہل قلم حضرات کے گرانقدر مضامین کے ساتھ ساتھ حضرت سید العلماء دام ظلہ (سرپرست امامیہ مشن) کے قلم معجز رقم سے تفسیر کلام پاک کا گران بہا سلسلہ بھی برابر شایع ہو رہا ہے جو رفتہ رفتہ ہر خریدار حقائق کے پاس کتابی صورت مین جمع ہو جاویگا۔

اگر آج آپ نے توسیع اشاعت کے ذریعہ اس دینی رسالہ کی بنیادون کو مضبوط کر دیا تو کل یہ آپ کے مذہب کے لیئے ایک مستحکم قلعہ کا کام دیگا۔ چندہ سالانہ چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ آٹھ آنے ہے۔

نمونہ کیلئے چھ آنے کے ٹکٹ ارسال فرمایئے

نوٹ

جو مومنین چار روپیہ یکمشت نہین ادا کر سکتے وہ بدفعات مرحمت فرما سکتے ہین

الداعی الی الخیر

منیجر رسالہ "حقائق" حسین آباد لکھنؤ

[illegible]

حصہ دوم

مصنفہ

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

امامیہ مشن لکھنو کی چھبیسویں دینی خدمت

مذاہب و بہاء حصہ دوم

حضرات اس کے پہلے پہلا حصہ اس رسالہ کا شایع ہو چکا ہے جو افراد قوم میں بہت مقبول ہوا۔ اس دوسرے حصہ کا اعلان عرصہ سے ہوا ہے مگر اسکے چھپنے مین بعض موانع کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ ہمارے پاس اتنے عرصہ میں کثیر التعداد خطوط بیرونجات سے آ گئے جنمیں تقاضا کیا گیا ہے۔ اس سے عام اشتیاق کا پتہ چلا۔ بہرحال اب یہ حصہ پیش کیا جاتا ہے اور امید ہے کہ دوسرے حصص بھی اسکے عنقریب ہدیہ اصحاب ہونگے۔

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنو۔ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علےٰ سید الانبیاء والمرسلین وآلہ الطاہرین

"مذہب باب وبہا" کا پہلا حصہ آج سے سال بھر پہلے نذر ناظرین ہو چکا جس میں مذہب بہائی کی خشت اول یعنی مذہب باب کے بانی حضرت علی محمد باب کے تاریخی حالات اُن کی تحریک کی نشوونما، ابتدا و انتہا پر تاریخی تبصرہ کیا گیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ شاید ہماری کتاب کے اُس حصہ پر بہائی جماعت کی طرف سے کوئی نقد و تبصرہ کیا جائے اور اُس کی روشنی میں ہمکو دوسرے حصہ کی ترتیب میں کوئی خاص نقطۂ نگاہ پیش نظر رکھنا پڑے لیکن باوجود اس طویل مدت کے ہماری اُس کتاب کے متعلق بہائی جماعت کی طرف سے کوئی آواز بلند نہیں ہوئی نہ ہمارے احباب کی طرف سے ہمکو کوئی ایسی تنبیہ ہوئی جس کی بنا پر ہم اس حصہ کی ترتیب میں انداز تالیف کو بدلنے کی ضرورت محسوس کریں۔ بے شک بعض حضرات نے پہلے حصہ کے بعض

جزئیات کے متعلق کچھ منتقدین نے اعتراضات ہمارے پاس بھیجے تھے جنکا جواب دیدیا گیا اور وہ ممکن ہے کہ اُس کے دوسرے ایڈیشن میں اضافہ کا باعث ہو سکیں۔

یہ دوسرا حصہ مذہب بہائی کے براہ راست اصلی پیشوا یعنی حضرت بہاء اللہ سے تعلق رکھتا ہے جنہیں بہائی مذہب کے افراد حضرت باب سے بدرجہا افضل بلکہ اُن کے وجود کا اصلی مقصد اور اُن کی تحریک کا مفاد حقیقی خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں ہر حیثیت سے اُنہی کی طرف منسوب کرنے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اس لئے اُن کے حالات کے متعلق جو تبصرہ ہے وہ بھی نسبتہً زیادہ اہمیت رکھتا اور توجہ مبذول کرنے کا مستحق ہے۔

اس حصہ میں بھی شروع سے آخر تک صرف تاریخی حیثیت مدنظر رہیگی اور اس سے مقصود خالی الذہن اور بیخبر افراد کو صرف حضرت بہاء کی شخصیت اور اُن کی تحریک کی اصلی صورت، نوعیت اور رفتار ترقی سے روشناس کرانا منظور ہوگا۔

مذہب کے بنیادی مسائل پر استدلالی بحث، بابی بہائی مذہب کے دلائل، شواہد و قرائن اور اُن پر محققانہ نظریہ کتاب کے آنیوالے دوسرے حصوں سے تعلق رکھتی ہے جس کے لئے خدا کی تائید کے طالب

ہین اور وہی ہر امر خیر مین مدد دینے والا اور توفیق کا مالک ہے۔

بہائی تاریخ کی دنیا

تاریکی کا حیرت انگیز مرقع

بہائیت کے متعلق جس وقت ہم اُن ماخذون پر نظر ڈالتے ہین جن سے معلومات کے حاصل کرنے مین مدد لیجا سکتی ہے تو وہ دو قسم کے نظر آتے ہین ایک وہ جنھیں مخالفین نے مرتب کیا ہے جیسے سپہر کاشانی کی کتاب ناسخ التواریخ۔ مرزا ہدایت خاں مدیر جریدہ حکمت کی کتاب مفتاح باب الابواب " تاریخ روضۃ الصفا کا تکملہ جو ناصر الدین شاہ کے عہد میں طبع ہوا۔

یقیناً ان کتابون مین واقعات کا ذخیرہ اچھا موجود ہے۔ لیکن ان کتابون کے متعلق بہائی دنیا یہ کہنے کا حق رکھتی ہے کہ یہ ہمارے مخالف، ہمارے خون کے پیاسے دشمنون کی کتابین ہین۔ وہ تمھاری نگاہ مین کتنے ہی محقق، باخبر، منصف مزاج کیون نہون۔ لیکن ہمارے لیے اُنکا قلم "قلم در دست دشمن" کا مصداق ہے اس لئے ہم تو ان واقعات کو تسلیم نہین کرتے اور نہ ان واقعات کے لحاظ سے

ہمارے خلاف کوئی سند قائم ہوسکتی ہے۔

یہ جواب اُن کا بے شک ایسا ہے جو ہماری خاموشی کا سبب ہو اور اُن واقعات کے وزن کو سبک ثابت کردے۔

دوسری قسم کی وہ کتابین ہین جو خود بابی و بہائی مذہب مین تصنیف ہوئی ہین۔ ان کی حالت عجیب و غریب ہے۔ جس طرح شریعتین منسوخ ہوتی ہین۔ بہائی مذہب کے احکام سیاسی حالاتِ دنیا کے ساتھ پلٹے کھاتے ہین اُسی طرح ان کی تاریخین برابر سانپ کی طرح کیچلی بدلا کرتی ہین۔ جس مطلب کو اپنے مفاد کے خلاف دیکھا نکالدیا۔ جو بات اپنے مطلب کی نہوئی اُسے بدلدیا۔

لطف یہ ہے کہ یہ تغیرات کچھ غیر ذمہ دار اشخاص کی طرف سے نہین ہوتے بلکہ ان تغیرات کے کرنے والے بڑے ذمہ دار اشخاص و بانیان مذہب ہوتے ہین جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس مذہب مین تاریخ اس طرح کروٹین بدلرہی ہو اُس مین واقعیت وحقیقت کا عنصر کتنا شریک ہوگا اور حق گوئی وحق نمائی کا اُس مین کس حد تک لحاظ رکھا گیا ہوگا۔

تیسری قسم ایسی بھی ہے جس کے مصنف بالکل غیر جانبدار اشخاص سمجھے جاسکتے ہین۔ جنھین نہ مذہب بہائی کی کوئی خاص حمایت

مد نظر ہے اور نہ مخالفت بلکہ صرف ذوق تحقیق کی بنا پر انہون نے واقعات کی جانچ کرنے کی کوشش کی ہے ۔

اس مین ممکن ہے انہین واقعات کے معلوم کرنے مین کوئی دہوکا بھی ہوا ور ممکن ہے کہ عقلی مسائل مین جو نتیجہ وہ نکالین اور رائے قائم کرین وہ صحیح نہو لیکن تاریخی تحقیقات کے بعد جن واقعات کو شواہد و قرائن کے ساتھ تحریر کرین اُن مین بڑا وزن ہے اور وہ کسی طرح نظر انداز کرنے کے قابل نہین ہین ۔

اُن مین سب سے زیادہ قابل لحاظ ہستی پروفیسر ایڈورڈ براون کی ہے جنہون نے قریب قریب اپنی زندگی "ادبیات ایران" کے سیر و تتبع اور تلاش و جستجو مین صرف کی اور خود ایک مدت تک ایران مین قیام کرکے وہان کے معلومات کو حاصل کیا! انہین "بابی بہائی" مذہب کی تاریخ کے ساتھ ایک عجب قسم کی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی جس کے سلسلہ مین اُنہون نے ایران کے مشہور مقامات کا سفر کیا، اصلی دستاویزین اور قلمی خطوط اور کتابین حاصل کین ۔ قبرص اور عکا جاکر خود مرزا علی محمد باب کے قائم مقامان مرزا یحیی صبح ازل اور مرزا حسین علی بہاء اللہ سے ملاقات کی اور کامل تحقیقات کے بعد واپس ہوے ۔

اُنہوں نے مختلف کتابوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور اُنہیں شایع
کیا، بہت سی کتابیں اصلی زبان میں اپنے مقدمات و حواشی کے ساتھ
طبع کیں۔ بہت سے مضامین خود تاریخ بہائیت اور مذہب بہاء کی
تحقیق کے متعلق تحریر کئے اور صاحبان ذوق کیلئے ایک اعلیٰ ذخیرہ مہیا کر دیا
میں جیسا کہ اشارۃً لکھ چکا ہوں اُن کے اُن آراء و اقوال کو
کوئی وزن نہیں دیتا جو وہ مذہبی مسائل پر تبصرہ کے سلسلہ میں ظاہر
کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ایک انسان تھے اور پھر کتنی بھی تعلیم حاصل
کریں لیکن اسلامی مسائل سے پھر بھی ایک حد تک اجنبی۔ اُن کی
نظر سے ایسے مسئلوں میں چوک ہو جانا بہت ممکن ہے جیسا کہ ہوئی
ہے۔ لیکن میں اُن کی صرف اُن کوششوں کو بڑے قدر کی نگاہ سے
دیکھتا ہوں جو اُنہوں نے واقعات کی تحقیق اور اُن کے اصل ماخذوں
کی تلاش میں کی ہیں اور پھر انھیں دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔
درحقیقت بہائی تاریخ کے انقلابات اور اُن کا رستانیوں کی
جو اسی سلسلہ میں کی گئی ہیں پردہ دری بھی انھی کی تحقیقات کے
ہاتھ سے ہوئی ہے ورنہ ہمارے ذرایع تحقیق اتنے وسیع کہاں اور
ہمارے لئے اتنے اسباب فراہم کہاں جو ہم ان اندرونی بناوٹوں
اور باطنی کارگذاریوں کی تہ تک پہونچ سکتے۔

اچھا اب ہم سلسلہ وار تاریخ بہائیت کے مختلف بابی ماخذوں کا پتہ دیتے ہین اور اُن مین جو انقلابات ہوئے ہین انھین اجمالاً سپرد قلم کرتے ہین۔ اُن سے بہائی ماخذون کی وقعت و اہمیت کا بھی ناظرین کو پورے طور سے اندازہ کرنا ممکن ہو جائیگا۔

(۱)

بابی مذہب کی قدیم اور معتبر ترین تاریخ

کتاب نقطۃ الکاف

مصنفہ

حاجی میرزا جانی کاشانی

حاجی میرزا جانی کاشانی اور اُن کے دو بھائی حاجی مرزا اسمٰعیل ملقب بذبیح اور حاجی میرزا احمد کاشانی اُن سابقون الاولون مین سے ہین جنھون نے بابیت کے ابتدائی ہی دور مین علی محمد باب پر ایمان قبول کیا اور رجب ۱۲۶۳ھ مین مرزا علی محمد باب کو حاجی میرزا اقاسی وزیر اعظم ایران کے حکم سے اصفہان سے ماکو کی طرف بیجایا جارہا تھا اُسوقت حاجی میرزا جانی اور اُن کے بھائی حاجی میرزا

اسمٰعیل ہی وہ تھے جنہوں نے محافظ سواروں کو بہت بڑی رشوت دیکر یہ موقع حاصل کیا تھا کہ علی محمد باب کو اُن کے ہمراہیوں سمیت اپنے مکان پر لیجاکر دو دن تک مہمان رکھیں - اسکے بعد ۱۲۶۴ھ مین جب مازندران کی شورش اور قلعۂ شیخ طبرسی کا واقعہ پیش آیا تو حاجی میرزا جانی، صبح ازل - اور بہاءاللہ - اور چند آدمیوں نے مازندران جاکر یہ کوشش کی کہ وہ قلعہ مین پہونچ جامین اور دوسرے جنگ آزما ساتھیون کے ساتھ شریک ہون مگر اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہوسکے - سرکاری فوجون نے گرفتار کیا اور آمل مین قید کردیا - عرصہ تک یہ لوگ قید مین تھے اور پھر کسی نہ کسی طرح ہر ایک شخص کو رہائی حاصل ہوئی - حاجی میرزا جانی کو کاشان کے دو تاجرون نے چارسو تومان (ایران کا ایک سکہ) بطور ضمانت داخل کرکے قید سے چھڑایا اور آزاد کرایا -

حاجی میرزا جانی بابی مذہب کے عام اشخاص مین سے نہین تھے جو کسی قسم کا نام و نمود نہ رکھتے ہون اور نہ کوئی حقیقت و حیثیت - وہ ذاتی حیثیت سے علی محمد باب - صبح ازل - بہاءاللہ - حاجی سلیمان خان تبریزی - آخوند ملا محمد علی زنجانی ملقب بحجۃ الاسلام - سید یحییٰ دارابی ملقب بو حید - ملا شیخ علی ترشیزی ملقب بجناب عظیم - طاہرہ

قرۃ العین ۔ مرزا حسن بشروی اور قریب قریب تمام پہلے دور کے بابی مذہب کے ارکان سے تعلقات رکھتے تھے اور تمام ابتدائی زمانہ کے واقعات مذہب باب کے اُن کی آنکھون کے سامنے ہوئے تھے یا متعلقہ اشخاص سے کہ جو اُن واقعات کے ذمہ دار تھے انھون نے خود اپنے کانون سے سنے تھے۔

۲۷ شعبان ۱۲۶۶ھ کو علی محمد باب تبریز مین قتل ہوے بعد اسکے اور دوسرے بابی لوگ تو "انتقام انتقام" کا شور اٹھا کر شورش انگیزی کے مشغلہ مین مصروف رہے اور حاجی میرزا جانی کے ذہن مین سب سے پہلے یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ تاریخ مذہب باب کو مکمل حیثیت سے تحریر کردین چنانچہ انھون نے دو برس کے اندر اس کتاب کو پایۂ تکمیل کو پہونچایا جس کا نام "نقطۃ الکاف" ہے۔

بابی مذہب کی بنیاد ہی ایسے ایسے دور از کار تعبیرات پر ہے جن کو وہ "عرفانیات" سے تعبیر کرتے ہین لیکن اُنکا جوہر یہ ہوتا ہے کہ عقل سے اُنکو کوئی لگاؤ نہین۔

جس کی مثالین بابی و بہائی مذہب کے رکھے ہوے نامون سے ظاہر ہین ۔ علی محمد باب پر پہلے ایمان لانے والے اٹھارہ اشخاص "حروف حی" حضرت بہاء اللہ کے بغداد سے سب سے پہلے محل مہاجرت "ادرنہ" کا نام" ارض سر" اس لیئے کہ" ادرنہ" اور "

شتر" دونون کے عدد برابر برابر (۲۶۰) ہین مرزا یحییٰ کا لقب "صبح ازل" اس لیئے کہ وہ علی محمد باب کے ظہور کے پانچوین برس ظاہر ہوے اور حدیث کمیل مین پانچوین برس کے متعلق یہ فقرہ ہے کہ نور یشرق من صبح الازل فیلوح علی ہیاکل التوحید اثارہ۔ "ایک نور چمکے گا صبح ازل سے جس کے آثار توحید کے مجسمون پر ظاہر ہونگے"۔ علی محمد باب کا لکھنا اپنے خط مین "ھذا کتاب من علی قبل نبیل الی من یعدل اسمہ اسم الوحید" یہ خط ہے علی قبل نبیل کی طرف سے اُس شخص کے پاس جس کا نام وحید کے نام سے مساوی ہے" کیا مطلب ؟ علی قبل نبیل سے مراد علی محمد کیون ؟ اس لیئے کہ محمد اور "نبیل" کے عدد مساوی ہین (۹۲) وحید یعنی یحییٰ کس طرح ؟ یون کہ "یحییٰ" اور "وحید" دونون ایک عدد رکھتے ہین (۲۸) (یہ بھی بالکل سطحی حیثیت سے ورنہ درحقیقت حساب غلط ہے یحییٰ کے صورت مکتوبی مین عدد (۳۸) اور صورت ملفوظی مین (۲۹) ہوتے ہین (۲۸) کسی صورت سے صحیح نہین بے شک اگر یحیی کی صورت سے لکھا اور پڑھا جائے تو عدد (۲۸) ہون گے لیکن نقطۂ دلی حضرت مبشر اعظم جل ذکرہ کا کلام ہے۔ اُس مین ان اعتراضات کی گنجائش کہان اور پھر (بقول حضرات بہائی) ایک نبی رسول پیغمبر کو علم حساب کے ایسے مسائل سے واقف ہونے کی ضرورت نہین ہے)

لہذا غلطی ہوئی تو مضائقہ کیا! لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کو ان مسائل کا علم نہین تو ان مین دخل در معقولات کس لئے کرتے ہیں؟ اسکا جواب بھی صاف ہے کہ ظہور الٰہی یفعل ما یشاء ہوتا ہے۔ لا یسأل عما یفعل وھم یسألون لہذا اسکے کسی طرز عمل قول و فعل مین چون چرا کی گنجایش نہین ہے۔" بہت درست! لیکن ایسی تقلید آپ کو مبارک آپ مظہر الٰہی مان چکے ہین۔ لہذا "قہر درویش بجان درویش" آپکو تو تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ مگر ہم سے ایسے بزرگوار پر ایمان لانے کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیجیے۔ ہمین تبلیغ نہ کیجیے اس لئے کہ ہم اس مظہر الٰہی کی ایسی فاش غلطیون سے اُسکی عظمت اپنے دل سے کھو چکے ہین

خلاصہ یہ ہے کہ بابی بہائی ملفوظات مین اس قسم کے دقیانوسی الفاظ کا وجود شاذ و نادر نہین ہے۔

"نقطۃ الکاف" کا نام بھی ایسا ہی ہے۔ پھر اس کتاب کی ابتداء حسب ذیل ہے۔

ھ

هو الامنع الاقدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس اسم خاص اور شکل مخصوص کو کتاب کے دیباچہ مین سمجھانے کی کوشش کی ہے جو ہمین اس کتاب کے صفحہ پر نظر آتی ہے وہ حسب ذیل ہے

"نام این کتاب را نقطۃ الکاف نمودم بدو جہت یکے آنکہ خود را صاحب اسمی و رسمی نمی دانم تا ذکر خود را نمایم زیرا کہ ذکر خود را در بے ذکری می شمارم، دوم آنکہ مسطور گردید کہ نقطہ را پنج مقامی باشد و آن مقام ہا را است و ہار چہار مرتبہ کہ ترقی نمود کاف میشود و کاف چہار نقطہ است نقطۃ المشیۃ و نقطۃ الارادۃ و نقطۃ القدر و نقطۃ القضاء و کاف اول کلمۂ کن می باشد و کاف دوم فیکون و غیب و شہادت کاف میم است کہ ذکر میم مشیت میشود کہ اول امکان بمشیت شیئیت جسم رسانیہ و لہذا اسم نقطۃ الکاف حقیقت دارد و لہذا در صدر کتاب اول نقطہ گذاردہ ام۔ این اول ظہور را است در مقام تجرد دوم در تحت نقطہ م نوشتہ ام کہ تعین اول بودہ باشد و بعد را ھو نوشتہ شدہ است تعین ھم می شود و بعد ذکر امتناع و قدوسیت آن ذکر جمیع اشارات شدہ است در دا قع و در ظاہر ذکر بسم اللہ الرحمن الرحیم شدہ است کہ اول اسماء و صفات اللہ می باشد۔"

اردو دان طبقہ کو شکایت ہو گی کہ مین نے ترجمہ نہین کیا خیر۔ اُن کی خاطر سے مین اردو ترجمہ بھی کئے دیتا ہون مگر سچ کہتا ہون کہ خود نہین سمجھا ہون۔ ترجمہ کیا کرون۔ اچھا۔ ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "اس کتاب کا نام مینے نقطۃ الکاف رکھا دو وجون سے

ایک یہ کہ اپنے تئین کسی نام و نشان کے قابل نہین سمجھتا تاکہ اپنا ذکر کرون بلکہ اپنا نام گمنام ہونے مین مضمر سمجھتا ہون۔ دوسرے یہ کہ نقطہ کے پانچ مقام ہین اور وہ مقام ”ہ“ کا ہے اور ”ہ“ چار درجہ جو ترقی کرے تو کاف بنجاتی ہے اور کاف کے چار نقطے ہین۔ نقطہ مشیت۔ نقطۂ ارادہ۔ نقطۂ قدر نقطۂ قضاء اور کاف کن کے کلمہ کا پہلا ہے اور وہی کاف فیکون کا دوسرا ہے اور کاف کا غیب و شہادت میم ہے مشیت کی میم کا ذکر ہوتا ہے اسلیئے کہ امکان کی ابتدا کو مشیت کے ساتھ شیئیت حاصل ہوئی ہے اسلیئے نقطۃ الکاف کا نام حقیقت رکھتا ہے۔ اور اسی لیئے مینے کتاب کے شروع مین نقطہ رکھا ہے جو سب سے پہلا ظہور ہے مقام تجرد مین پھر نقطہ کے نیچے ہ لکھی ہے جو سب سے پہلا تعین ہے اور پھر ہو لکھا گیا ہے کہ جس سے ہ کا تعین ہوتا ہے اور اُسکے امتناع اور قدوسیت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے تمام درجون کی طرف اشارہ ہو گیا باطن ہے اور ظاہر مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ذکر ہو گیا۔ جو اسماء و صفات الٰہی مین سب سے پہلا درجہ رکھتا ہے“

بیچارے پروفیسر براون کو بھی اس وجہ تسمیہ کے سمجھنے مین بڑی دشواری محسوس ہوئی ہے اور آخر انہون نے خود اپنے دل سے ایک وجہ اس نام کی تراش کر لکھی ہے۔

وہ اپنے اُس بسوط مقدمہ مین جو اس کتاب کے قبل درج ہے صلالہ پر تحریر کرتے ہین۔

"اما درخصوص وجہ تسمیۂ کتاب باسم غریب "نقطۃ الکاف" رجوع کنید بصفحہ ۵ از نسخۂ حاضر ہرچند از آنجا ہم گویا چندان مطلب منقحی بدست نیاید دلی شکی نیست کہ علاوہ بر محامل عرفانیۂ مذکورہ در صفحہ ۵ از لفظ "کاف" اشارہ بکاشان موطن مصنف نیز ملحوظ ہست بعادت بابیہ کہ بلاد و اراضی را ببعضی از حروف مقطوعہ از اسماء آنہا مرموزمی نمودہ اند چون ارض فاء (فارس) و ارض صاد (اصفہان)۔

"کتاب کا نام عجیب و غریب "نقطۃ الکاف" جو رکھا گیا ہے اسکی وجہ تسمیہ کے لیے رجوع کرو صفحہ ۵ کی طرف خود اسی کتاب کے اگرچہ ایک حد تک وہان سے بھی کوئی سلجھا ہوا مطلب دستیاب نہین ہوتا لیکن اس مین شک نہین ہے کہ علاوہ اُن عرفانی وجوہ کے جو صفحہ ۵ پر مذکور ہین کاف کی لفظ سے اشارہ "کاشان" کی طرف بھی جو مصنف کا وطن ہے ملحوظ ہے اور یہ بابی جماعت کی عادت ہے کہ وہ مختلف شہرون اور سرزمینون کی طرف اُن کے اصلی نام کے بعض مفرد حرفون کے ساتھ اشارہ کرتے ہین جیسے کہ زمین فا یعنی فارس، سرزمین صاد یعنے اصفہان وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال مین مسٹر براؤن نے جو وجہ تحریر کی ہے وہ کوئی مذرت نہین رکھتی ہے بلکہ خود مصنف کی بیان کردہ پہلی وجہ کا مطلب یہی ہے۔

پہلی وجہ اُنہون نے یہ لکھی ہے نہ کہ مین اپنے تئین قابل ذکر نہ سمجھتا تھا اور اپنا نام گمنام ہونے مین مضمر سمجھتا تھا؟ اس کے معنی یہ ہین کہ مینے نقطۃ الکاف کی لفظ سے خود اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ یونہی کہ جیسے ارض طا سے مراد طہران ہوتا ہے ارض صاد سے اصفہان وغیرہ۔

اُسی طرح کاف سے کاشان اور وہان کا نقطہ یعنی ایک بے نام و نمود چیز مصنف یا اُسکی کتاب جس کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ بے شک دوسری وجہ عرفانی ہے اور وہ اہل عقل کے عقول سے بیگانہ ہے۔

یہ کتاب ۱۲۶۸ھ تک تمام ہو گئی تھی۔ اس سال ذی القعدہ کے مہینہ کے قریب ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اُس مین بڑے بڑے بابی افراد گرفتار ہوئے۔

ان مین سے حاجی میرزا جانی بھی تھے۔ ۳۰ ذی القعدہ کو ۲۸ آدمیون کے ساتھ وہ طہران مین قتل کئے گئے۔

اسوقت تک بابی مذہب مین یہ نفرقہ جس نے اُسکو ازلی اور

بہائی جماعت مین منقسم کر دیا پیدا نہین ہوا تھا اور تمام مذہب باب کے افراد ایک نقطہ پر مجتمع تھے۔ اس لئے حاجی میرزا جانی کی تاریخ اُن واقعات کے سمجھنے اور معلوم کرنے مین انتہائی مستند حیثیت رکھتی ہے جو بہاء اللہ اور مرزا یحییٰ صبح ازل کے ابتدائی واقعات سے تعلق رکھتے ہون اس لئے کہ تعصب، تنگ نظری، جانبداری اور خواہ مخواہ کی حمایت کا پہلو اُسوقت سے پیدا ہوتا ہے جب کہ اختلاف شروع ہوا اور جماعت دو فرقون مین منقسم ہو گئی، اس وقت سے ازلی جماعت کے بیانات بہاء اللہ کے خلاف اور بہائی جماعت کے بیانات صبح ازل کے خلاف یقیناً ذاتی تعصب اطرفداری کا نتیجہ خیال کئے جاسکتے ہین۔ لیکن ایک ایسا مصنف جو اس دور کے قبل تاریخ لکھنے بیٹھا ہو جس نے ازل اور بہاء مین کوئی اختلاف محسوس بھی نہ کیا ہو اور اس لیئے وہ دونون کی تعریف کرتا ہو۔ دونون کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہو وہ اگر اُس زمانہ کے کچھ ایسے واقعات تحریر کر دے جو بعد والے زمانہ مین اختلاف کے دور مین کسی ایک فریق کے مطابق نتیجہ بخشتے ہون اور دوسرے کے خلاف تو وہ یقیناً ایک مستند قابل وثوق اور معتبر دستاویز سمجھے جانیکے قابل ہین اور صحیح تسلیم کئے جانے کے لائق۔

اس کتاب کو بہائی جماعت اپنے لیئے انتہائی خطرناک سمجھے ہوے ہے اور اس کتاب سے مخصوص نہین بلکہ صدر اول کے تمام آثار و الواح، حضرت علی محمد باب کی تمام کتابین، اُنکے تمام تحریرات و مکتوبات بہائی جماعت نے اس طرح گمنام بنائے ہین کہ گویا اُن کا وجود ہی نہ تھا۔

بھلا ایک پیشوائے مذہب جس کے تعلیمات پر کسی مذہب کی بنیاد قائم ہوئی ہو اور جس کو وہ جماعت اپنا روحانی بیشر و متقدم اول سمجھتے ہو اُس کے آثار قلمی اس طرح نیست و نابود ہو جائین۔

آج کتاب البیان کہان ہے؟ تفسیر سورۂ کوثر کہان ہے؟ تفسیر احسن القصص کہان ہے؟ ہو گی مگر اتفاق سے کسی قدیم کتبخانہ کے گوشہ مین۔ کسی دنیا کے کتب فروش کے یہان لیکن بہائی دارالاشاعت مین کہان ہے؟ بہائی مذہب کے تبلیغی کتب مین اُس کا وجود کیون نہین ہے؟

نہین ہے اور کہین نہین ہے۔ اسلیئے کہ یہ تمام کتابین، اُس زمانہ کی تمام تحریرین بہائی مذہب کی انیٹ سے انیٹ بجاتی، حضرت بہاء اللہ کی شخصیت، مذہبی حیثیت کو حباب بلکہ سراب اور بالکل بے آب و تاب بنا دیتی ہین۔ پھر بھلا کیونکر ممکن ہے کہ بہائی جماعت

اپنے ہاتھ سے اُن کتب کی اشاعت کرے یا اُن کی اشاعت گوارا کرسکے۔
کوششین ہوئی ہین اور روپیہ صرف کیا گیا ہے اور تدبیرین کی گئی ہین کہ یہ کتابین نیست و نابود ہون اور جہان تک ہو سکا ہے اِن کتابون کے نسخون کو خرید کر جلا یا گیا ہے اور دریا برد کرایا گیا ہے۔
پھر حاجی مرزا جانی کی کتاب ”نقطۃ الکاف“ اس مصیبت سے کب محفوظ رہ سکتی تھی۔
اُس کو بھی معدوم کرنے کی فکر کی گئی اور اُسکے نسخون کو نایاب بنانے کی تدبیر ہوئی لیکن جس چیز کو خدا باقی رکھنا چاہے اور پھیلانا چاہے اُس کو دنیا کی طاقت فنا نہین کرسکتی۔
کومٹ دی گوبنیو Comt de Gobineau
حکومت فرانس کے وزیر مختار کی حیثیت سے طہران مین مقیم تھے اتفاق سے اُس زمانہ مین ”بابی مذہب“ تازہ تازہ ظاہر ہوا تھا اور ابھی وہ تفرقہ جو ازلی و بہائی صورت سے بعد مین ہوا رونما نہین ہوا تھا۔ موصوف کو اس جدید مذہب کے حالات کے ساتھ دلچسپی پیدا ہوئی۔ خاص طور سے اس لئے کہ وہ ایک کتاب کی تصنیف مین مصروف تھے جس کا نام ہے ”مذاہب و فلسفہ در ایشیاے متوسط۔ The Religions and the philosophies in Asia Central

اس مین اُنہون نے ایک بہت بڑا حصہ بابی مذہب کے متعلق تحریر کیا ہے۔

اُسکی تکمیل کے لیے یقیناً اُس مذہب سے متعلقہ کتابون کی سخت ضرورت تھی جس کے لیئے اُنہون نے تلاش اور جستجو کے ساتھ ان کتابون کو جمع کرنا شروع کیا۔

سنہ ۱۸۸۴ء مین وزیر موصوف کے انتقال کے بعد اُن کی کتابین پیرس مین بطور نیلام کے فروخت کی گئین

چودہ ۱۴ کتابین بابی مذہب سے متعلق تھین جن مین سے نو ۹ برٹش میوزیم لندن نے خرید کین اور پانچ کتابین کتبخانۂ ملی پیرس کے ہاتھ آئین۔

ان پانچ کتابون مین دو نسخے کتاب "نقطۃ الکاف" کے بھی تھے ایک نسخہ کامل جو ۲۹۶ صفحون پر تمام ہوتا تھا اور ہر صفحہ مین ۱۵ سطرین بخط نسخ۔

دوسرے پہلا تہائی حصہ کتاب کا جو سنہ ۱۲۷۹ھ کا لکھا ہوا تھا اور خط نستعلیق مین تحریر تھا۔

ایڈورڈ براون جو دار الفنون کیمبرج مین فارسی زبان کے پروفیسر تھے اُنہین اس قسم کے تاریخی اسناد کے شایع کرنے کا ایک خاص شغف بلکہ عشق تھا انہون نے اس کتاب کی بڑی کوشش کے ساتھ خود اپنے لیئے نقل حاصل کی اور سنہ ۱۳۲۸ھ مطابق سنہ ۱۹۱۰ء مین اپنے اہتمام

خاص سے اس کتاب کو لیدن (ہالینڈ) کے مطبع بریل مین طبع کرایا اور کتاب کے اول و آخر مین دو طویل الذیل اور بسوط مقدمے ایک فارسی زبان مین جو ۸۷ صفحون پر مشتمل ہے اور کتاب کے پہلے ہے اور دوسرا انگریزی مین جو ۵۸ صفحون کا ہے اور کتاب کے آخر مین ہے کتاب کے ساتھ ملحق کیئے۔ اصل کتاب ۲۷۳ صفحون پر مشتمل ہے۔ پروفیسر براؤن نے خاص کوشش کے ساتھ دونون اصل قلمی نسخون کی مطابقت سے تصحیح کی ہے۔ جہان دو نون نسخون مین اختلاف ہے اسکو پائین صفحہ کے حاشیہ میں درج کر دیا ہے۔ کامل نسخہ کی طرف اشارہ کا کی لفظ سے اور ناقص کی طرف اشارہ نا کی لفظ سے ہے،

بہائی حضرات یقیناً اگر کسی غیر واقف کار شخص سے گفتگو آئے تو یہی ظاہر کرینگے کہ حاجی میرزا جانی کاشانی کوئی شخص ہی نہین تھے یا اُنہون نے کوئی تاریخ نقطۃ الکاف لکھی نہین تھی لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ خود بہائی تصنیفات مین اس کتاب کا حوالہ اور اس کی تصدیق موجود ہے۔

کتاب "تاریخ جدید" مین جو بہائی مذہب کی تالیف ہے اور جس کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ عنقریب آئیگا۔ متعدد مقامات پر اس کتاب کا حوالہ موجود ہے اور اسی لحاظ سے اس کتاب کا نام

"تاریخ جدید" رکھا گیا ہے کہ یہ بہ نسبت اُس قدیم تاریخ کے جو اس سے پہلے تصنیف ہوئی تھی جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔

میرزا ابو الفضل گلپائیگانی جو مذہب بہائیت کے بڑے مبلغ، عالم اور ایک طرح سے مؤرخ بھی کہے جانے کے قابل ہین اور بہائی اصحاب کے درمیان ابو الفضائل مشہور ہین اُنھون نے اپنی تصنیف " رسالہ اسکندریہ" مین بھی اس تاریخ کی تصدیق کی ہے۔

" رسالۂ اسکندریہ" کی شان نزول یہ ہے کہ عشق آباد مین روسی توپخانہ کے افسر اعلی مسیو الکساندر تومانسکی نے موصوف سے ایک ایسا رسالہ لکھنے کی فرمائش کی تھی جس مین بہائی مذہب کے حالات مختصر طور سے مذکور ہون آپ نے وعدہ فرمایا۔ جب آپ یہان سے سمرقند تشریف لے گئے تو وہان آپ نے یہ رسالہ تحریر کیا۔

اتفاق سے اسکے قبل پروفیسر براؤن بھی آپ سے ایسی ہی خواہش کر چکے تھے اور بعض سوالات آپ کے پاس بغرض جواب روانہ کر چکے تھے۔ آپ نے اس رسالہ کو لکھکر ایک طرف پروفیسر براؤن کی فرمائش کو پورا کیا اور دوسری جانب مسیو الکساندر کی لیکن چونکہ ثانی الذکر فرمائش قریبی زمانہ سے تعلق رکھتی تھی اس لئے آپ نے کتاب کے نام مین اس کا لحاظ کیا اور چونکہ اسکندر (علامہ مرزا ابو الفضل کی نگاہ مین)

"الکساندر" کے ساتھ قریب المخرج تھا اسلئے آپ نے اُس کا نام "رسالہ اسکندریہ" رکھا۔ مسیو الکساندر نے اُس کے خاص اجزاء ایک روسی ماہوار رسالہ "زیپسکی" جلد ۸ صفحہ ۱۴۱-۱۱۳ مین شائع کر دیے۔

اس رسالہ مین تاریخ "نقطۃ الکاف" کا تذکرہ حسب ذیل الفاظ مین ہے "تاریخی از مرحوم حاجی میرزا جانی کاشانی کہ از شہدائے طہران واز خوبان آن زمان بودہ است در دست احباب ہست لکن او مردی تاجر بودہ است واز تاریخ نویسی ربطی نداشتہ وتاریخ سنین وشہور را نہ نوشتہ نہایت چون مردی با دیانت بودہ است نقل وقایع را چنانکہ دیدہ وشنیدہ است براستی مرقوم داشتہ"

اس عبارت مین حاجی میرزا جانی کے صرف انداز تصنیف پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اُنھون نے واقعات کے دن تاریخ مہینہ سنہ کا پتہ نہین دیا لیکن واقعات کے نقل کرنے مین اُن کی دیانت وامانت کا اعتراف موجود ہے اور لکھا ہے کہ تمام واقعات اُنھون نے صحیح طور سے اپنے معلومات کے مطابق درج کیے ہین۔

اسی کامل اعتماد کا نتیجہ تھا کہ آپ نے مصنف تاریخ جدید کو بوقت تصنیف یہ مشورہ دیا تھا کہ "این کتاب را بدست آرد وقایع را از ان وتاریخ سنین وشہور را از کتاب ناسخ التواریخ و ملحقات

روضتہ الصفا نقل نما۔"

اگر آپ کو کتاب "نقطتہ الکاف" کے مندرجہ واقعات مین کچھ بھی شبہہ ہوتا تو کبھی یہ مشورہ نہ دیتے کہ تم اس کتاب سے واقعات کو نقل کرو اور تاریخین ناسخ التواریخ و ملحقات روضتہ الصفا سے درج کرو۔

جس طرح آپ نے ناسخ التواریخ وغیرہ کے واقعات کو اس بنا پر غیر معتبر سمجھا کہ "سپہر و ہدایت از غایت تملق و ضلالت آنچہ در حوادث این ظہور نوشتہ اند یکبارہ تہمت صرف و کذب محض است"

اُسی طرح آپ "نقطتہ الکاف" کے متعلق بھی اپنے اختلاف کا اظہار ضرور کر دیتے۔

اسکے برخلاف آپ نے رسالہ کو ختم کرتے ہوے پھر دوبارہ حاجی میرزا جانی اور اُن کی کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہین۔

جناب حاجی مرزا جانی	حاجی مرزا جانی کاشانی کاشان
کاشانی از تجار معروف کاشان بود	کے مشہور تاجرون مین سے تھے۔
و در اول ظہور امر مبارک نقطۂ	امر مبارک کے ظہور کے شروع ہی
اولی را تصدیق نمود و باجناب	مین حضرت باب پر ایمان لائے
ذبیح کہ در لوح رئیس مذکور و	اور جناب ذبیح کے ساتھ جو لوح
مشرف باسم انیس است اخوت	رئیس مین مذکور اور "انیس" کے

د هشت و در وقتی که نقطهٔ اولی
جل اسمه الاعلی را با مر محمد شاه
از اصفهان بطهران می بردند
در کاشان سه شب آن حضرت
را در بیت خود ضیافت نمود
و پس از چندی از کاشان
بطهران آمد و در حضرت عبد العظیم
متوقف شد و آن تاریخ را
در آن قریه نوشت و در فتنهٔ
سال ۱۲۶۸ هجری او هم گرفتار
شد و در سجن با حضرت بهاء الله
در یک محل جلیس و بیک سلسلهٔ
حدید مقید گشت و پس از
یومی چند در این فتنه بی گناه
تباه شد و برتبهٔ شهادت
فایز گشت۔ اما نسخهٔ تاریخ
او را امروز نامه نگار نمی تواند

خطاب کے ساتھ مشرف ہین رشتۂ
اخوت رکھتے تھے۔ جب حضرت
باب کو محمد شاہ کے حکم سے اصفہان
سے طہران کی طرف لیجایا جارہا تھا تو
انہون نے تین دن تک اُن حضرت
کو اپنے گھر مین مہمان رکھا۔ کچھ عرصہ
کے بعد یہ کاشان سے طہران چلے
آئے اور شاہزادۂ عبد العظیم کے
آستانہ پر قیام پذیر ہوئے اور اس
تاریخ کو اُسی قصبہ مین لکھا ہے ۔
۱۲۶۸ھ کے ہنگامہ مین یہ بھی گرفتار
ہوئے اور قید خانہ مین حضرت بہاء اللہ
کے ساتھ ایک ہی جگہ پر تھے اور
ایک ہی لوہے کی زنجیر مین قید تھے۔
چند روز کے بعد اس ہنگامہ مین
بیجرم وخطا تباہ ہوئے اور شہادت
کے رتبہ پر فائز ہوئے۔ لیکن یہ تاریخ

بدست آرد چہ از سمرقند تا طہران لیسی دور است و روزگار بر اہل بہا بے اندازہ عبوس و غیور۔

کا نسخہ مجھے بحالت موجودہ دستیاب نہین ہو سکتا کیونکہ سمرقند سے طہران تک بڑا فاصلہ ہے اور زمانہ اہل بہاء سے مخالف ہے۔

اس عبارت کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ کتاب طہران مین موجود ہے اور وہان جانے پر دستیاب ہو سکتی ہے۔

اب بہائی حضرات یہ فرماتے ہین کہ حاجی میرزا جانی کی تاریخ کا وجود تو تھا مگر وہ یہ نہین ہے جو پروفیسر براؤن نے طبع کی ہے۔ براؤن کو ازلی جماعت نے رشوت دیدی تھی جس کی وجہ سے اُنھون نے کتاب مین حضرت بہاء اللہ کے خلاف باتین درج کر دی ہین اور خلق خدا کی گمراہی کا سبب ہوے ہین۔

براؤن سب سے پہلے یورپین تھے جنھون نے حضرت بہاء اللہ سے ملاقات کی ہے لیکن افسوس کہ اُنھون نے اس شرف و فخر سے فائدہ نہین اُٹھایا۔ انوار بہاء اللّٰہی کی بارش کا نتیجہ اُن پر اُلٹا ہوا وہ حضرت بہاء اللہ کے دشمن ہو گئے۔ یہ وہ چیز ہے جس کو حضرت بہاء اللہ کے خلیفہ و جانشین غصن اللہ الاعظم حضرت عبد البہاء یعنی عباس آفندی نے اپنے سفر یورپ مین اپنے معتقدین سے

خاص طور پر فرمایا
ملاحظہ ہو کتاب بدائع الآثار یعنی سفرنامہ عبد البہاء مطبوعہ بمبئی ۱۹۱۴ء
جلد ۱ صفحہ ۲۵۹

بمناسبتی ذکر مستر براون را
فرمودند که "من باو نوشتم تو
اول کسی بودی از معلمین و
مؤلفین اروپا که بساحت اقدس
مشرف شدی این امتیاز را از دست
مده ولی او نه فهمید وقتی خسران
او معلوم خواهد شد که در
انگلستان انوار هدایت باشد
اشراق بتابد۔

کچھ مناسبت سے آپ نے مسٹر
براؤن کا ذکر فرمایا کہ" مین نے اُسکو
لکھا کہ تو سب سے پہلا شخص تھا معلمین
اور مصنفین یورپ مین سے جو آستانۂ مقدس
کی زیارت سے شرفیاب ہوا۔
اس امتیاز کو ہاتھ سے نہ جانے دے
لیکن وہ میری بات کو نہ سمجھا۔ اُسوقت
اُسکی زیانکاری معلوم ہوگی جب انگلستان
مین بہائی تعلیم کے انوار انتہائی چمک
کے ساتھ نمایان ہونگے۔

آج مسٹر براون گوشۂ قبر مین پہونچ چکے اور حضرت عبد البہاء بھی آغوش لحد مین آرام کر رہے ہین لیکن مسٹر براون کو اس پیشین گوئی اور اپنی خجالت و شرمساری اور پھر پشیمانی کا منتظر رہنا چاہئے۔ اسی دنیا مین۔ آخرت مین نہین کیونکہ مذہب بہائی کے نقطۂ نظر سے آخرت

توکوئی چیز ہی نہین ہے۔ قیامت حضرت بہاءاللہ کے ظہور کا نام تھا وہ آ چکی۔

بہرحال اس امر کا جواب ظاہر ہے۔ براؤن کو عداوت تھی؟ اُنھون نے تاریخ "نقطۃ الکاف" غلط چھاپ دی؟ تحریف و تبدیل کردی؟

اچھا آپ نے اب تک صحیح پیش کردی ہوتی! اُن کے تحریفات کا پتہ دیدیا ہوتا۔ جہان جہان اُنھون نے تراش و خراش کی تھی اُسکی گرفت کی ہوتی۔

اور براؤن نے عداوت کے لحاظ سے چھاپنے مین تبدیلیان کردین تو پیرس کا کتبخانہ تو کہین نہین گیا۔ وہان سے کتابین بھی غائب نہین ہوگئین، براؤن بیچارے نے تو اصل نسخون کا پتہ دیدیا ہے۔ اُن کو نکلوا لیئے حضرت ولی امراللہ شوقی آفندی (بہائی مذہب کے امام زمانہ) نے تو سیر و تفریح کے سلسلہ مین مہینون جا جا کر پیرس مین قیام فرمایا ہے۔ اصل نسخون کو نکلوا کر براؤن کی غلط بیانیون کا پردہ چاک کیجئے اور حقیقت امر کو واضح کر دیجئے

مرزا عبدالحسین آیتی (جو بہائی تاریخ "کواکب دریہ" کے مصنف ہین (انکا تذکرہ اسکے بعد تفصیل سے آئیگا) وہ اپنی کتاب "کشف الحیل" مین

تحریر کرتے ہین۔ (جلد ا ص ۱۹۱)۔

کتاب نقطۃ الکاف را اخیرا در طہران در نزد دکتر سعید خان کردستانی دیدم و آن کتاب خطی است کہ یکسال قبل از قتل حاجی میرزا جانی نوشتہ شدہ و دو روز بمقابلہ آن پرداختہ عینا با آنچہ براون طبع کردہ موافق یافتم

کتاب نقطۃ الکاف کو مینے طہران مین ڈاکٹر سعید خان کردستانی کے پاس دیکھا۔ وہ قلمی نسخہ ہے جو حاجی میرزا جانی کے قتل ہونے سے ایک سال پہلے لکھا گیا ہے مین نے دو روز تک مقابلہ کیا اور اس کتاب کو حرف بحرف اس مطبوعہ نسخہ سے جو براون نے طبع کیا ہے موافق پایا۔

لیجئے یہ شہادت بھی موجود ہے۔ نسخہ کا پتہ بھی حاضر ہے۔

اس سب کے علاوہ بہائی جماعت کے سادہ لوح افراد کا ذکر نہین غیر جانبدار، بے طرف خالی الذہن اشخاص پروفیسر براؤن کی شخصیت انکی ذمہ دارانہ حیثیت کو دیکھین اور اس رکیک خیال کو کہ انھون نے روپیہ لیکر کتاب مین اپنی طرف سے تبدیلیان کردین اور ایک غلط کتاب مرزا جانی کی طرف منسوب کرکے شایع کردی کسی طرح حق و راستی کی بارگاہ مین الزام قابل قبول نہین ہے اور جب تک اسکی کوئی سند پیش نہو حاجی میرزا جانی کی کتاب

نقطۃ الکاف ایک معتبر، مستند اور قابل تسلیم مقبول کتاب سمجھی جائیگی اور بہائی جماعت کے خلاف اسکے محررات کو پیش کیا جانا بالکل صحیح حق بجانب اور اصول انصاف و عدالت کے مطابق ہوگا۔

(۲)

کتاب تاریخ جدید

مصنفہ

مرزا حسین ہمدانی

یہ کتاب تاریخ نقطۃ الکاف کے بعد پورے طور سے بابی جماعت کے ازلی و بہائی فرقوں پر تقسیم ہو چکنے پر تصنیف ہوئی ہے اور اس مین تاریخ نقطۃ الکاف کے واقعات کو بالکل توڑ مروڑ کر اور غلط طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی شان تصنیف حضرت علامہ مرزا ابوالفضل گلپایگانی کے قلم سے جو اُس کتاب کی تصنیف مین ایک حد تک شریک اور بعض اقوال کی بنا پر اُسکے مصنف سمجھے جاتے تھے ملاحظہ ہو اور اُس سے اندازہ کیجئے کہ اس کتاب کی وقعت و اہمیت کس درجہ تک

سمجھی جا سکتی ہے ۔

اُسی رسالۂ اسکندریہ مین جس کے بعض اقتباسات اسکے قبل درج ہو چکے ہین تحریر ہوتا ہے ۔

کاتب و مصنف تاریخ
جدید مرحوم میرزا حسین ہمدانی
است و او جوانی بود از منسوبین
رضا خان پسر محمد خان ترکمان
که از شہدای قلعہ شیخ طبرسی
مذکور و نامش در تاریخ جدید
مسطور است، مورخ مذکور
در آغاز بسبب خط و ربطی که
در صنعت انشاء و مراسلات
داشت منشی یکے از رجال
دولت ایران بود و در سفر
اول که حضرت ناصر الدین شاہ
بفرنگستان مسافرت نمود وی نیز
بہمراہی موکب شاہی آن ممالک را

لکھنے والے اور مصنف تاریخ جدید
کے مرزا حسین ہمدانی مرحوم ہین وہ ایک
نوعمر شخص رضا خان پسر محمد خان کے
خاندان سے تھے ۔ یہ رضا خان قلعۂ
شیخ طبرسی کے شہید ہونیوالون مین
سے تھے اور انکا نام تاریخ جدید مین
تحریر ہے ۔

مرزا حسین موصوف شروع مین
چونکہ خوش نویس تھے اور ایک حد تک
انشا پردازی مین مہارت رکھتے تھے
اس لئے ایران کے بعض ارکان دولت
کے یہان بحیثیت منشی کے مقرر ہو گئے
تھے ۔ پہلے سفر مین جب ناصر الدین شاہ
یورپ گئے ہین تو مرزا حسین بھی

سیاحت نمود و در مراجعت چندی
در استنبول متوقف شد و پس
از عود بایران در فتنهٔ سال
۱۲۹۱ ہجری کہ جناب آقا جمال
بروجردی پس از مناظرہ با علمای
طہران گرفتار سجن حضرت
سلطان گشت وی نیز از
جملۂ محبوسان بود و بعد از
استخلاص از سجن طہران در
دفتر خانهٔ مانکجی زردشتی مشہور
بکتابت و تحریر مشغول گشت
و مانکجی او را نیک محترم میداشت
چہ اگر او باسم بابی معروف نبودی

شاہی جلوس کے ساتھ اُن ممالک کی
سیر کر گئے تھے اور واپسی مین چند روز
تک استانبول مین قیام پذیر رہے تھے
ایران مین واپسی کے بعد ۱۲۹۱ھ کے
ہنگامہ مین جب آقا جمال بروجردی
علمائے طہران کے ساتھ مناظرہ کرنے
کے بعد بادشاہ کے حکم سے قید کئے گئے
تو یہ مرزا حسین بھی جیلخانہ جانے والے
افراد مین سے تھے طہران کی قید سے
آزاد ہونے کے بعد وہ مانکجی[۵۱] زردشتی
کے دفتر مین محرری کے کام مین مشغول
ہو گئے اور مانکجی اُنکی بہت عزت کرتا
تھا اس لئے کہ جب تک وہ بابی مذہب

---

۵۱ مانکجی زردشتی کا پورا نام جیسا کہ مسٹر براؤن نے لکھا ہے مانکجی پور لیمجی ہوشنگ ہاتریاری کیانی ملقب بدرویش فانی تھا۔ وہ ہندوستان کے زردشتیون کے نمایندہ کی حیثیت سے طہران مین مقیم اور اُنکے علماؤ فضلا مین سے محسوب تھے سنہ ۱۳۰۹ھ کے حدود مین انتقال کیا۔

هرگز سرداران کار فرد نیاوردی
از اتفاقات شبی او و محمد اسمعیل
خان زند که در پارسی نگاری
و دبیری هنرمند بود بضیافت
مهمان مانکجی بودند مانکجی از این
دو خواهش نمود که هر یک کتابی
تصنیف نمایند زیرا که او در
جمع کتب سعی بلیغ داشت و هر
که را قادر بر انشاء و تحریر می یافت
بتالیف کتابی و انشاء دفتری
میگماشت لذا در شب مذکور
از محمد اسمعیل خان خواهش
نمود که او تاریخ پادشاهان
عجم را بنگارد و از میرزا حسین
متمنی شد که وی تاریخ
حالات بابیه را تصنیف نماید
خلاصة القول محمد اسمعیل خان

ہونے کے ساتھ مشہور نہوتا اس
عہدہ پر مقرر نہین ہو سکتا تھا۔ ایک
شب اتفاق سے مرزا حسین اور محمد
اسمعیل خان زند جو فارسی انشاپردازی
مین بہت مہارت رکھتے تھے مانکجی کے
یہان کھانے کے لیے مدعو تھے مانکجی
نے ان دونون آدمیون سے خواہش
کی کہ ہر ایک اُن مین سے ایک کتاب
تصنیف کرے کیونکہ مانکجی کو کتابون
کا بڑا شوق تھا اور جس کسی شخص
کو وہ انشاپردازی اور تحریر پر
قادر دیکھتا تھا ایک کتاب کی تصنیف
کی فرمائش کر دیتا تھا۔ اسی لحاظ
سے اُس نے محمد اسمعیل خان سے
خواہش کی کہ وہ بادشاہان ایران
کی تاریخ قلمبند کرین اور مرزا حسین
سے استدعا کی کہ وہ بابی فرقہ کے

کتاب فرازستان را بزبان پارسی
خالص در سلطنت قدیم ایران
از مہ آباد تا انقراض ساسانیان
پرداخت و در حقیقت آن
کتاب را انبانی از اوهام
و افسانهائے شاهنامه و چهار
چمن و دساتیر ساخت ، واما
میرزا حسین نزد نامه نگار آمد
و خواهشمند معاونت شد
و گفت که چون هنوز تاریخی
مبسوط و درست در وقایع
این ظهور نوشته نشده است
ضبط و تالیف وقائع آن
کماینبغی کاری بس دشوار
است زیرا که سپهر و هدایت
از غایت تملق و ضلالت آنچه
در حوادث این ظهور نوشته اند

حالات تحریر کرین ۔ مختصر یہ ہے کہ
محمد اسمٰعیل خان نے کتاب فرازستان
خالص پارسی زبان مین ایران کی
قدیم سلطنت کے حالات مین مہ
آباد سے لیکر ساسانیون کے ختم ہونے
تک تحریر کی اور حقیقت وہ ایک
مجموعہ ہے اُن توہمات اور دراز
کار افسانون کا جو شاہنامہ اور
چہار چمن اور دساتیر مین مندرج
ہین ۔ مرزا حسین جو تھے وہ میرے
(مرزا ابوالفضل گلپایگانی کے)
پاس آئے اور اعانت کی خواہش
کرتے ہوے کہنے لگے کہ ابھی تک
کوئی مفصل اور ٹھیک تاریخ اس مذہب کے
حالات مین تحریر نہین ہوئی ہے اسلئے ان
واقعات کا ضبط تحریر مین لانا بہت دشوار
ہے کیونکہ سپہر (کاشانی مصنف

یکباره تهمت صرف وکذب محض
است وآنچه از رواة شنیده میشود
هم چندان مختلف ومتفاوت
است که آن خالی از صعوبت
نیست جواب گفتم که تاریخی از
مرحوم حاجی میرزا جانی کاشانی
که از شهدائ طهران واز خوبان
آن زمان بود در دست جناب است
.... این کتاب را بدست آرد
وقائع را از آن وتاریخ سنین و
شهور را از کتاب ناسخ التواریخ
وملحقات روضة الصفا نقل نما
وپس از ضبط در مسوده هر جزوی
را نزد جناب حاجی سید جواد
کربلائ که نامش درین اوراق
مکرر یاد شده واز آغاز ظهور نقطهٔ
اولی تا ورود حضرت بهاء الله

ناسخ التواریخ) اور ہدایت (خان کی جریدہ
حکمت مصنف مفتاح باب الابواب) نے نہایت
خوشامد اور گمراہی کی وجہ سے جو کچھ حالات
اس مذہب کے لکھے ہین وہ سرتاسر
غلط بیانی اور افترا پردازی پر مشتمل ہین
اور جو کچھ حالات لوگون سے زبانی سنے
جاتے ہین وہ اس درجہ اختلاف رکھتے
ہین کہ اُنکو واقعات سے مطابق کرنا
بہت دشوار ہے ۔ مین نے جواب مین
کہا کہ ایک تاریخ حاجی میرزا جانی کاشانی
کی جو طہران کے شہید اور اُس زمانہ کے اچھے
لوگون مین سے تھے بہائی جماعت کے
پاس موجود ہے (اس مقام کی عبارت
تاریخ نقطة الکاف کے حالات مین
درج ہو چکی ہے) اس کتاب کو حاصل
کرکے واقعات کو اس کتاب سے اور
تاریخ وماہ وسال کو ناسخ التواریخ

بعکا خود ہمہ جا با دوستان ہمراہ
و از وقایع نیک خبیر و آگاہ
است قرارت کن در باین
وقت تاریخ را تصحیح نما تا این
کتاب بحو است خدائی یکتا بخوبی
انجام باید و مقبول طبع دانشمندان
جہان گردد وی خواہش نمود
کہ نامہ نگار فاتحۂ آنرا نبگارد
و راہ نگارش را براد کشادہ
دارد این عبد بخواہش او دو صفحہ
از آغاز آن کتاب را نگاشت
و فاتحۂ آنرا بتشبیب مواعظ
و تحریض براجتہاد موشح داشت
و او را در نظر بود کہ آن
کتاب را در دو دفتر ترتیب
نماید دفتر اوّل در وقایع
ظہور نقطۂ اولی و دفتر ثانی

و ملحقات روضۃ الصفا سے نقل کرو اور
مسودہ لکھنے کے بعد ایک ایک
جزو جناب حاجی سید جواد کربلائی
کو جنکا نام اس کتاب مین کئی جگہ
موجود ہے اور جو ابتدائے ظہور باب سے
اُسوقت تک کہ جب حضرت بہاء اللہ
عکا مین وارد ہوئے ہین خود ہر جگہ
ساتھ ساتھ موجود اور واقعات
سے پورے طور پر مطلع اور باخبر ہین
سناتے جاؤ اور اس باریک نظری
کے ساتھ تاریخ کی صحت کا لحاظ
کرو کہ یہ کتاب خدا کی مرضی سے بے مثل
و بے نظیر ہو اور باخبر افراد کی نگاہ
مین مقبول ہو سکے۔ اُنہون نے
خواہش کی کہ مین اس کتاب کا دیباچہ
لکھدون اور تحریر کا راستہ اُنکے
لئے صاف کردون۔ یعنے اُنکی خواہش سے

در حوادث طلوع اقدس ابهی
اما پس از ختم دفتر اول اجل
مهلتش نداد و در سنه ۱۲۹۹ھ
در شهر رشت وفات یافت
لکن مانکجی نگذاشت که آن
تاریخ بدانگونه که نامه نگار
گفته بود انجام یابد بلکه مورخ
مذکور را وادار نمود که آنچه او
گوید بنگارد زیرا عادت
مانکجی این بود که مطلبی را
بمنشی می گفت بنویس و
مسودهٔ آنرا بر من بخوان
و نخست منشی مسودهٔ که
بسلیقهٔ خود و قریحهٔ درست
ترتیب داده بود برای او می
خواند و پس از اکثار و تقلیل
عبارت و جرح و تعدیل مطلب

دو صفحے ابتدائے کتاب کے تحریر کردیئے
اور شروع مین موعظۂ و نصیحت اور
سعی و کوشش پر ترغیب و تحریص کے
مطالب درج کئے۔ اُن کا خیال تھا
کہ اس کتاب کے دو دفتر قرار دین پہلا
دفتر نقطۂ اول (حضرت علی محمد باب کے)
ظہور کے حالات مین اور دوسرا دفتر
حضرت بہاء اللہ کے ظہور مقدس کے
واقعات مین لیکن پہلے دفتر کے تمام
ہونیکے بعد موت نے اُنکو مہلت نہ دی
اور سنہ ۱۲۹۹ھ مین انہون نے "رشت"
مین انتقال کیا لیکن افسوس ہے کہ
مانکجی نے اس تاریخ کو اُس صورت پر
جو مین نے کہی تھی مکمل نہین ہونے دیا
بلکہ مورخ مذکور سے کہا کہ جو کچھ مین کہون
وہ لکھنا اور مانکجی کی عادت یہ تھی کہ وہ
کسی مطلب کو منشی سے کہتا تھا لکھو

از مسودہ بہ بیاض می برد و چون
مانکجی را در خط و لسان فارسی
خطی و علمی نبود اکثر کتب و
رسائلی کہ باو منسوب است عبارتش
غیر مرتبط و گسیختہ و زشت و
زیبا باہم آمیختہ است
و با این عیب کتاب تاریخ
جدید از بس کتّاب بے علم و
نویسندگان بدخط ہنگام
استنساخ بخیال خود در
ان تصرف نمودہ اند امروز
ہر نسخۂ آن مانند صور
منسوخہ و ہیاکل ممسوخہ
بنظر می آید بحدی کہ نسخۂ
صحیحہ از آن نتوان یافت
مگر خط خود مورخ بدست
آید و گرنہ اعتماد را

اور اس کا مسودہ مجھ کو سنا دیتا۔
منشی اپنے سلیقہ اور طبیعت سے بہت
اچھا مسودہ لکھکر لاتا اور مانکجی کو سناتا
تھا۔ وہ اس مین کچھ الفاظ کا اضافہ۔ کچھ
الفاظ کی کمی۔ کچھ تغیر و تبدیل کے ساتھ
اُس مین ترمیم کر دیتا تھا اور اس صورت
سے پھر وہ صاف کیا جاتا تھا۔ چونکہ مانکجی
کو فارسی زبان کے تحریر و تقریر مین کوئی
مہارت اور علم نہ تھا اسلئے اکثر کتابین اور
رسالے جو مانکجی کی طرف منسوب ہین اُنکی
عبارتین نامربوط اور پریشان اور مختلف
اندازکی اچھی اور بری ملی ہوئی نظر آتی ہین۔
اس عیب کے علاوہ کتاب تاریخ جدید مین
بے علم کاتبون اور بدخط لکھنے والون نے
نقل کرنے مین بھی بڑے تصرفات کئے ہین
جس کی وجہ سے اس کتاب کا ہر نسخہ ہشت
بالکل مسخ نظر آتا ہے اور کوئی ایسا بھی

نشاید ۔ صحیح نسخہ اُسکا دستیاب نہین ہوتا مگر یہ کہ خود مورخ کے ہاتھ کی کتاب دستیاب ہو بغیر اسکے اعتماد کے قابل نہین ہے ۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف "تاریخ جدید" کی ہستی مصنف "نقطۃ الکاف" کے مقابلہ مین کوئی وزن و حقیقت نہین رکھتی ۔ نیز یہ کہ اس کتاب کی تصنیف مین علامہ میرزا ابوالفضل گلپایگانی نے جو شرائط قرار دیئے تھے اُن مین سے کسی پر عمل نہین ہوا اور وہ مانکجی زردشتی کے قلم کی دستبرد سے بالکل مسخ ہو کر رہ گئی ۔

اس کتاب کو بھی انگریزی ترجمہ کرکے پروفیسر براؤن نے سنہ ۱۳۱۱ھ مین اپنے مخصوص مقدمہ اور حواشی کے ساتھ طبع کرایا ہے لیکن اس کتاب کی تاریخی اندھا دھند کا پروفیسر براؤن نے جو ماتم کیا ہے اُسکو انہی کی لفظون مین ضرور سن لیجئے ۔

مولف تاریخ جدید کتاب	تاریخ جدید کے مصنف نے حاجی
حاجی میرزا جانی را بکلی نسخ بل مسخ کردہ	میرزا جانی کی کتاب کو بالکل نسخ بلکہ
است و باندازۂ جرح و تعدیل و تحریفات	مسخ کردیا ہے اور اس قدر کاٹ پیٹ
مغرضانہ در آن نمودہ کہ بکلی حقیقت تاریخ	اور خود غرضانہ تصرف کئے ہین کہ
دورۂ اولائی بابیہ در پردۂ	بالکل بابی مذہب کے ابتدائی تاریخ کی حقیقت

خفاء ماندہ است۔ پوشیدہ اور تاریک ہوجاتی ہے۔

(مقدمہ کتاب نقطۃ الکاف صہ۱)

وہ تبدیلیاں جو تاریخ جدید مین کتاب نقطۃ الکاف کے مندرجات مین ضروری سمجھی گئی ہین انھین پروفیسر براؤن نے تو بڑی تشریح کے ساتھ لکھا ہے اور اُنھون نے پورے طور سے مقابلہ کرنے کے بعد پوری فہرست ان تغیرات کی درج کی ہے لیکن اُنکا اجمالی خاکہ جس سے نوعیت اُن تغیرات کی سمجھ مین آسکتی ہے حسب ذیل ہے۔

(۱) جن جن واقعات کے سلسلہ مین صبح ازل کا نام آیا ہے وہ بالکل حذف کردیئے گئے ہین اور تاریخ جدید مین کسی جگہ ازل کا نام آنے نہین پایا ہے۔ سوائے ایک مقام کے جہان بطور توہین کے ازل کا نام مذکور ہے اور وہ بھی کسی متعصب بہائی شخص نے اپنی طرف سے بڑھادیا ہے، خود تاریخ جدید کے اکثر نسخون مین مذکور نہین ہے۔

(۲) جو فصل یا عبارت یا جملہ کسی نہ کسی حیثیت سے بہائیون کے مشرب کے خلاف ہوسکتا تھا وہ حذف کردیا گیا ہے یا بدلدیا گیا ہے۔ اسلئے کہ جیسا آئندہ کے اجزاء مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائیگا۔ بہائیت کے دور مین مذہب باب کے اصل مسلک سے زمین آسمان کا فرق ہوگیا تھا۔ علی محمد باب کے اقوال و تعلیمات مین

دو شعبے تھے ایک عرفان سے تعلق رکھتا تھا جس مین حکمت وعرفان کا پہلو نظر تھا (اگرچہ ہمارے نزدیک وہ حکمت وعرفان وہی دوراز کار الفاظ ہین جنمین معانی سے کوئی تعلق نہین ہے لیکن بہائی مذہب کے لیئے تو وہ بہر حال وحی آسمانی کا درجہ رکھتے ہین) دوسرے اخلاقیات جو صرف معاشرت باہمی سے متعلق تھے۔ حضرت بہاءاللہ نے اپنے تعلیمات مین پہلا حصہ تقریبًا بالکل نظر انداز کر دیا اور جہاتک ممکن ہوا یہ کوشش کی کہ وہ جز بالکل کمزور بلکہ معدوم ہو جائے اور علی محمد باب کے اخلاقی تعلیمات کو تفصیل، تشریح و توضیح کے ساتھ پیش کیا۔ اسکے علاوہ بابیت کے دور مین سلطنت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا نفاق کی دلیل سمجھا جاتا، بغاوت کرنا اور سلطنت کے احکام سے سرتابی کرنا عین ایمان سمجھا جاتا تھا۔ اُسی کا نتیجہ تھا کہ شورشین ہوین اور ہنگامے برپا ہوے اور بابی افراد قید ہوئے جیلخانہ گئے اور طرح طرح کی سخت تکلیفون کے ساتھ قتل کئے گئے۔ بہائی دور مین جہاد کی تمام آرزوئین خاک مین مل چکنے کے بعد اب امن پسندی اور رواداری کے مظاہرہ کا زمانہ تھا۔ بہاءاللہ حکومت ایران کے ساتھ صلح و مدارات کے اظہار کی کوشش کرتے تھے اور حتی الامکان یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مخالفت کا اظہار نہ ہونے

پائے۔ وہ وفاداری کو ضروری بتلاتے تھے اور اطاعت حکم سلطان کو عین ایمان۔ پہلے زمانہ کے لوگ ظاہری حیثیت سے مالک زمین بننا چاہتے تھے۔ وہ اپنے دشمنون کو نیست ونابود کرکے ایران کی سلطنت پر خود قبضہ کرنے اور دنیا پر اپنی سلطنت کا پھریرا اڑانے کے مدعی تھے۔ حضرت بہاء اللہ کے زمانہ مین وہ تمام خیال خواب تھے سلطنت سے مراد روحانی سلطنت اور بادشاہت باطنی بادشاہت ہو چکی تھی اس لئے نہ اب کوئی سلطنت کی خواہش تھی نہ غلبہ کی ہوس

یہ تمام وہ اختلافات ہین جو بہائیت کے اصل سنگ بنیاد یعنی بابی مذہبیت کے ساتھ بہاء اللہ کے زمانہ کے مسلک کو ہو گئے تھے

اور پھر چونکہ سنگ بنیاد اس مذہب کی حقانیت کا اصل بابی مذہب ہے اسلئے اگر بابی تاریخ کے واقعات دور اول مین وہ چیزین نظر آجائین کہ جنسے موجودہ نقطۂ نظر اور مسلک ومشرب کے خلاف ظاہر ہو جاتا ہے تو موجودہ مذہب کی حقانیت قائم نہین رہ سکتی اس لئے ضرورت ہے کہ بابی مذہب کی ابتدائی تاریخ بھی جو لکھی جائے وہ اس طرح کہ بابیت کا ابتدائی دور بہائیت کے آخری دور کے سانچہ مین ڈھلجائے اس لئے واقعات کو بدلنے اور حقیقتون کو منقلب کرنے کی ضرورت ہے جس کے متعلق پروفیسر براؤن لکھتے ہین کہ

ہمین است عملی کہ مؤلف	یہی وہ فرض تھا جس کو مصنف
تاریخ جدید بعہدہ گرفت و بطور	تاریخ جدید نے اپنے ذمہ لیا اور بطور
دلخواہ بلکہ خیلی ہم ما فوق دلخواہ	دلخواہ بلکہ دلخواہ سے بھی بہت
از عہدہ بر آمد۔	زیادہ اس کو انجام دیدیا۔

یہ ہے کتاب تاریخ جدید جو بہائی مذہب کا پہلا تاریخی سرچشمہ ہے،

(۳)

کتاب مقالۂ سیاح

یہ ایک گمنام، بے اسم ورسم، یوربین سیاح کی طرف منسوب ہے۔ دہشت و وحشت کی انتہا ہے کہ اُسے کسی غیر معروف اسم و لقب کے ساتھ بھی شایع نہین کیا گیا کہ کہین اُس نام کا شخص تحقیق سے نہ دستیاب ہو یا اتفاق سے موجود ہو اور وہ انکار کردے کہ مینے اس قسم کی کتاب نہین لکھی اس لیئے وہ صرف سیاح کے عنوان سے معنون ہے۔

پروفیسر براؤن کی یہ انصاف پسندی اور تحقیق پروری تھی کہ اُنھون نے جس طرح بہائی مذہب کے مخالف کتابین طبع کرائی ہین اُسی طرح خاص بہائی مذہب کی کتابون کی بھی نشر و اشاعت کے سبب ہوے ہین۔ چنانچہ یہ کتاب مقالۂ سیاح بھی جو خاص طور سے

حضرت بہاء اللہ کی جانب سے انہیں عکّا میں ہدیۃً دی گئی تھی انہوں نے بڑے آب و تاب سے انگریزی ترجمہ کے ساتھ ۱۸۹۱ء میں شایع کرائی بہائی حضرات اس کتاب کو بڑے شدّ ومد کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ایک غیر جانبدار اور غیر متعلق شخص نے بہائیت کے متعلق ان خیالات کا اظہار اور ان واقعات کو تحریر کیا ہے جو یقیناً قابل قبول اور تعصب و جانبداری سے دور ہیں۔ لیکن اس کتاب کی اصلی حقیقت خود پروفیسر براؤن کی زبان سے سنئے اور تعجب کیجئے۔ ملاحظہ ہو مقدمۂ نقطۃ الکاف (صد ۱۱)۔

ابتدا متن کتاب مقالۂ سیاح	سب سے پہلے میں نے اصلی کتاب
را کہ عباس آفندی پسر بزرگ	مقالۂ سیاح کو جو بہاء اللہ کے بڑے بیٹے
بہاء اللہ بقصد اعلاء کلمۂ بہاء اللہ	عباس آفندی نے بہائیت کی ترقی
و نشر افکار او و تخفیف درجۂ	اور اس کی نشر و اشاعت اور باب
باب و تقلیل اہمیت او در حدود	کے درجہ اور اس کی اہمیت کو کم کرنے
۱۳۰۳ھ تالیف نمودہ دیک	کی غرض سے ۱۳۰۳ھ کے حدود میں
نسخۂ بسیار خوبی از آن کہ بخط	تصنیف کی تھی اور ایک بہت عمدہ
زین المقربین از کتاب	قلمی نسخہ اس کا زین المقربین کے
خوش خط بہائی است	ہاتھ کا لکھا ہوا جو بڑے خوش نویس

در عکا بمن ہدیہ دادہ بودند عین این نسخہ را چاپ عکس نمودم۔	بہائی کاتبون مین سے ہین مجھکو عکا مین بطور تحفہ دیا گیا تھا مینے اصل نسخہ کو فوٹو کی صورت سے شایع کیا۔

دوسری شہادت خود بہائی مذہب کی تاریخ "در کواکب الدریہ فی مآثر البہائیۃ" (جس کا ذکر آیندہ آئیگا) کے مصنف مرزا عبد الحسین آوارہ کی ہے جو اپنی کتاب "کشف الحیل" مین لکھتے ہین (جلد ا ص۱۹۰)

مقالۂ سیاح کہ اثر قلم خود عباس آفندی است و با مہارتی لکہ ہائے تاریخی را پوشانیدہ است۔	مقالۂ سیاح خود عباس آفندی کا نتیجۂ قلم ہے اور اس مین بڑی مہارت سے تاریخی کمزوریون پر پردہ ڈالا گیا ہے۔
ص۱۹۲ تاریخ سیاح کہ تاریخ بیست سالۂ دورۂ باب است تا ابتدائے زمزمۂ بہاء و آن ہم چون بقلم عبد البہاء است ہرچند بہائیان اعتماد برآن دارند ولی بیطرفان می دانند کہ بکلی بے اعتبار است۔	تاریخ سیاح جو علی محمد باب کے ظہور سے بہاء اللہ کے ابتدائے زمانہ تک کے بیس سال کی تاریخ ہے وہ چونکہ عبد البہاء کے قلم کی لکھی ہوئی ہے اس لئے بہائی حضرات کو اس پر کتنا ہی بھروسا کیون نہو لیکن غیر جانبدار اشخاص سمجھ سکتے ہم

یہ دیکھنے کے قابل ہے کہ عباس آفندی یعنی غصن اللہ الاعظم حضرت عبد البہاء ایسے ذمہ دار شخص کا اور وہ بھی حضرت بہاء اللہ کے زمانہ مین یہ طرز عمل کہ وہ خود کتاب تصنیف کرین لیکن ایک غیر متعلق سیاح کی طرف منسوب کردین تاکہ لوگ غلط فہمی مین مبتلا ہون اور کتاب کو ایک یوربین سیاح کا نتیجۂ قلم سمجھ کر اُس پر ایمان لائین کس حد تک امانت و دیانت کے خلاف اور حقیقت پروری کے منافی ہے۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بہائی حضرات کی طرف سے یہ کتاب تو اس جوش و خروش سے پیش کیجائے یہ کہکے کہ ایک غیر متعلق یوربین سیاح کے قلم کی لکھی ہوئی ہے لہذا ماننے کے قابل ہے حالانکہ نہ اُس مصنف کا نام معلوم نہ نشان، نہ یہ کہ وہ کس درجہ اور پایہ کا شخص تھا اور پروفیسر براؤن ایسے غیر متعلق یوربین محقق کے بیانات کو یہ کہکر مسترد کردیا جائے کہ انہون نے مرزا یحیی صبح ازل اور اُنکے پیروؤن سے رشوت لے لی تھی کتنے افسوس کی بات ہے۔

بہر حال یہ مقالۂ سیاح کتاب پروفیسر براؤن کی طبع کردہ تو ہماری نظر سے گذری نہین ہے لیکن خود بہائی جماعت کی شایع کردہ ہمارے سامنے ہے اور ہم اُس سے ضروری مطالب کے سمجھنے مین مدد حاصل کرینگے۔

(۴)

کتاب کواکب دریّہ فی مآثر البہائیہ

مصنفۂ

مرزا عبدالحسین آوارہ

یہ عبد الحسین آوارہ بہائی مذہب کے انتہائی سرگرم اور علامہ ابوالفضائل گلپایگانی کے بعد سب سے بڑے معتمد و معتبر نام آور دکا۔ آمد مبلغ تھے۔ حضرت عبد البہاء عباس آفندی کو انکی امانت دیانت، استقلال و استقامت پر بڑا اعتماد، کامل وثوق و اطمینان تھا اور اُنہون نے تقریباً پچاس لوحین ان کے نام تحریر فرمائین جن مین اُنہین بڑے بڑے گرانقدر اور بیش قیمت القاب سے یاد کیا۔ ایک لوح مین تحریر کیا "اے آوارۂ عبد البہاء سرگشتۂ کوہ و بیابانی وگم گشتۂ بادیۂ و صحرا این چہ موہبتی است و این چہ منقبتی" الخ۔

اسی کے بعد سے وہ آوارہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ایک اور لوح مین اُنہین اپنا ہمنام کہا۔

"اے سمی عبد البہاء، تو عبدالحسینی و من عبد البہاء این ہر دو یکیست

عنوان ہست و این عنوان آیت تقدیس در ملکوت رحمن"

ایک لوح مین تحریر ہے۔ "الہی الہی ان عبد الحسین قد نادی اھل المشرقین الخ" خداوند اگواہ رہنا کہ عبد الحسین نے تمام اہل مشرق و مغرب کو تیرا پیغام پہونچادیا"

ایک لوح مین "یار باوفا" ایک جگہ "ایھا الرجل الرشید" ایک جگہ "اے بندۂ ثابت جمال قدم" ایک جگہ "اے ناشر نفحات اللہ" ایک جگہ "رئیس و مرکز امور تبلیغی" ایک لوح مین یہ کہ۔

"آنچہ از قریحۂ الہام صریحہ آنجناب صادر شدہ بود ملاحظہ گردید"

اس عظمت اور شخصیت کا نتیجہ تھا کہ آخر مین یورپ مین تبلیغ بہائیت کے لیئے انہی کو منتخب کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت ولی امراللہ شوقی آفندی نے جو تحریر اپنے قلم سے لکھی ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

احباء اللہ و اماء الرحمن در	خدا کے دوستون اور اللہ کی
انگلستان و فرانسہ و آلمان	کنیزون کے نام جو انگلستان، فرانس
و ایطالیا و سویس علیہم بہاء اللہ	جرمن، اٹلی اور سویس مین ہین۔
الابہی۔ برادران و خواہران	اے میرے محبوب بھائی اور بہنو حضرت
محبوب من در ایمان بہ حضرت	عبدالبہاء پر ایمان کے سلسلہ مین
عبدالبہاء جناب عبدالحسین آوارہ	جناب عبدالحسین آوارہ عبودیت

باشعلۂ بندگی وحرارت تعالیم
واحتراقی کہ صعود ورحلت آن آقای
محبوب ما در هر دلی برافروختہ
است عازم اروپا است و
دیدن خواهد کرد مراکز بهائیہ را
در آن اقلیم بزرگ برائ اینکہ
او بکمک بسیاری از احباء دران
اقطار ندائی یا بهاء الابهی را
مرتفع سازد و آتش میل ومحبت
شمارا در امر الهی مشتعل گرداند،
او مستعد است برائے چنین خدمت مہمت
وعالی ومن اطمینان دارم کہ با
توفیق خدا و بامدد صمیمی قلبی
احبائے عبدالبهاء او قدرت
خواهد یافت ترقی دادن تعالیم
عمومی بهاء اللہ را در همہ جا۔ باتجربہ
واطلاع بسیارے کہ آوارہ دارد

کے شعلہ اور تعلیمون کی گرمی اور
اُس سوزش کے ساتھ جو انتقال
نے ہمارے محبوب آقا حضرت
عبدالبہاء کے تمام دلون مین
بھڑکا دی ہے یورپ جانے کے عازم
ہین اور جاکر دیکھین گے تمام بہائی
مرکزون کو جو اُس بڑے اقلیم مین
ہین اس غرض سے کہ امداد سے بہت
سے دوستون کی اُن اطراف مین وہ
یا بہاء الابہی کی آواز کو بلند کرین اور
تمھاری رغبت اور محبت کی آگ
کو امر خدا کے بارہ مین شعلہ ور کرین
وہ آمادہ ہین اس بلند خدمت کے
بجالانے کے لیئے اور مین اطمینان
رکھتا ہون کہ وہ خدا کی توفیق اور
عبدالبہاء کے دوستون کی سچی امداد
سے قادر ہون گے اس بات پر کہ

و آگاهی او بر جمیع صور و
عوالم این امر و علم وسیع
و اطلاع کامل او بر تاریخ
این امر و مصاحبت و مرافقت
وی با مومنین درجهٔ اولی
و اسبق یعنی پیشوایان و
شهدای این امر یقین دارم
برای هر یک از شما ها طریا
خواهد بود و موجب اطلاع
و آگاهی شما خواهد گشت
که بیشتر مانوس شوید باسرار
داخلی این امر و آگاه گردید
بر تحمل صدماتی که کسانی
در این امر عجیب کرده اند
امید است که مسافرت
و توقف ایشان در
ممالک شما موجب تائیدت

. . . .
. . . .
. . . ترقی دین حضرت بهاءالله
کے عمومی تعلیمات کو تمام جگہ اس تجربہ
اور واقفیت کی بنا پر جو آوارہ کو
حاصل ہے اور انکا باخبر ہونا اس
مذہب کی تمام صورتون اور عالمون
کے اوپر اور اُن کا ہمنشین اور ہمدم
رہنا اول درجہ کے قدیم مومنین
پیشوایان مذہب اور اس راستہ
مین شہید ہونے والون کے ساتھ
مجھے یقین ہے کہ وہ تم مین سے ہر شخص
کے دل کو کھینچ لین گے اور تمھاری
واقفیت اور معلومات مین وسعت
کے باعث ہونگے کہ تم لوگون کو زیادہ
اس مذہب کے اندرونی امور پر
اطلاع ہو اور تمھین معلوم ہو کہ

تازہ شود برائے پیش رفت امر در مغرب و مشرق برانگیزد و دل گرمی و دلچسپی و سعی را ہم در تاریخ و ہم در سائر مسائل رئیسہ امر بہائی۔

زبرادر و ہم کار شما شوقی)

بہت سے لوگون نے اس مذہب کی اشاعت مین کیا تکلیفین برداشت کی ہین اور انکا قیام اُس ملک مین خاص تقویت کا سبب ہوگا اس مذہب کی اشاعت کیلئے مغرب کے ملک مین اور دلچسپی پیدا کریگا اس مذہب کے تاریخی اور مذہبی معلومات کے حاصل کرنے مین۔

تمھارا بہائی اور رفیق کار شوقی

اس خط مین خاص طور سے جناب مرزا عبدالحسین آوارہ کی وسعت معلومات، مذہب بہائی کے داخلی رموز و اسرار سے واقفیت اور سابق الایمان، درجۂ اولی کے پیشوایان مذہب کے ساتھ ہمنشینی و رفاقت کا اقرار کیا گیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آوارہ کو بہائی مذہب مین کتنا ممتاز درجہ حاصل تھا۔

بہائیت کی آخری اور مکمل تاریخ جو اب مذہب بہائی کا سرمایۂ ناز و گنجینۂ افتخار ہے انہی آوارہ کی تصنیف "کواکب الدریۃ فی مآثر البہائیہ" ہے جس مین بابی مذہب کے ابتدائی دور سے لیکر بہائیت کے اس آخری زمانہ تک حالات تفصیل سے درج کیے ہین۔

لیکن اس کتاب کی تاریخی حیثیت کتنی کمزور ہو گئی ہے۔ اس کو ذیل کی سطرون مین ملاحظہ کیجئے۔

اتفاق کی بات ہے کہ یہ "آوارۂ عبدالبہا۔ متّمی عبدالبہاء۔ یار باوفا۔ بندۂ ثابت جمال قدم۔ ناشر نفحات اللہ۔ رئیس و مرکز امور تبلیغی" وغیرہ وغیرہ بقول حضرت عبدالبہاء اور "واقف اسرار و رموز بہائیت۔ ہمدم و رفیق پیشوایان بہائی" (بقول حضرت شوقی) ایک مرتبہ مذہب بہائی سے کنارہ کش ہو کر مذہب اسلام مین داخل ہو گئے اور فقط اپنے قلبی ایمان کو بہاءاللہ سے نہین ہٹایا بلکہ قلم لیکر جہاد مین مصروف ہو گئے اور وہی واقفیت و اسرار رموز باطنی سبب ہوئی کہ راہ حقیقت پر آنے کے بعد "رازہائے درون پردہ" طشت ازبام ہونے لگے تین جلدون مین ایک کتاب "کشف الحیل" ایسی لکھدی جس نے بہائیت کی رگ جان کو بالکل قطع کر دیا۔

جب "آوارۂ عبدالبہاء" تھے تو "آوارہ" کہلاتے تھے اسلام کے بعد اُنھون نے "آیتی" لقب ور تخلص اختیار کیا۔

اب یہ مرزا عبدالحسین آوارۂ سابق اور آیتی حال کواکب دریہ کے مصنف پہلے اور کشف الحیل کے مصنف بعدؔ دیکھین خود اپنی کتاب تاریخ "کواکب دریہ" کی نسبت کیا تحریر کرتے ہین

ہمین یہ تاریخ بہائیت کی کہانی خود اُس کے مصنف کی زبانی کشف الحیل جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ مین نظر آتی ہے۔

در مراجعت ازاین سفر براثر پیشنهاد روسای مرکزی و محافل بلاد بنگارش کتاب تاریخی مشغول شدم که در ابتداء بنام "مآثر البهائیه" موسومش داشتم و بطبع ژلاتینی قناعت کردم بعد بعضی تشویق بر طبع و نشر آن کردند و چون خواستم طبع کنم عباس آفندی نسخۂ آنرا طلبید و دستوراتی داد ناچار بسیاری از آنرا تغییر دادم و آن تاریخ صورت تغییراتی بخود گرفت که بر منفعت خودش تمام می شود و از آن اصرار داشت که

اس سفر سے واپسی مین رؤسائے مرکزی اور مختلف شہرون کی محافل روحانی (انجمنون) کی قرارداد کے بموجب تصنیف مین ایک کتاب تاریخ کے مصروف ہوا جس کا شروع شروع مین نے "مآثر البہائیہ" نام رکھا تھا اور ہاتھ کے چھاپہ سے چند نسخون کے چھپنے پر اکتفا کی تھی پھر کچھ لوگون نے اس کی طباعت و اشاعت کا شوق دلایا اور جب مینے چاہا کہ اُسے طبع کرون تو عباس آفندی (عبد البہاء) نے اُس کا نسخہ منگوایا اور کچھ خاص ہدایتین کین مجبوراً بہت سا حصہ اُس کتاب کا مینے بدلدیا اور اُس کتاب مین ایسے الفاظ درج کیے گئے کہ جو طر

مضامین آن با مضامین مقالهٔ
سیاح که اثر قلم خود عباس
آفندی است و با مهارتی لکه
ہائے تاریخی را پوشانیده
است اختلاف پیدا نکند واز
طرفی با کتاب "نقطة الکاف"
حاجی میرزا جانی کاشانی که
پروفسور براون بطبع آن پرداخته
موافقت ننماید

بہائی مذہب کیلئے مفید ہی ثابت ہو اور
اُنکا اصرار یہ تھا کہ اس کتاب کے مضامین
مقالۂ سیاح کے مضامین کے ساتھ جو
خود عباس آفندی کا لکھا ہوا ہے اور
جس مین بڑی چالاکی سے تاریخی دھبون
کو چھپایا گیا ہے مختلف نہو اور دوسری
جانب کتاب نقطة الکاف حاجی میرزا
جانی کاشانی کے جو پروفیسر براؤن نے
طبع کرائی ہے موافق نہونے پائے۔

ص۹۲ پر لکھا ہے۔

کتاب تاریخ بنده سه دفعه
در تحت نفوذ حضرات بتحریفات
وجعلیات مبتلا شد و اخیرا
که در مصر قرار شد طبع شود
باز ورثهٔ عبد البهاء تصرفاتی
در آن بکار بردند و اینک
می گوییم آن کتاب که بعدا

میری تاریخ کی کتاب تین مرتبہ
ان حضرات کے زیر اثر تحریفون اور
جعلی باتون کی مصیبت مین گرفتار
ہوی اور آخر مین کہ جب مصر مین کتاب
کے شایع ہونے کی رائے قرار پائی تو
پھر وارثان عبد البہاء نے اُس مین
کچھ تصرفات کئے اور اب مین اعلان

بہ (کواکب الدریہ) موسوم شدہ در دو مجلد بکلی از درجۂ اعتبار ساقط است و ہر کس دیگر ہم تاریخ بنویسد بے اساس است زیرا سرمایۂ اش را از ان کتاب خواہد گرفت چہ غیر از این تاریخی در میان حضرات نیست

کرتا ہوں کہ وہ کتاب جو بعد میں "کواکب دریہ" سے موسوم ہوئی اور دو جلدوں میں طبع ہوئی ہے بالکل درجۂ اعتبار سے گری ہوی ہے اور جو شخص اس کے بعد تاریخ لکھے وہ بھی بے بنیاد ہوگی کیونکہ وہ ماخذ اپنا اسُی کتاب کو قرار دیگا اس لیئے کہ اس کے علاوہ بہائی حضرات کے پاس کوئی کتاب تاریخی موجود ہی نہیں ہے۔

دوسری جلد میں صـ۳۶ پر بدشت کا قصہ لکھتے ہوے تحریر کیا ہے۔

(یہ مکمل عبارت ہمنے حصۂ اول میں درج کی ہے۔ اس موقع پر بقدر ضرورت نقل کیا جاتا ہے)۔

نگارندہ در موقع تالیف و تصنیف کتاب "کواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ

میں "کتاب "کواکب دریہ فی مآثر البہائیہ" کی تصنیف کے موقع پر اس درجہ بہائی جماعت میں

بقدری دربین اہل بہار منشار
بالبنان و موردا طمینان بودم
کہ بقول یکے از آنہا گرد چدان
آوارہ را برائے تبرک می برند"
و بدیہی است در آنموقع اگر
بے عقیدہ بہ بہائیت ہم میشدم
ممکن نمیشد کہ لکہ ہائے تاریخی برایشان
در کتاب بگذارم و اگر میگذاردم
ناچار آنہا بشست و شوی آن
مبادرت میکردند چنانکہ کردند
یعنی ہزاران قضیۂ مسلمۂ تاریخی
را کہ محل تردید نبود از تالیف
من برداشتند بعنوان اینکہ
صلاح امر نیست و صدہا دروغ
بجایش گذاشتند بعنوان اینکہ
حکمت اقتضاء دارد کہ اینہا
نوشتہ شود

موقر اور محل اطمینان تھا کہ بقول
ایک بہائی شخص کے دو آوارہ کے
جوتے کی خاک تبرک کے لیے لیجائی جاتی
ہے" ظاہر ہے کہ اس موقع پر اگر مین
بہائی مذہب سے بے اعتقاد بھی
ہوتا تو ممکن نہین تھا کہ تاریخی
دھبے اُن کے مذہب پر کتاب مین
رکھدون اور اگر رکھتا بھی تو وہ
ضرور اُن دھبون کے چھڑانے کی
کوشش کرتے جیسا کہ کی یعنے
ہزارون مسلم تاریخی واقعات
جن مین کوئی شک و شبہہ نہین تھا
میری کتاب سے نکالدیے یہ کہکر
کہ انکا لکھنا مناسب نہین ہے اور
سیکڑون جھوٹ اُسکی جگہ پر رکھدیے
یہ کہکر کہ حکمت عملی کا تقاضا ہے
کہ یہ باتین لکھی جائین ۔

ایسی کتاب جس کے متعلق خود اُس کے مصنف نے اپنے بعد کی تصنیف مین مذکورۂ بالا خیالات کا اظہار کیا ہو کس حد پر معتبر سمجھی جا سکتی ہے؟ اس کا فیصلہ ارباب نظر خود کر سکتے ہین۔

بس ختم ہو گیا۔ بہائی تاریخ کا ذخیرہ آپ نے دیکھا کہ وہ کتنا تاریک سے تاریک تر ہوتا گیا ہے۔

علامہ براؤن نے اس پر اپنا خیال ظاہر کرتے ہوے لکھا ہی (مقدمہ نقطۃ الکاف صـ۴۶)۔

یک مسئلہ ہست کہ من در آن خصوصیت قطع دارم و آن اینست کہ ہر چہ طریقۂ بہائی بیشتر منتشر میگردد مخصوصا در خارج ایران و بالاخص در اروپا وامریکا بہمان اندازہ حقیقت تاریخ بابیہ وماہیت مذہب این طائفہ در ابتدائی ظہور آن تاریک تر و مغشوش تر و مدلس تر میگردد۔

ایک بات ہے جس کا مجھے یقین ہے اور وہ یہ ہے کہ جتنا بہائی مذہب زیادہ پھیلتا ہے اور مخصوص طور سے ایران کے باہر اور پھر خصوصیت کے ساتھ یورپ اور امریکہ مین اُتنی ہی بابی مذہب کی حقیقت اور اس جماعت کے مذہب کی ماہیت اپنے ظہور کی ابتدا مین زیادہ تاریک زیادہ کھوٹی اور زیادہ مشتبہ ہوتی جاتی ہے۔

پروفیسر موصوف نے اس پر تعجب بھی کیا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۴۷)

کم مذہبی در تاریخ دیدہ شدہ کہ در عرض مدت ۶۹ سال مانند مذہب میرزا علی محمد باب این ہمہ تغییرات و تبدیلات درآن روی دادہ باشد" (یعنی، کم کوئی مذہب تاریخ مین نظر سے گذرا ہے جس مین ۶۹ سال کی قلیل مدت مین میرزا علی محمد باب کے مذہب کے اتنے تغیرات ظاہر ہوے ہون اور اتنی تبدیلیان کی گئی ہون"!

لیکن اس پر تعجب کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ جس مذہب کے افراد بلکہ پیشوایان کے نظر مین مذہبی دیانت و امانت کوئی چیز نہ ہو اور مذہب کی بنیاد سیاست حاضرہ کے اوپر ہو اُس کی تاریخ مین ایسے انقلابات ہونا اُس کی فطرت کا لازمہ ہین اور ایسا ہونا ناگزیر ہے۔

ایسے مذہب کی حقیقت کا پتہ چلانے کے لیئے اُسکے قدیم ترین لٹریچر کو دیکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور بغیر اسکے اُس کی اصلی ابتدائی حقیقت کا پتہ نہین چلتا اور اسی لیئے ہم تاریخ بابیت کے لیئے نقطۃ الکاف حاجی میرزا جانی کو بہترین ماخذ سمجھتے ہین

اور وہ ہمارے پیش نظر ہے۔
مذکورۂ بالا کتابوں کے علاوہ کچھ ایسی کتابین ہین جو اپنے موضوع تالیف کے اعتبار سے تاریخی حیثیت نہین رکھتی ہین مگر ضمنی طور پر اُن سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ ان مین سے بھی حسب ذیل کتابین ہمارے سامنے موجود ہین۔

النور الابھیٰ

فی

مفاوضات عبد البہاء

یہ کتاب حضرت عبد البہاء عباس آفندی خلیفۂ و جانشین حضرت بہاء اللہ کے محرّرات یا ملفوظات ہین۔ ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ امریکہ کی ایک معزز خاتون کلیفورڈ بارنی نے ایک عرصہ تک "عکہ" مین رہ کر حضرت عبد البہاء سے دوپہر اور شام کے کھانے کے موقع پر جو ملفوظات اور تقریرین سنی ہین وہ اونہون نے روز کی روز قلمبند کرلی تھین اور یہ اُن کا مجموعہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے غیر متعلق انسان کبھی اس بیان کی تصدیق نہین

کرے گا ۔ کئی سو صفحہ کی کتاب ہے ۔ کثیر التعداد مسائل پر مستقل طویل بیانات ہین علم المعاشرت کی بنا پر کھانے کے اوقات مین آپس کی بات چیت مین ایسے بڑے خطیبانہ بیانات نہین ہوا کرتے ہین، پھر یہ بھی ظاہر نہین کیا گیا ہے کہ خاتون موصوفہ اقتصاد نویسی کے فن کی ماہر تھین اور اُنھون نے اس طور پر ان بیانات کو تحریر کیا ہے ۔

مصنف "کشف الحیل" جو بہائی تاریخ "کواکب دریہ" کے مصنف ہین اُنکا تو بیان ہے کہ خاتون موصوفہ کو خبر بھی نہین تھی اور اُن کے عکہ سے واپس ہونے سے عرصہ کے بعد یہ کتاب تصنیف ہو کر اُنکے پاس امریکہ بھیجی گئی کہ تم اپنے اہتمام سے اس کو شایع کرا دو، بہر حال اس سے بحث نہین یہ کتاب خاتون مذکورہ کلیفورڈ بارنی کے اہتمام سے مطبع بریل شہر لیدن (ہالینڈ) مین سنہ ۱۹۰۸ع مین شایع ہوی ہے اور مذہب بہائیہ کے متعلق کافی معلومات کا ذخیرہ ہے ۔

سفرنامۂ عبدالبہاء

اس کا اصلی نام "بدایع الآثار فی سفر مولی الاخیار الی ممالک

اور دیا بالعزۃ والاقتدار" ہے۔ یہ حضرت عبد البہاء کے مسافرت یورپ کے حالات ہین جو اُنکے مخصوص اور مقرب رفیق سفر میرزا محمود زرقانی نے روزنامچہ کی صورت سے مرتب کیئے ہین اور بمبئی مین شایع ہوے ہین۔ اس مین بھی حضرت عبد البہاء کے بہت سے ملفوظات جو باہمی گفتگو اور عام محافل مین تقریرون کی صورت مین ہین درج کئے گئے ہین اور ان سے ہمکو بہت کچھ فوائد حاصل ہوے ہین جنسے اس کتاب مین وقتاً فوقتاً مدد لیجائیگی۔

ان کے علاوہ ایسی کتابین ہین جو مذہبی واستدلالی حیثیت رکھتی ہین اور اُنکا تذکرہ کتاب کے اُس حصہ مین کیا جائیگا جو مذہبی عقائد دلائل کے ساتھ متعلق ہوگا۔

اب ہم اصل کتاب کو شروع کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ کہین ہماری تحریر اور بیان واقعات مین اظہار خیالات کے سلسلہ مین تنگ نظری اور تعصب مذہبی کا جذبہ پیدا نہونے پائے جیساکہ اپنے تمام تصانیف مین ہماری کوشش یہی رہتی ہے ہم ہر چیز کو خواہ تاریخی ہو یا مذہبی سمجھنے کی کوشش کرتے ہین اور سمجھ گئے ہین تو وہی لکھتے ہین جو سمجھتے ہین۔

ناظرین سے بھی امید ہے کہ وہ مطالعہ مین اسی اصول کو محفوظ

رکھین اور کسی جذبہ کے ماتحت اس کا مطالعہ نہ فرمائین۔

حضرت بہاء اللہ مرزا حسین علی نوری مازندرانی

شخصیت محتاج تعارف نہین ہے، بہائی نقطۂ نظر سے سلسلۂ انبیاء کے مقصود اصلی، خداوند عالم کے ظہور اعظم، نزول مسیح، رب الافواج کی آمد، لقاء اللہ، حشر و نشر و قیامت سب کے مصداق حقیقی، حضرت نقطۂ اعلی مبشر اعظم مرزا علی محمد باب، جل ذکرہ کی کتاب "البیان" کے "من یظہرہ اللہ" جن کے آنے کی نوید اور بشارت دینے کے لیے علی محمد باب وہی حیثیت رکھتے تھے جو یوحنا اصطباغ دہندہ حضرت یسوع مسیح روح اللہ کے لیئے۔

خاندان ملک ایران۔ شہر مازندران کے ملحقات مین ایک قصبہ ہے "نور" اس قصبہ کے رہنے والون مین ایک شخص تھے مرزا عباس مشہور بہ مرزا بزرگ جو طہران مین سرکاری ملازم تھے۔ بہائی مصنفین کا اظہار ہے کہ وہ حکومت طہران مین وزیر کا درجہ رکھتے تھے۔

ملاحظہ ہو "النور الابہی" صلا حضرت عبد البہا مرزا عباس آفندی

حضرت بہاء اللہ کی نسبت فرماتے ہین۔

"پدر شان از وزرا بود"

"حضرت بہاء اللہ کے مختصر حالات" جو ادارہ کو اکب ہند دہلی سے شایع ہوے ہین اُن مین لکھا ہے کہ "میرزا عباس نوری گورنمنٹ طہران کے ایک وزیر تھے" مقالۂ سیاح منہ مین حضرت بہاء اللہ کی نسبت ہے "جوانی بود از خاندان وزارت واز سلالۂ نجابت" اس سے صاف پتہ نہین چلتا کہ اُنکے والد میرزا عباس بھی وزیر سلطنت تھے بلکہ ہو سکتا ہے اُنکے آباؤ اجدادمین سے بعض وزیر رہے ہون۔

کتاب "نقطۃ الکاف" جو ابتدائی زمانہ کی تصنیف ہے اُس مین لکھا ہے "میرزا حسین علی کہ یکے از بزرگ زادگان بود" ان الفاظ سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ وزیر کے بیٹے تھے بلکہ صرف اتنا کہ اُنکے والد محترم اور معزز حیثیت رکھتے تھے۔ وزیر سلطنت کے بیٹے کو صرف یہ نہین لکھا جاتا کہ "یکے از بزرگ زادگان بود" اس لئے قریبی زمانہ کے مورخین کو اس مین شبہہ ہے۔ وہ یہ بھی لکھتے ہین کہ حکومت ایران کے سرکاری کاغذون مین کہین میرزا عباس نوری کی وزارت کا پتہ نہین ہے۔ وہ صرف

ایک منشی دفتر کی حیثیت رکھتے تھے اور کچھ نہین۔

ہمارے نقطۂ نظر سے یہ بحث بالکل بے ضرورت اور غیر مفید ہے۔

وزیر کے بیٹے ہونے سے نہ مذہبی کوئی عظمت پیدا ہوتی ہے اور نہ ایسا نہونے سے کوئی سبکی، بے شک اگر وہ حقیقتہً وزیر نہ تھے جیسا کہ ایران کے سرکاری کاغذون کے حوالہ سے یقینی طور پر کہا جاتا ہے تو بہائی مبلغین، بلکہ پیشوایان مذہب بہاء کا اظہار اور تکرار و اصرار کہ وہ وزیر زادہ تھے اُن کی پست ذہنیت کا پتہ ضرور دیگا جو بہت قابل افسوس ہے۔

ان میرزا عباس مشہور بہ میرزا بزرگ کے سات بیٹے تھے جو مختلف عورتون کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

ایک مرزا حسین علی بہاء اللہ جنکے حالات کا تحریر کرنا ہمارا نصب العین ہے دوسرے مرزا موسیٰ جو بہائی حضرات کے یہان "کلیم" کے لقب سے مفتخر ہین۔ تیسرے مرزا یحیٰی جنھین حضرت باب نے "صبح الازل" کا خطاب دیا تھا۔ چار دوسرے بھائی جو تھے اُنکا کوئی ذکر بابی تاریخ مین نہین ہے۔

ولادت اور نشوونما | بہاء اللہ کی ولادت محرم ۱۲۳۳ھ

مین قصبۂ نور (مازندران) مین ہوئی - مرزا نبیل زرندی جو بارگاہ بہاء اللہی کے مقرب شاعر تھے اُنہون نے تاریخ ولادت حسب ذیل شعر مین نظم کی ہے -

مستعد باشید یاران مستعد　　جاء یوم غیب لم یولد ولد

کیا معنی ؟ کہ وہ ہستی جس کے لیئے قرآن مین "لم یولد" (وہ پیدا نہین ہوا) کہا گیا ہے - آج کے دن پیدا ہو گئی -

یہ کتنا گمراہ کن خیال ہے ؟ اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے ممکن ہے کہا جائے کہ یہ ایک غیر ذمہ دار شاعر کا کلام ہے - اسکی پیشوایان بہائیت کو خبر بھی نہو گی لیکن ایسا نہین ہے -

"کتاب اقدس" جو حضرت بہاء اللہ کی الہامی شریعت کا مجموعہ ہے اس مین بعض احکام کی فرو گزاشت کا احساس ہونے پر حضرت نے ایک کتاب سوال و جواب تصنیف فرمائی تھی جس مین "نبیل زرندی" سوال کرنے والے قرار دیئے گئے ہین اور آپ جواب دینے والے - اس کتاب کا نام "سوال و جواب" ہے اور وہ بطور تتمۂ کتاب اقدس شایع ہے - اُس پر حضرت بہاء اللہ نے دستخط بھی فرمائے اور اُس کی تصدیق کی ہے اس کتاب مین "عید مولود" کے سلسلہ مین یہ شعر موجود ہے ، جس کے بعد یہ نہین کہا جا سکتا کہ

پیشوایان مذہب بہائیت اس سے بے خبر ہین۔

ولادت کی صحیح تاریخ مقرر کرنے مین اختلاف پیدا ہو گیا ہے غیر بہائی حضرات کا قول ہے کہ ۱۲ محرم کو پیدا ہوے ہین اور بہائی حضرات کہتے ہین کہ دوسری محرم کو متولد ہوئے۔

قارئین کرام کو تعجب ہوگا کہ آخر یہ اختلاف کی کونسی بات تھی۔ لیکن نہین۔ اس اختلاف پیدا ہونے کا بھی ایک رمز ہے۔

بات یہ ہے کہ حضرت علی محمد باب کی ولادت (جیسا کہ پہلے حصہ مین درج کیا جا چکا ہے) یکم محرم سنہ ۱۲۳۵ھ کو ہوئی ہے۔

حضرت بہاء اللہ اسکے دو سال پہلے سنہ ۱۲۳۳ھ مین متولد ہوے۔ اگر آپ کی ولادت ۱۲ محرم کو ہو تو آپ ۲۰ دن کم دو برس حضرت علی محمد باب سے بڑے قرار پائینگے لیکن اگر ۲ محرم کو ولادت ہے (جیسا کہ بہائی حضرات کا قول ہے) تو بالکل ٹھیکم ٹھیک ۲ برس کی چھٹائی بڑائی ہوتی ہے۔

ایک طرف رسول صلعم کی ایک حدیث ہے جو اکثر صوفیہ و عرفاء کی زبان پر گردش کرتی ہے (اگرچہ مستند احادیث مین اس کا پتہ نہین ہے)۔ وہ یہ ہے کہ انا اصغر من ربی بسنتین۔

"مین اپنے پروردگار سے دو برس چھوٹا ہون"

اس کی تاویل حضرت علی محمد باب کی عمر شریف پر ز بخیال بہائی حضرات کے بالکل ٹھیک اتر جائیگی اُس حساب سے جو اُن حضرات نے قرار دیا ہے ۔ اس مین کیا شبہہ کہ بہاء اللہ حضرت علی محمد باب کے پروردگار اور رب حقیقی تھے ۔ وہ دو برس بڑے ہوے اور علی محمد باب ٹھیک دو برس چھوٹے تو اب یہ مقولہ بالکل درست ہو گیا کہ انا اصغر من ربی بسنتین

"مین اپنے پروردگار سے دو برس چھوٹا ہون"

ایسی چولین ٹھیک اُسوقت نہین بیٹھتین کہ جب ۱۲ محرم کو آپ کی ولادت ہوئی ہو ۔

بہر حال یہ تو ایک ضمنی چیز ہے ۔ افسوس اس کا ہے کہ ولادت کے اس حساب نے بہائی مذہب کی بنیاد پر ایک سخت ضرب لگادی ہے ۔

صورت یہ ہے کہ حضرت علی محمد باب نے اپنے بعد ایک "من یظہرہ اللہ" کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی جس کا وہ اپنے تئین پیش خیمہ بتلاتے تھے اور جس کے فضائل و مناقب اُنھون نے اپنی کتابون مین بہت ذکر کیے ہین ۔

حضرت بہاء اللہ نے دعوی کیا جس کے بہائی حضرات

معتقدین کہ وہ "من یظہرہ اللہ" بہاء اللہ ہی ہین۔

وہ تمام خواص و آثار، علامات وخصوصیات جو "من یظہرہ اللہ" کے لیئے ذکر گیئے ہین آپ پر منطبق تھے یا نہین؟ یہ وہ بحث ہے جو آیندہ استدلالی موقع پر حوالۂ قلم ہو گی۔

اس موقع پر صرف اتنا لکھنا ہے کہ "من یظہرہ اللہ" کے متعلق حضرت علی محمد باب کے جو احکام ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ "آیندہ کوئی معلّم مکتب کے بچون کو مارے نہین اس لیئے کہ وہ منظر الٰہی "من یظہرہ اللہ" جو آنے والا ہے جب پیدا ہوگا تو عام بچون کے ساتھ مکتب ہی مین تعلیم پائیگا، کہین ایسا نہو کہ وہ لکڑی جو کسی معلّم پر پڑے" وہ من یظہرہ اللہ کے جسم پر پڑ رہی ہو۔

اُس کے اصل الفاظ یہ ہین۔

"نہی شدہ از ضرب معلّم اطفال را لعل بر آن نفسی کہ کل از وجود او منوجد می گردند حزنی وارد نیاید زیرا کہ معلّم نمی شناسد معلّم خود وکل را (کتاب البیان واحد ۶ باب ۱۱)۔

حضرت بہاء اللہ مذکورۂ بالا سنہ ولادت کے مطابق دو برس پورے یا بیس روز کم علی محمد باب سے بڑے تھے اور بوقت تصنیف کتاب البیان اگر حضرت باب کی عمر تیس سال تھی تو آپ کی عمر

بتیس سال۔

اگر "من یظہرہ اللہ" سے مراد حقیقۃً آپ ہی ہوتے اور آپ کے ظہور کی پیشین گوئی تھی جو حضرت باب دیرہے تھے تو کتاب البیان مین (جو بہائی مذہب کے لازمی عقیدہ کی بنا پر الہامی کتاب ضرور ہے) یہ حکم آنے کی کوئی معنی نہ تھے کہ معلم اپنے زیر تعلیم بچون کو مارے نہین۔ کہین اُن مین من یظہرہ اللہ بھی نہو۔

اس حکم سے صاف ظاہر ہے کہ من یظہرہ اللہ ایک ایسی ہستی ہے جو یا تو ابھی پیدا ہی نہین ہوی ہے اور یا اگر پیدا بھی ہوی تو وہ ابھی اتنی کمسن ہے کہ مکتب مین بچون کے ساتھ جانے کے قابل ہے اور معلم کے ہاتھ سے اُسکے اوپر ضرب واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

اسکے بعد حضرت بہاء اللہ کا دعوی من یظہرہ اللہ ہونے کا کسی طرح قابل قبول معلوم نہین ہوتا۔

حضرت بہاء اللہ کی تاریخ ولادت کے سلسلہ مین جو حالات حضرت بہاء اللہ مین جو ادارۂ کوکب ہند دہلی سے شایع ہوے ہین عجب لطیفہ ہوا ہے۔ اُس مین لکھا ہے۔

"میرزا حسین علی جو بعد مین بہاء اللہ کے لقب سے معروف

ہوئے ۱۲ نومبر ۱۹۱۷ء مطابق دوم محرم ۱۲۱۳ھ کو ایران کے دارالسلطنت طہران مین پیدا ہوئے!"

سبحان اللہ کہان ۱۹۱۷ء اور کہان ۱۲۱۳ھ، ۱۹۱۷ کے حساب سے آج اگر حضرت بہاء اللہ موجود ہوتے تو صرف اٹھارہ ۱۸ برس کی عمر ہوتی اور ۱۲۱۳ھ کے حساب سے ایکسو چالیس ۱۴۰۔ یہ بھی شائد حضرت بہاء اللہ کا معجزہ ہوگا۔ کیا ایک ذمہ دار تبلیغی ادارہ سے اسی قسم کی تاریخین شائع ہونا چاہیین؟

آخر ایک شخص جو صرف "ادارۂ کوکب ہند" کے شائع کردہ ان حالات سے تاریخ معلوم کرنا چاہے۔ وہ کیا سمجھے؟ خیر وہ اپنی عقل سے ۱۹۱۷ء کو غلط سمجھ لے گا۔ لیکن ۱۲۱۳ھ کو تو صحیح سمجھے گا۔ حالانکہ وہ بھی غلط بلکہ آپ کی ولادت ۱۲۳۳ھ مین تھی جیساکہ سابق مین ذکر کیا گیا۔

تعلیم و تربیت اور امی ہونیکی حقیقت

مسلمانون کا دعویٰ اور سچی حقیقت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امی تھے یعنے بالکل آپ نے ظاہری تعلیم نہین پائی تھی، اُن کی دیکھا دیکھی بہائی حضرات بھی اس کا اظہار کرنا چاہتے ہین کہ اُنکے پیشوایان

ملت اُمّی تھے۔

حضرت بہاء اللہ کے جانشین عبدالبہاء عباس آفندی فرماتے ہین۔

(ملاحظہ ہو۔ النور الابھی فی مفاوضات عبدالبہاء

مطبوعہ لیدن (ہالینڈ) صفحہ ۳)۔

در نزد جمیع اہالی ایران مسلم	تمام اہل ایران کے نزدیک یہ
کہ در مدرسۂ علمی نیاموختند و	بات تسلیم شدہ ہے کہ آپ نے کسی
با علماء و فضلاء معاشرت ننمودند	مدرسہ مین تحصیل علم نہ کی اور علماء
در بدایت زندگانی در کمال	و فضلا کی صحبت بھی نہ اُٹھائی تھی
خوشی و شادمانی ایامی بسر بردند	ابتدا مین بہت عیش و عشرت
و موانس و مجالس شان از	کے ساتھ زندگی گذارتے تھے۔ اور
بزرگان ایران بودند نہ	آپ کی صحبت مین بیٹھنے والے
از اہل معارف۔	رؤسا تھے علماء نہین تھے۔

صفحہ ۲۷ مین لکھا ہے۔

جمال مبارک لسان عرب	حضرت بہاء اللہ نے عربی زبان نہین
نخواندند و معلم و مدرسی نداشتند	پڑھی تھی اور کوئی معلّم و مدرس نہین
و در مکتبی وارد نشدند۔	رکھتے تھے اور کسی اسکول مین داخل
	نہین ہوئے تھے

اس کے ماخذ کا پتہ لگاتے ہوئے خود حضرت بہاء اللہ کا قول ملتا ہے لوح سلطانی مین جو مقالۂ سیاح مین بھی نقل ہوا ہے - اسمین آپ نے فرمایا ہے -

ما قرأت ما عند الناس من العلوم وما دخلت المدارس فاسئال المدینة التی کنت فیها لتوقن بانی لست من الکاذبین -	مین نے لوگون کے مروجہ علوم نہین پڑھے ہین اور مدرسون مین داخل نہین ہوا ہون اس کے متعلق سوال کر لیجئے اُس شہر سے کہ جس مین میری بود و باش تھی تا کہ آپ کو یقین ہو کہ مین جھوٹا نہین ہون -

حقیقتًا ان عبارتون مین ایک عجیب مغالطہ نظر آتا ہے - ایسے زمانہ مین جب عام طور سے کالج اور اسکول کی تعلیم رائج ہے کسی شخص کی نسبت کہا جائے کہ کالج اسکول کی صورت نہین دیکھی کبھی مدرسہ مین داخل نہین ہوا - تو ذہن اسی طرف منتقل ہوگا کہ وہ ظاہری تعلیم سے بالکل بے نیاز اور مستغنی تھا اور بس خدا کی قدرت کا مظہر تھا - لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایران اور عراق مین تھوڑے زمانہ اُس طرف تک - مدارس کی تعلیم کا رواج ہی نہین تھا - مدرسے وہان ہوتے ہین مگر دارالاقامہ کا کام دیتے ہین - تحصیل علم جو کچھ بھی ہوتی ہے

وہ انفرادی حیثیت پر گھر مین یا کسی استاد سے۔

لہذا اس امر سے کہ کوئی شخص کسی مدرسہ مین داخل نہین ہوا یہ ضروری نہین کہ وہ کسی استاد کا شاگرد نہو اور کسی سے کچھ پڑھا نہو۔

درحقیقت معتقدین کے دل مین امّی ہونے کا خیال قائم کرنا لیکن ایسے الفاظ کے پردہ مین جو حقیقت کے مطابق بھی ہوسکین اسی بنا پر ہے کہ واقعات صاف طور سے اس دعوی کی اجازت دے ہی نہین سکتے کہ حضرت بہاء اللہ نے کبھی کسی استاد سے تعلیم حاصل نہین کی۔

یہ واقعہ ہے کہ اُنہون نے ابتدائی تعلیم یغمائے جندقی سے حاصل کی تھی چنانچہ "تاریخ حیات یغما" مین بھی جو خود یغما کی لکھی ہوئی ہے اتنا موجود ہے کہ مین میرزا بزرگ نوری کے فرزندون کا معلّم تھا۔ پھر میرزا نظر علی طالقانی سے اُنہون نے حکمت و عرفان کی تحصیل کی اور بہت سے مشائخ صوفیہ سے مذہب متصوفہ کی تعلیم حاصل کی یہانتک کہ بغداد آنے کے بعد بھی سلیمانیہ کردستان کے علاقہ مین ایک حدتک اپنی تکمیل کرتے رہے اور شیخ عبد الرحمٰن رئیس صوفیہ سے تلمذ کا سلسلہ قائم ہوا۔

یہ حقیقت اتنی کھلی ہوئی ہے کہ "حالات حضرت بہاء اللہ" مین جو ادارۂ کوکب ہند دہلی سے شایع ہوے ہین یہ لکھنے کی جرأت نہین ہوئی ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے کہین تعلیم حاصل ہی نہین کی بلکہ اُس مین صاف لکھا ہے کہ۔

"حضرت بہاء اللہ نے کسی کالج یا سکول مین تعلیم نہ پائی تھی جو کچھ آپ نے پڑھا تھا وہ گھر ہی مین سیکھا تھا"

یہ سوال کہ آپ نے کسی کالج مین تعلیم پائی تھی یا نہین؟ اُس وقت ذرا اہم ہو سکتا تھا جب آپ کے تحریرات سے آپ کی کوئی ٹھوس قابلیت علوم و فنون مین ظاہر ہوتی حالانکہ ایسا نہین ہے فارسی زبان مین وہ معمولی درجہ کے انشاپرداز ہین جو اس حیثیت سے کوئی قابل تعجب امر نہین ہے کہ اُنکے والد بھی منشی دفتر تھے اور انشاپردازی کی صفت رکھتے تھے۔

اُنکی عربی زبان کی عبارتون مین زبان کی غلطی محاورات کی سستی فارسی کی بندش، ترکیبون کی کمزوری پائی جاتی ہے جس کے بعد حضرت عبد البہاء کی حسب ذیل عبارت کا پہلا جزو صحیح اور دوسرا جزو غلط ثابت ہوتا ہے۔

ملاحظہ ہو "النور الابہیٰ فی مفاوضات عبد البہاء" صفحہ ۲۷۔

جمال مبارک لسان	حضرت بہاء اللہ نے عربی زبان
عرب نخواندند و معلم و مدرسی	نہین پڑھی اور کوئی معلم و مدرس
نداشتند و در مکتبی داخل نشدند	نہین رکھتے تھے اور کسی اسکول مین
ولی فصاحت و بلاغت بیان	داخل نہین ہوے تھے لیکن عربی
مبارک در زبان عرب الواح	زبان کے بیانات والوح مین آپکے
عربی العبارۃ محیر عقول فصحاء	وہ فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے
و بلغاے عرب بود و کل	جو عرب فصحاء اور بلغاء کی عقل کو
مقرّ و معترفند که مثل	حیرت مین ڈالتی ہے اور سب اقرار
و مانندی ندارد۔	و اعتراف کرتے ہین کہ اس کا مثل و
	نظیر نہین ہے۔

تصوّف کا ذوق اُنہین بے شک پایا جاتا تھا اور بہت سے مشائخ صوفیہ سے اُنہون نے استفادہ کیا تھا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اُنکے ابتدائی زمانہ کے تصانیف مین صوفیت کا اچھا خاصہ مواد موجود ہے اور عرفائے صوفیہ کے دور از کار تاویلات و مضامین کا کافی ذخیرہ پایا جاتا ہے لیکن جسوقت کہ اُسے دوسرے بابی و شیخی مذہب کے افراد کی تحریرات کے مقابلہ مین لاتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس مین نہ کوئی ندرت ہے اور نہ جدّت، وہ وہی

چیزین ہین جو دوسرے بابی و شیخی مصنفین کے کتب مین اس سے زیادہ
عرفانی صورت پر موجود ہین۔

یہ چیزین اُنکے تصانیف مین اُسوقت تک تھین جب تک وہ
عکہ نہین پہونچے تھے اور اُنکے صاحبزادگان مرزا محمد علی غصن اکبر
اور میرزا عباس غصن اعظم اور ضیاء اللہ اور بدیع اللہ سن تمیز کو
نہ پہونچے تھے جب یہ دونون آدمی جوان ہوے، بڑھے اور
اتفاق سے روشن خیال واقع ہوے تھے۔ فلسطین کے علاقہ
مین انگریزون کے اثرات بہت کافی پائے جاتے تھے۔
فضا نئی روشنی کے موافق تھی۔ ان لوگون نے غیر ممالک کے
اخبارون، رسالون اور کتابون کا مطالعہ کیا اور زمانہ کے رنگ سے
واقف ہوے۔

آخر سابق زمانہ کے عرفانی مضامین اور صوفیانہ مطالب
کو روشن خیالی کے خلاف اور توہمات و خرافات کا مجموعہ سمجھنے
لگے۔ اب اکثر مضامین یہ لکھتے تھے اور اپنے والد کے نام سے شایع
کرتے تھے۔ اس زمانہ کے حضرت بہاء اللہ کے مصنفات بالکل
اس قسم کے عرفانی حقائق سے خالی ہین اور زیادہ تر ان مین وہ
چیزین ہین جنکی صدائین یورپ کے اطراف مین گشت لگا رہی تھین

جیسے صلح عمومی کی ضرورت ۔ بین الاقوامی زبان کی تحریک ۔ اتحاد مذاہب کی دعوت ۔ حریت نسوان کی تعلیم وغیرہ وغیرہ ۔

انتہا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کے ابتدائی زمانہ کے مصنفات اُسی طرح گوشۂ خفاء مین چھپائے جانے لگے جس طرح حضرت باب کے مؤلفات ۔ آج کل بہت سے تعلیمات جو بہائی مذہب مین رائج ہین اور وہ اُسکو مختلف ممالک مین شایع کرکے یہ ثابت کرتے ہین کہ ہمارا مذہب ضروریات زمانہ کے بالکل مطابق ہے یہ سب حضرت عبدالبہاء عباس آفندی کی کائنات ہے جو جرائد یورپ کے مطالعہ اور سیاحت بلاد فرنگ کے سلسلہ مین حسب ضرورت ایجاد ہوتی رہی ہے ۔ اُن مین سے اکثر کا پتہ حضرت بہاء اللہ کے احکام وقوانین اور اُنکے مصنفات مین بالکل نہین ہے ۔ اس کے اوپر کافی تبصرہ اُسوقت کیا جائیگا جب شریعت بہائیہ کی تشکیل اور اُس کے احکام وقوانین پر تفصیلی بحث ہوگی ۔

اسوقت ہمکو صرف اتنا دکھانا تھا کہ حضرت بہاء اللہ کے علوم جس حد تک تھے وہ کسی طرح وہبی وغیر اکتسابی نہین سمجھے جا سکتے اور وہ بالکل کھلی ہوئی صورت پر اسباب ظاہری کا نتیجہ تھے ۔

حضرت بہاء اللہ کے مبلغ علم کا پتہ اُنکے مصنفات سے

اب ہم اپنے مذکورۂ بالا دعاوی کا ثبوت پیش کرتے ہین کہ حضرت بہاء اللہ فارسی مین غیر معمولی درجہ نہین رکھتے تھے عربی مین اُنکا کلام متوسط درجہ کے فاضل اشخاص کا ایسا بھی نہین ہے تصوف کا جزو اُنکے ابتدائی موٴلفات مین ضرور پایا جاتا ہے لیکن بابی مذہب کے دوسرے افراد کے یہان وہ اس سے زیادہ نمایان درجہ پر موجود ہے۔ آخری جزو کہ بہائی مذہب کے قوانین و احکام کہان تک حضرت بہاء اللہ کی طرف صحیح انتساب رکھتے ہین آیندہ بیان ہوگا۔ اسوقت پہلی ہی تین باتون کے متعلق حسب ذیل تبصرہ ملاحظہ ہو۔

حضرت بہاء اللہ کے فارسی کلام کا نمونہ

اس کو ہم بہائی حضرات کے لئے تو پیش نہین کر رہے ہین اس لیے کہ اُن کی قوت خیال یہ سنتے ہی کہ حضرت بہاء اللہ کا کلام ہے اس مین اُنکو وہ محاسن دکھلانے لگے گی جو یقیناً انسانی طاقت سے بالکل بالا ہین لیکن بالکل غیر متعلق فارسی زبان کے ارباب ذوق کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے ہین اور بہائی حضرات کے سامنے

پیش کرنے کے لیے ضرورت اس کی ہے کہ انتساب انکا حضرت بہاء کی طرف معرض خفا مین رہے اور پھر دریافت کیا جائے کہ بتائیے اس کلام مین کونسا غیر معمولی حسن ودیعت ہے۔

بہر حال اسے خدا جانتا ہے کہ مین نے بالکل غیر جانبدارانہ تصور سے ان کلمات پر غور کیا ہے اور بغیر کسی انتخاب کے جو سامنے آگیا ہے اسی کو نقل کردیا ہے اور غیر متعصب اور وسیع الخیال افراد ہی سے متوقع ہون کہ وہ ان کلمات کا مطالعہ فرمائین۔

پہلے میری نظر ایک مجموعۂ الواح پر پڑتی ہے جو ۱۹۱۸ء مین مطبع عزیزی آگرہ کا طبع شدہ ہے۔ غالباً یہ دوسری مرتبہ ادارہ کوکب ہند دہلی سے بھی شایع ہوا ہے جس کا اعلان رسالۂ "کوکب ہند" مین حسب ذیل الفاظ مین ہوا ہے۔

(شش الواح) تجلیات۔ طرازات۔ اشراقات۔ کلمات فردوسیہ لوح العالم۔ بشارات۔ یہ چھ کتابین حضرت بہاء اللہ کی الواح مبارکہ ہین جو اصل معہ اردو ترجمہ شایع کی گئی ہین۔ طالبان تحقیق کے لیئے انکا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ بہت سے اسرار و معارف اور ایسے اہم بیانات اور احکام الٰہی ان مین ہین جو آج عالم انسانی کی دینی زندگی کی روح ہین۔ دنیاوی بہبودی کی شاہراہ ہین۔ جن کے سامنے تمام

عقلاءٗ حکماء وعرفاء سر تسلیم خم کرتے ہوئے امر بہائی کو تاریخ علم مین اعلا رتبہ دیتے ہین۔ اگر آپ نے یہ نئی چیز جو ایک لاثانی نعمت آسمانی ہے ابھی تک حاصل نہین کی تو فوراً طلب کیجئے قیمت ایک روپیہ

پتہ :- مینیجر کوکب ہند قرول باغ دہلی

اس مین سے پہلی لوح "تجلیات" ہے جس کا اقتباس ملاحظہ ہو "تجلی اول که از آفتاب حقیقت اشراق نمود معرفت حق جل جلاله بوده و معرفت سلطان قیّوم حاصل نشود مگر بمعرفت اسم اعظم اوست متکلم طور که بر عرش ظهور ساکن و مستوی است و اوست غیب مکنون و سر مخزون کتب قبل و بعد الٰهی بذکرش مزین و بثنایش ناطق به نصب علم العلم فی العالم وارتفعت رأیة التوحید بین الامم لقاء الله حاصل نشود مگر بلقاء او باو ظاهر شد آنچه که از ازل الآزال مستور و پنهان بوده" انه ظهر بالحق ونطق بکلمة الصعق بها من فی السموات والارض الا من شاء الله" ایمان بالله و عرفان او تمام نشود مگر بتصدیق آنچه از او ظاهر شده وهمچنین عمل بآنچه امر فرموده و در کتاب از قلم اعلی نازل گشته منغمسین بحر بیان باید در کل حین باوامر و نواهی الٰهی ناظر باشند او امرش حصن اعظم است از برائے حفظ عالم

وصیانت امم"

اس عبارت کے ترجمہ کی توضرورت ہے نہین کیونکہ بحیثیت فارسی ادبیت کے اس کو پیش کیا گیا ہے ۔ اُس کو ترجمہ سے کوئی تعلق نہین ۔ عربی کا فقرہ جو درمیان مین مذکور ہے اُس مین "نصعق" کی لفظ غلط ہے صعق ہونا چاہیے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اسکے بعد دوسری لوح "طرازات" ہے جس کا اقتباس حسب ذیل ہے

"حمد و ثنا مالک سماء و فاطر سما را لائق و سزا است کہ امواج بحر ظہورش امام وجوہ عالم ظاہر و ہویدا آفتاب امرش حجاب قبول نفرمود و کلمۂ اثباتش محو راہ نیافت منع جبابرہ و ظلم فراعنہ اورا از ارادہ باز نداشت جل سلطانہ و عظم اقتدارہ سبحان اللہ با اینکہ آیات عالم را احاطہ نمودہ و حجت و برہان بمثابہ نور از ہر شطری ظاہر و مشرق عباد جاہل غافل بل معرض مشاہدہ میشوند ایکاش باعراض کفایت می نمودند بل در کل حین در قطع سدرۂ مبارکہ مشورت نمودہ و می نمایند"

تیسری لوح "اشراقات" ہے جس کا اقتباس یہ ہے۔

"ندا بلند است و قوۂ سامعہ قلیل بل مفقود این مظلوم در ایام تعبان اولیاے الٰہی را ذکر می نماید این ایام وارد شد آنچہ کہ سبب جزع و فزع ملاء اعلیٰ گشت ظلم عالم و ختر امم مالک قدم را از ذکر منع ننمود و از ارادہ

باز نداشت نفوسیکہ سالہا خلف حجاب مستور چون افق امر رامنیر وکلمۃ اللہ رانا فذ مشاہدہ نمودند بیرون دویدند باسیوف بغضا وارد آوردند آنچہ راکہ قلم از ذکرش عاجز ولسان از بیانش قاصر!

چوتھی لوح "کلمات فردوسیہ۔" مین ہے۔

"اہل ایران اکثری بکذب وظنون تربیت شدہ اند کجاست مقام آن نفوس ومقام رجالیکہ از خلیج اسماگذشتہ اند وبرشاطی بحر تقدیس خرگاہ افراشتہ اند باری نفوس موجودہ لایق اصغاء تغردات حمامات فردوس اعلی نبودہ ونیستند مگر قلیلی وقلیل من عبادی الشکور اکثری از عباد باوہام انس دارند یک قطرہ از دریاے وہم را بہ بحر ایقان ترجیح میدہند از معنی محروم باسم متمسکند واز مشرق آیات الٰہی ممنوع وبظنون متشبث"۔

پانچوین لوح "لوح العالم" مین ہے۔

"حمد وثنا سلطان مبین را لایق وسزاست کہ سجن متین را بحضور حضرت علی قبل اکبر وحضرت امین مزین فرمود وبانوار ایقان واستقامت واطمینان مزین داشت۔"

"یہ حضرت علی قبل اکبر" کی لفظ حضور نقطۂ اولی علی محمد باب کی پیروی ہے۔ بالکل اچوتی۔ انوکھی انہی کی ایجاد تھی کہ اگر علی اکبر کسی کا نام

ہو اُسے "علی قبل اکبر" لکھا جائے۔ علی محمد کو علی قبل محمد۔ محمد حسن کو محمد قبل حسن وغیرہ وغیرہ۔

حضرت بہاء اللہ کے یہان بھی بہت ہے ایہا البالا قبلہ آقا یعنی آقا بالا یا محمد قبل علی یا علی قبل رضا وغیرہ وغیرہ۔

یہ ایجاد کہان تک اصول تکلم اور عقلی سنجیدگی کے مطابق تھی؟ اسکا فیصلہ ارباب عقل کر سکین گے۔

چھٹی لوح "بشارات" اسکی ابتدا یہ ہے

"حق شاہد و مظاہر اسماء و صفاتش گواہ کہ مقصود از ارتفاع نداء و کلمۂ علیا آنکہ از کوثر بیان آذان امکان از قصص کاذبہ مطہر شود و مستعد گردد از برای اصغای کلمۂ طیبۂ مبارکۂ علیا کہ از خزانۂ علم فاطر سماء و خالق اسماء ظاہر گشتہ طوبی للنصفین یا اہل ارض"

آخر مین "ارض" کا نکرہ چھوڑنا عجیب ہے اور عربی زبان کی غلطی ہے۔

اب دوسری کتاب "ایقان" ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہ نولکشور پریس لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام لالہ کانشی رام منیجر ۱۳۳۲ھ کی طبع شدہ ہے۔ اس مین عربی عبارت کی جو کمزوریان ہین وہ تو عربی کے ذیل مین آئینگی۔ یہان ایک حصہ فارسی اقتباس کا پیش کیا جاتا ہے۔

"جوہر این باب آنکہ سالکین سبیل ایمان و طالبین کوس ایقان را

باید نفوس خود را از جمیع شئونات عرضیہ پاک و مقدس نمایند یعنی گوش را از استماع اقوال و قلب را از ظنونات متعلقہ بسبحات جلال و روح را از تعلق باسباب ظاہرہ و چشم را از ملاحظۂ کلمات فانیہ متوکلین علی اللہ و متوسلین الیہ سالک شوند تا آنکہ قابل تجلیات اشراقات شموس علم و عرفان الٰہی و محل ظہورات فیوضات غیب نامتناہی گردند،،

نمونہ کے لیئے اتنا ہی کافی ہے۔ ان عبارتون مین فارسی کی حیثیت سے کوئی غلطی نہو لیکن اُنھین ادبیت کے لحاظ سے کوئی بلند پایہ درجہ بھی حاصل نہین ہے۔

اسکے مقابلہ مین ہمارے سامنے اُنکے حریف مقابل مرزا یحییٰ صبح ازل کا کلام موجود ہے جس کے چند نمونے ناظرین کی دلچسپی کے لیئے درج کرتے ہین۔

(۱)

ھو اللہ الحق الممتنع السلطان

سپاس بے قیاس و حمد معری از شائبۂ ریب و فنا مر ذات باری تعالیٰ را سزا است کہ لم یزل محسوس بحس و حرکت و فنا و زوال و عدم وجود و ظہور و بطون و عرفان و وجدان نبودہ و لایزال مجسم شناختہ نخواہد شد نظر نمودہ در شئونات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ہیچیک دعوی شناختن ذات

خداوندی را نموده کذلک حضرت محمدی گفتار ما عرفناک حق معرفتک جاری فرموده و دعوای ادراک ذات الٰہی نفرموده چنانچه نص آیات کریمه و احادیث شریفه بوده نظر بسورهٔ توحید نموده که چگونه جاری شده و نص بوده بر نشناختن ذات الٰہی چه اگر کسی شریک با خداوند بوده (قل ہو اللہ احد) گفته نمی شد و اگر شئونات بشری می بود (اللہ الصمد) ذکر نمی گردید و اگر تولید می شد و از ذات مقدس او چیزے حادث می گشت (لم یلد ولم یولد) اطلاق نمی شد و اگر با خداوند کسی مقترن و معادل می گشت (ولم یکن لہ کفواً احد) در کلام خداوندی نازل نمی گشت۔

(۲)

ہنگام روح و ریحان و عزّ و امتنان در مواقع جلیان تجلی الٰہی است افئدهٔ خویش را مستشرق بشوارق قدس الٰہی نموده ارواح و انفس و اجساد و روح خود را بدین میاه احدیت زنده نمائید و از حظائر قدس ربانی ریان شده بمیاه سبحانی شاداب شوند زیرا که جلیان حقیقت از افق لن ترانی طالع و ساطع گردید و تجلیات عظمت از مطلع لن یعرف و لن یوصف لائح و لامع گشت۔

ہر ذرّه روحی پدید آورد و ہر شئ ریحانی از مواقع تجلیات آشکار گردانید۔

(۳)

اے دوستان دایرۂ فضل و محبان مطالع عدل در این ایام کہ شاہین در پرواز و عنقاے نفس در سوز و گداز است سمندر وار بر گرد آتش عدل گردیدہ خود را در سبیل محبت و مودت از غیر محبوب محترق سازند چہ اگر بدین نار حقیقی مضطرم نشدہ ہر آئینہ از لقای حقیقت محجوب خواہند شد۔ اقوال مفتریہ سبب احتجاب نباشد و اشارات کاذبہ موتفکہ باعث بر ابتعاد نگردد چہ شیطان رجیم از تلبیس خود از حق محجوب گشت و بخود بینی و غرور جاہلیت از آدم روحانی محتجب گردید و ہر آنکہ خود بینی در عوالم خود نمودہ محتجب از مواقع تجلیات الٰہی گردید۔

(۴)

آفتاب حقیقت معنوی در افق اوج ازلیت در استطلاع و اشراق است و کواکب عزّ و عظمت حقیقی الٰہی در فوق سماء رفعت و احدیت در شعاع و التیاق۔ از وساوس شیطانی گذشتہ و از وسائس ظلمانی رہیدہ و چون ظلمتیان در وادی ظلمت و حیرت نیست نگردید۔ ذلکم یوصیکم بہ یومئذان انتم فی ایامہ تتفکرون، الحمد کہ حضرت باری تقدس و تعالی چون شما مستبصران را در ارض وجود موجود فرمودہ زشت و زیبا را درک نمودہ نور و ظلمت را مشاہدہ می نمایند ایقظوا من مثلکم

عن رقدة لعلکم بآیات اللہ یوم العدل لترزقون ہر نفس تبلع دانی خود مغرور گشت و از لقائے حق محتجب گردید و دور از لحظات قرب ماند چون در ذات او خود بینی و غرور بود از این سبب جلیان آلہی در نفس فنائے او ہویدا نگشت و فؤاد ذات او رخشان نگردید و ظلمت با او معروف گردید و در حجبات افکیۂ خود مستحجب گشت و در ظلام موتفکات خود در ابتعاد ماند و تجلیات ربانی در نفس و فؤاد او ظاہر نگشت و نفحات سبحانی در ذات روح او باہر نگردید لذلک خداوند عادل دوستان خود را بیدار فرمود و محبان خویش را از ضلالت رہائی بخشود"

حضرت بہاء اللہ اور حضرت صبح ازل دونون کی عبارتین ہمارے پیش نظر ہین اور ہم تو یہی کہہ سکتے ہین کہ بے شک دونون بھائی بھائی ہین۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ادبی حیثیت سے کسی نہ کسی حد تک صبح الازل کی عبارت کو ترجیح نہ دینا انصاف کا خون کرنا ہے

حضرت بہاء اللہ کا ایک فارسی فقرہ زبان زد حضرات اہل بہاء اور جریدۂ "کوکب ہند" کا سرنامۂ عنوان ہے۔

"اے اہل عالم ہمہ بار یک دارید و برگ یک شاخسار"

اسکو "وحدت عالمی" کی سند میں پیش کیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کے پہلے یہ گرانقدر تعلیم کسی پیغمبر نے پیش نہین کی تھی حالانکہ

واقعہ ہے کہ امت مرحومۂ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک معمولی شاعر سعدی شیرازی نے اس مضمون کو اس سے بہتر طریقہ پر پیش کیا ہے کہ۔

"بنی آدم اعضائے ہم دیگر اند"

بہر حال یہ بحث کہ اس تعلیم مین کہان تک ندرت ہے اور وہ کس درجہ نازش کے قابل ہو سکتی ہے؟ آیندہ کے ابواب سے تعلق رکھتی ہے۔

اسوقت یہ کہنا منظور ہے کہ اس ایک فقرہ مین خاص فارسی زبان کے لحاظ سے ادبی غلطی موجود ہے۔

"ہمہ بار یک داریدٗ" اس سے وحدت کا پتہ دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس طرح ایک ڈالی کے میوے سب آپسمین اتحاد وارتباط رکھتے ہین اُسی طرح تم بھی سب ایک ہو۔

اس کے بعد دوسرا فقرہ اس سے بڑھا ہوا یا کم از کم وحدت کے اظہار مین اسکے مساوی ہونا چاہیئے لیکن اسکے بعد یہ ہے کہ "برگ یک شاخسار" "یک" کی لفظ بے شک وحدت کو بتلاتی ہے لیکن "شاخ" کے ساتھ "سار" کے جزو کے اضافہ نے کثرت پیدا کردی، اب یک شاخ کے پتے نہین رہے بلکہ ایک ایسی جگہ کے جہان کثرت سے شاخین

اُگی ہوی ہین پتے ہو گئے جس کے بعد ممکن ہے کہ ایک ایک شاخ کا پتہ ہو ایک دوسری کا ایک تیسری کا۔ وہ وحدت تشریف لے گئی اور کثرت کی صورت پیدا ہو گئی۔

اسی فقرہ پر اہل بہا کو ناز ہے اور وہ اسکو وحی آلہی و کلام آسمانی سمجھے ہوے ہین۔

حضرت بہاء اللہ کبھی کبھی شاعری بھی فرماتے تھے۔ عربی زبان مین آپکے اشعار جو ہین اُنھین آیندہ کے حوالہ رکھیے۔

اس وقت فارسی سے بحث ہے۔ آپ نے کچھ مثنویان فرمائی ہین بعض اشعار "چار وادی" کے دیباچہ مین ہین

اِن تمام اشعار مین خاص حسن یہ ہے کہ وہ کبھی وزن سے خارج ہو جاتے ہین مثلاً ایک مثنوی مین فرمایا ہے۔

زانکہ در لطفت نباشد شبہۂ
بہر ما بر بند ز فضلت توشۂ

چہار وادی مین ہے۔

قصۂ لیلیٰ مخوان و غصۂ مجنون مخور
عشق تو منسوخ کرد ذکر اوائل

نام تو بر رفت عاشقان بشنیدند
ہر دو برقص آمدند سامع و قائل

من سر ہر ماہ سہ روز اے صنم
بیگمان باید کہ دیوانہ شوم

ہان کہ امروز اوّل سہ روزہ است روز فیروز است نی فیروزہ است

اِن اشعار میں معنی کے اعتبار سے بھی جس حد تک بلندی سمجھی جا سکتی ہے اُس کو ارباب ذوق خیال فرما سکتے ہیں۔

اسکے ساتھ ایک غزل ہمارے سامنے مرزا یحیٰی صبح ازل کی موجود ہے اُسکو بھی ناظرین کی ضیافت طبع کے لیئے درج ذیل کرتے ہیں۔

جلوۂ یاز با صورت آن یار نمود مشترق صورتی از نور پدیدار نمود
آتش قمص برخ یار ربا شعلہ فزود مضطرم ناری از آن زدی یا کوار نمود
حالیا در چہ ما غوس بقیدیم و نزار قسمت ما ز ازل یار بر این کار نمود
گرچہ ما در رہ آن یار ز دل خوار شدیم لیک آن شاہ با وعدۂ رخسار نمود
ہین بما غوس کنون مصطلی و مضطربیم جلوۂ یار ربا آتش انوار نمود
چون بسینا برسد آن مہ نورانی دل صورت قمص سے آن جلوہ یکسار نمود
موسی یار تجلّی بگہ نور بداد مست گشتم چو مرا خفتۂ و ہشیار نمود
آتش نار بدل کرد از آن قمص قدم آن تجلّی ہمہ دم جلوہ بتکرار نمود
مستی ما ز ازل از خم لا زالی اوست ہوشیاریم و جہان را ہمہ بیدار نمود
آب آن لعل بجان ساغر مستی بفزود مصطبہ یار دیگر بارہ بدل نار نمود
چون بیک لحظہ تجلّی بہمہ خلق بداد ہست نمود جہان راد ہشیوار نمود
تاکہ از خویش بر ستیم در این وادی غم یار ما را ابفد ابر دہ سرد ار نمود

حالیا باز با غوس پریشان زدیم | چون پریشانی از آن لف بباز ازنمود
آن پریشان جہان مژدہ دیدار بیار | چو پریشانی زلفت دل من زار نمود

ہم پھر کہتے ہین کہ صبح ازل بہاء اللہ ہی کے بھائی ہین۔ کوئی اور نہین۔ اس لیئے اُن سے بھی کچھ اور توقع نہ کرنا چاہیئے؟ لیکن پھر بھی اتنا ہے کہ انکے اشعار مین کوئی شعر ناموزون نہین ہے۔

رسالہ ”کوکب ہند“ دہلی مین ایک سلسلہ حضرت بہاء اللہ کی مناجاتون کا بھی شایع ہوا ہے۔ ان مین سے بعض مناجاتین فارسی مین ہین۔ اُن مین سے بعض کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

مناجات حضرت بہاءاللہ

الٰہا معبودا ملکا مقصودا۔ بچہ لسان ترا شکر نمایم۔ غافل بودم آگاہم فرمودی۔ معرض بودم بر اقبال تائید نمودی مردہ بودم از آب حیات زندگی بخشیدی پژمردہ بودم از کوثر بیان کہ از قلم رحمٰن جاری شدہ تازگی عطا کردی پروردگارا جود کل از جودت موجود، از بحر کرمت محرومم مفرما، واز دریائی رحمتت منع مکن، ودرہرحال توفیق وتائیدی طلبم واز سماء فضل بخشش قدیمت را ملتمسم، توئی مالک عطا وسلطان ملکوت بقا،،

دوسری مناجات

الٰہا کریما رحیما۔ شہادت میدہم بوحدانیت و فردانیت تو و باینکہ از برائی تو شبیہ و مثلی نبودہ و نیست، جودت عالم وجود را موجود فرمود و کرمت امم را باسم اعظم راہ نمودہ بعض بوساوس خنّاس از دریائے رحمتت محروم گشتند و برخی از تجلیّات آفتاب حقیقت منوّر شدند، اے کریم از تو آمرزش قدیمت را میطلبم و رحمت عمیمت را می جویم۔ این عبد را حفظ نما از شبہات نفوسیکہ اعراض نمودہ اند و از دریاے علمت ممنوع ندے

ان مناجاتون کو بھی بہائی حضرات اتنا بڑھاتے چڑھاتے ہین کہ وہ اُنکو بحیثیت کلام الٰہی حفظ کرتے ہین اور اُنکو اپنے لیے مایۂ نازش سمجھتے ہین۔

اس لئے یہان ملاحظہ کے قابل ہے ایک مناجات جو آقا میرزا حسن نیکو نے اپنی کتاب "فلسفۂ نیکو" مین درج کی ہے۔

ذرا اسکے الفاظ کا تناسب۔ عبارت کا توازن اور شیرینی و حسن ملاحظہ اور انداز کو بہاء اللّٰہی مناجاتون سے مطابق کیجئے تو آپ کو تعجب ہوگا اور حیرت حاصل ہو گی۔

ل‍ه یہ دو ہشیار کی خرابی ہے۔

مناجات حضرت نیکو

پروردگارا کریما رحیما۔ این بیچارگان و این آوارگان طالبان وی تواند و عاشقان کوی تو۔ ایشان آیات کتاب تکوینند و گم گشتگان از دین مبین گلهائے حدیقۂ توحیدند و اغصان شجرۂ تفرید، از آیات تکوین جز فیض بقا نخواستند و از کتاب تدوین و نور مبین جز فوز لقا نیافتند۔ هر شب بیاد رویت همدم و همراز بودند و هر روز بجستجویت با غولی فریب زننده و چاره و دمساز گشتند۔ هادی سبیل می طلبیدند که بدست غول محیل افتادند و تشنۂ حقیقت بودند و آب رحمت و سعادت می جستند که بسراب غفلت و شقاوت رسیدند پروردگارا تو میدانی که خواجۂ خواجگان و سرور محبوبان رب النوع حقیقی غولان۔ و در سریر عظمت و کبریائیت عرض کرد۔ فبعزتك لاغوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين اینک برای این نفوس ضعیفه و عناصر سافله که ملجئی جز آستان مقدست ندارند و پناهی جز حضرتت نجویند ترحم فرما و فضل و عنایت کن و از ظلمات حالکۂ اوهام دیو شریر نجات شان بخش و به کوثر تسنیم و فرات عذب یقین وارد شان فرما توئی بخشنده و مهربان۔

فارسی کلام پر تبصرہ ختم۔ اب عربی کی نوبت آتی ہے اور یہ مصیبت خیز ہے اور درد انگیز۔

حضرت بہاءاللہ کا عربی کلام

حضرت بہاءاللہ کی عربی دانی پر انکے پیروان کو کتنا ناز تھا؟ اس کا پتہ حضرت عبدالبہاء کے الفاظ سے خوب چلتا ہے جو اسکے قبل نذر ناظرین ہو چکے آپ نے فرمایا ہے کہ۔

"فصاحت و بلاغت بیان مبارک در زبان عرب و الواح عربی العبارۃ محیر عقول فصحا و بلغای عرب بود و کل مقر و معترفند کہ مثل و مانندی ندارد"

اب ملاحظہ ہو حضرت کا عربی کلام اور اُس کا درجہ و وزن۔

(۱)

سب سے ہم اپنے سامنے اُٹھا کر رکھتے ہین کتاب "ایقان" مخفی نہ ہوکہ یہ کتاب فارسی زبان مین ہے لیکن اس مین ضمنی طور پر عربی جملے اور کہین سطرین کی سطرین آئی ہین اسلئے اس مین جہان جہان عربی اجزا ہین اُن پر نظر ڈالی جا رہی ہے - ابتدائی چند سطرین جن سے کتاب کا افتتاح ہوا ہے حسب ذیل ہین۔

بسم ربنا العلی الاعلی الباب ہمارے پروردگار بلند و برتر

المذکور فی بیان ان العبادون	تمام سے وہ باب جو ذکر کیا گیا اس
یصلوا الی شاطئ بحر العرفان	کے بیان مین بندے نہین پہونچ
الا بالانقطاع الصرف	سکتے دریائے عرفان کے کنارے
عن کل من فی السموات	تک مگر خالص ترک تعلقات
والارض قدسوا	کے ساتھ تمام اُن لوگون سے جو
انفسکم یا اهل الارض	آسمان وزمین مین ہین تم اپنے تئین
لعل تصلن الی المقام	پاکیزہ بناؤ اے زمین والو شاید
الذی قدر الله لکم	پہونچو اُس مقام تک جو خدا نے
و تدخلن فی سرادق	تمھارے واسطے مقرر کیا ہے اور
جعله الله فی سماء	داخل ہو اس سراپردہ مین کہ جسے
البیان مرفوعا۔	خدا نے بیان کے آسمان مین بلند
	قرار دیا ہے۔

اب ان چند سطرون مین عربی زبان کی کئے غلطیان موجود ہین؟ خالص اردو دان تو سمجھ نہین سکتے۔ سب سے پہلے "الباب المذکور فی بیان" الخ (باب مذکور اس بیان مین ہے) حضور یہ باب پہلے سے کہان مذکور ہے جو آپ اس کا حوالہ دے رہے ہین۔ اصل مین کہنا یہ منظور ہے کہ "باب یذکر فیہ بیان" ("وہ باب جس مین ذکر ہوگا بیان

اس امر کا کہ) لیکن الفاظ کے معنی کا فرق بھی تو معلوم ہو اور عبارت کے خصوصیات کا اندازہ تب تو کلام صحیح طریقہ پر کیا جائے۔

اس کے بعد لعلّ تصلنّ۔ یہ عربی زبان کے ابتدائی طالبعلم بھی سمجھ سکتے ہین کہ لعل حرف مشبہ بفعل ہے اور وہ اسماء سے مخصوص ہے افعال پر داخل نہین ہوتا لیکن یہان شوق سے "لعل" کو تصلنّ فعل مضارع پر مسلط کر دیا گیا ہے۔

کل من فی السمٰوات و الارض "تمام اُن لوگون سے جو آسمان وزمین مین ہین" اس کے بجائے "کل ما فی السموات والارض" "تمام اُن چیزون سے جو آسمان وزمین مین موجود ہین" اگر کہا جاتا تو معنی مین وسعت پیدا ہوتی اور جو کہنا منظور ہے وہ پورے طور سے ادا ہوتا۔

(۲)

صٓ۲۱ پر حسب ذیل عبارت ہے۔

وعلی اللہ اتکل و بہ	ہم خدا پر توکل رکھتے ہوے
استعین لعل یجری من	اُسی سے مدد مانگتے ہین امید ہے
ھذا القلم ما یحیی بہ	کہ اس قلم سے وہی کچھ نکلے جو لوگون
افئدۃ الناس لیقومنّ	کے دلون کو زندہ کرے تاکہ وہ
الکل عن مراقد غفلتھم	قبور غفلت سے بیدار ہون

ویسمعن اطوار ورقات الفردوس من شجر کان فی الروضة الاحدیة من ایادی القدرة باذن الله مغرورسا۔	اور بلبل فردوس کے نغمون کو اُس درخت پر سنین جو قدرت کے ہاتھون نے حکم خدا سے رضوان توحید مین لگایا ہے۔

اردو ترجمہ جو مقابل مین درج ہے وہی ہے جو کتاب کے ساتھ ادارۂ اشاعت بہائیہ سے شایع ہوا ہے۔ اس مین پہلے تریجری کی نفظ پر جو نعل ہے کلمہ "لعل" کو داخل کیا گیا ہے۔ اس کا حضرت بہاء اللہ کو خاص شوق تھا جس کی مثالون مین سے ایک پہلے آ چکی اور باقی بعد آئینگی۔
اس کے بعد "لیقومن" ہے۔ یہان لام تاکید کا فتحہ کے ساتھ نہین ہے بلکہ لام غایت کسرہ کے ساتھ ہے جیساکہ مندرجہ ترجمہ سے ظاہر ہے "تاکہ وہ قبور غفلت سے بیدار ہون" اس لام کے ساتھ آخر مین "نون تاکید ثقیلہ" کا لگانا جو تحقیق مطلب کے لیے ہوتا ہے بالکل حضرت بہاء اللہ کے خصوصیات مین داخل ہے۔
زبان عربی کی بارگاہ مین یہ کسی صورت سے قابل قبول نہین ہوسکتا اس کے اوپر عطف کرکے "یسمعن" مین پھر نون تاکید لایا گیا ہے اس کے بعد "اطوار ورقات الفردوس"

یہ "ورقات" کی لفظ جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے "بلبل" کے معنی مین لائی گئی ہے جس کا عربی زبان مین کہین وجود نہین ہے ۔

پھر "من شجر کان فی الروضۃ الاحدیۃ من ایدی القدرۃ باذن اللہ مغروسا" اہل عربیت سمجھ سکتے ہین کہ معنی کے لحاظ سے شجرۃ کانت مغروسۃ ۔ موزون و مناسب ہے ۔

اسکے علاوہ "بایدی القدرۃ" کے ساتھ "باذن اللہ" کا جزو بالکل بے جوڑ ہے ۔ یہ ٹکڑا قرآن مجید کے تتبع مین لایا گیا ہے لیکن کہنے والے کو کیا معلوم کہ یہ اُسوقت لایا جاتا ہے جب کسی غیر معمولی فعل کی نسبت غیر اللہ کی طرف دیجائے جیسے (قرآن مجید کی آیت مین) احیی الموتی باذن اللہ) اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہا فتکون طیرا باذن اللہ" وغیرہ لیکن جب کہ فعل کی نسبت خود خداوند عالم کی طرف دی گئی ہے جیسا کہ مذکورہٗ بالا عبارت مین "من ایدی القدرۃ" کے لفظ سے ثابت ہے تو اب باذن اللہ کا فقرہ بالکل بے محل، بیجا اور بے معنی ہے ۔

(۳)

آگے بڑھیے صـ۳ پر یہ عبارت ملتی ہے ۔

کذلک نعلمک من تاویل — اس طرح ہم تجھے حدیثون کے

الاحادیث ونلقی علیك من اسرار الحکمة لتطلع بما ھوالمقصود وتکون من الذین ھم شربوا من کاس العلم والعرفان۔	معنی سکھلاتے ہین اور حکمت کے اسرار تبلاتے ہین تاکہ تومقصود سے واقف ہو اور اُن مین سے ہوجائے جو علم و عرفان کے جام سے سرشار ہین۔

اس عبارت مین "لتطلع بما ھو المقصود" کا فقرہ غلط ہے۔ اطلع کا تعدیہ علی کے ساتھ ہوتا ہے۔ "ب" کے ساتھ نہین "مین الذین ہم شربوا" بالکل سلاست کے خلاف ہے "من الذین شربوا" ہونا چاہئے۔ اور "ہم" نظرانداز کرنے کے قابل۔

(۴)

صفحہ مین ہے۔

کذلك نعطیکم من اثمار شجرة العلم لتکونن فی رضوان حکمة اللہ لمن المحبرین۔	اسی طرح ہم تمھین درخت علم کے پھل بخشتے ہین تاکہ یقیناً تم حکمت الٰہی کے رضوان مین حیات ابدی والون سے شمار کئے جاؤ

ترجمہ کی صحت کا مین ذمہ دار نہین ہون اس لئے کہ وہ بھی بہائی جماعت کا شایع کردہ ہے۔

اس فقرہ مین پہلے (لتکونن) کی لفظ مین لام غرض کے ساتھ نون تاکید کا ضمیمہ ہے جو درست نہین ہے۔ اس کے بعد آخر مین (لمن المجربین) کے اوپر والا لام بالکل بے جوڑ لا یا گیا ہے۔ لام غرض کے بعد اس قسم کی تاکیدین بالکل بے محل ہوتی ہین اور فصاحت کے خلاف ہین۔

(۵)

صلے مین ہے۔

السالک فی النہج البیضاء شاہ راہ نورانی در کن
والرکن الحمراء الحمرا کا متلاشی۔

نہج اور رکن کو مونث قرار دیکر بیضاء اور حمراء کے ساتھ وصف بالکل غلط اور نا قابل قبول ہے۔

(۶)

صنہ مین ہے۔

کن لک تنوق علیک اسی طرح فاختۂ بقا شجر بہا
حمامۃ البقاء علی افنان کی ٹہنیون پر بیٹھی تیرے لئے نغمہ
سدرۃ البہاء لعلک تکون زن ہے تاکہ شاید خداوند کے
فی سنا ھیج العلم والحکمۃ حکم سے تو علم و حکمت کی راہون
باذن اللہ سامکا۔ کا راہی بنے۔

(تعنن) کی لفظ جیسا کہ قاموس مین موجود ہے طائر کے لیئے استعمال کرنا غلط ہے (تکونن) کے اوپر جو فعل ہے لعل کا داخل کرنا یہ تو حضرت بہاء اللہ کی پرانی سرشتق ہے۔

(۷)

صفحہ ۹۴ مین ہے۔

اسمعوا یا اهل البیان	اے اہل بیان سنو جو ہم صداقت
ما وصّینا کم بالحق لعلّ	سے تمھین وصیت کرتے ہین
تسکنن فی ظلّ کان فی ایام	تا کہ شاید تم اس سایہ تلے
الله ممدودا۔	آجاؤ جو ایام خدا مین پھیلایا گیا ہے

یہان بھی ''تسکنن'' کے اوپر ''لعل'' کے داخل کرنے کی مجوبہ ترکیب عمل مین لائی گئی ہے۔ اس کے بعد ملاحظہ ہو۔

الباب المذکور فی بیان	یہ باب اس بیان مین ہے
ان شمس الحقیقة ومظهر	کہ تحقیق وہ آفتاب حقیقت
نفس الله لیکونن سلطانا	و مظہر نفس اللہ اہل دنیا مین
علی من فی السمٰوات و	سے اُسے کوئی مانے یا نہ مانے
الارض وان لن یطیعه	زمین و آسمان کے کل موجودات
احد من اهل الارض	پر حاکم ہوتا ہے اور اُس کے

وغنيا عن كل من في الملك	پاس خواه ایک سکہ بھی نہو تو
وان لم يكن عنده دينارا	بھی کل مخلوقات سے بے نیاز
كذلك نظهر لك سرا من اسرار	رہتا ہے اس طرح ہم امر کے
الامر ونلقي عليك من جواهر	اسرار تجھ پر ظاہر کرتے ہین اور
الحكمة لتطير بجناحي	حکمت کے جواہر تجھپر کھولتے
الانقطاع في الهواء	ہین تاکہ تو انقطاع کے پرون
الذي كان عن الابصار	سے اُس فضا مین اُڑتا پھرے جو
مستورا۔	آنکھون سے نہان ہے۔

یہ دوسرے باب کی سرخی ہے (الباب المذکور)

وہی ترکیب ہے جو پہلے باب مین نظر سے گذر چکی تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باب پہلے ذکر ہو چکا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ درحقیقت کہنا یہ مذکور ہے کہ اس باب مین حسب ذیل باتین ذکر ہونگی اور اس کے لیئے عنوان یون قائم ہونا چاہیئے۔

(باب یذکر فیہ") اسکے بعد یہ فقرہ قابل ملاحظہ ہے (وان لن یطیعہ احد) کلمۂ "وان" وصلیہ کے بعد "لن یطیعہ" نفی تاکید بلن عربی محاورہ مین پہلی مثال ہے۔ آخرین (لتطیرن) وہی ہے جس کی مثال کئی دفعہ اس کتاب مین گذر چکی۔

لام غرض کے بعد نون تاکید۔

مین اس کو صحیح سمجھنے سے قاصر ہون۔

(۸)

صہ۹ مین کوئی عربی عبارت ایسی نہین ہے۔ فارسی عبارت ہے کہ "احادیث و اخبار مدلّہ بر این مطلب بسیار است" اس مین "مدلّہ" کی لفظ جو عربی ہے دلالت کرنے والے کے معنی مین کی گئی ہے اور بالکل غلط ہے بلکہ "دالّہ" ہونا چاہئے اس سے دس سطرون کے بعد پھر ہے "در آیات متواترہ کہ مدلّ و مشعر بر این مطلب رقیق لطیف است"

(۹)

صہ۱۰ مین ہے۔

فارجعوا الیه لعلکم بمواقع الامر تطلعون۔ اس کو دیکھو تاکہ واقعات امر سے واقف ہو۔

سابق مین ذکر ہو چکا ہے کہ اطلاع کا تعدیہ علی کے ساتھ ہوتا ہے۔ ب کے ساتھ تعدیہ میرزا اقُس کا غلط ہے۔

(۱۰)

صہ۱۱ مین ہے۔

کن اللہ یصدق فی شانہ بانہ سریع الحساب۔

اس لئے اُس کی شان مین سچ ہے کہ وہ حساب لینے مین جلدی کرتا ہے۔

یصدق کے ساتھ "بانہ" کے کوئی معنی نہین "ب" کے لانے کی معلوم نہین کونسی ضرورت پیدا ہوئی ہے۔

(۱۱)

صلا۱۱ مین ہے۔

قل انستبدلون الذی ھو خیر لکم فبئس ما استبدلتم بغیر حق و کنتم قوم سوء اخسرین۔

کہہ کیا تم اُسے بدلتے ہو جو تمھارے لیے بھلا ہے پس بُرا کیا تم نے کہ تم نے بلا صداقت اُسے بدلا اور اُن لوگون مین سے ہوے جو بُرے ہین اور نقصان مین ہین۔

عربی مین جو شے معاوضہ مین حاصل ہوتی ہے اُسے "تستبدلون" کے بعد براہ راست بحیثیت مفعول ذکر کرتے ہین اور جس شے کا معاوضہ ہوتا ہے وہ اسکے بعد (ب) کے ساتھ ذکر ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے۔

اتستبدلون — کیا تم بدلے مین حاصل کرتے
الذی ھو ادنیٰ — ہو اُس شے کو جو بالکل پست
بالذی ھو خیر۔ — ہے اُس شے کے عوض مین جو بہتر ہے
بہا ء اللہ صاحب بھی یہی فرمانا چاہتے ہین جیساکہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔
لیکن اُنہون نے فرمایا یہ ہے کہ اتستبدلون الذی ھو خیر لکم۔ اسکے معنی یہ ہوے کہ "کیا تم بدلے مین حاصل کرتے ہو اُس شے کو جو تمھارے لئے بہتر ہے" اب بعد والے ٹکڑے بیجوڑ ہو جاتے ہین کہ "تم نے کیا برا معاوضہ کیا ہے اور تم گھاٹے مین مبتلا ہونے والے ہو"

(۱۲)

مثلا مین ہے۔
لعلکم بموا قع العلم — تاکہ شاید تم علم کے منبع
تصلون۔ — تک پہونچ سکو۔
یہ "تصلون" متعدی نہین ہے جس کے معنی ایک شے کو دوسری شے سے ملانے کے ہین بلکہ لازم ہے جس کے معنی پہونچنے کے ہین جیساکہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اس صورت مین اس کا تعدیہ

ب کے ساتھ غلط ہے بلکہ (الیٰ مواقع العلم) ہونا چاہیئے۔

(۱۳)

صفحہ۱۴۷ مین ہے۔

"جمیع این آیات مدلّہ بر لقاء را کہ حکمے محکم تر از ان در کتب سماوی ملحوظ نہ گشتہ انکار نمودہ اند"

اس عبارت مین پھر "مدلّہ" کی لفظ آئی ہے جو بالکل غلط ہے

(۱۴)

صفحہ۱۶۶ مین ہے۔

قاتلہم اللہ بما فعلوا	خدا اُنہین ہلاک کرے
من قبل و من بعد کانوا	اُنکے اگلے کامون کی سزا مین اور
یفعلون۔	اُسکی سزا مین جواب کر رہے ہین

من قبل کے بعد "من بعد" کی لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ ماضی کا تذکرہ تھا اور اب حال یا استقبال کا ذکر ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور اُس مین حال کے زمانہ کا پتہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر کانوا کی لفظ بالکل بے جوڑ ہے جو اس حال و استقبال کو زبردستی لیجا کر ماضی مین پھینک دیتی ہے۔

(۱۵)

ص۲۵۶ کتاب آخر تک پہونچ گئی۔ خاتمہ کی سطریں بھی ملاحظہ ہو جائے۔

کذٰلک نزل من قبل	اسی طرح یہ پہلے نازل ہوا اگر
لوا نتم تعقلون۔ المنزول	تم اُن مین سے ہو جو سمجھتے ہین۔
من الباء والهاء والسلام	منزلہ از باوہا۔ سلامتی ہو جیو اُس
علی من سمع نغمة الورقاء	پر جو سدرة المنتہی کی بلبل کا نغمہ سنتا
فی سدرة المنتهیٰ فسبحان ربنا	ہے۔ ستایش ہو ہمارے خدا کی جو
الاعلی۔	سب سے اعلی ہے۔

اس مین المنزول کی لفظ بالکل غلط ہے۔ النازل یا المنزل یا المنزّل ہونا چاہئے۔ باء اور ہاء سے مراد بہاء ہے اور یہ اُنکا خاص طرز ادا ہے۔

(۱۶)

لوح اشراقات مین جس کے اوپر عنوان "عصمت کبری" لکھا ہوا ہے اور وہ مجموعۂ الواح ستہ مین جنکی فہرست سابق مین درج ہو چکی تجلیات و طرازات کے ساتھ مندرج ہے اس مجموعہ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے انّها هی مرکز دائرة الاسماء و مختم ظهورات یہی نقطہ عالم آفرینش مین اسماء آلہی کے دائرہ کا مرکز اور حرف

الحروف فی ملکوت الانشا کے ظہورات کا خاتم ہے۔
یہ ترجمہ وہی ہے جو جماعت بہائی کا شایع کردہ کتاب کے ساتھ موجود ہے معلوم ہوا کہ اس عبارت مین "مختتم" بمعنی خاتم استعمال کیا گیا ہے اور یہ غلط صریح ہے۔

(۱۷)

اسی صفحہ مین ہے۔

تبارک الرحمن الذی	بابرکت ہے وہ مہربان خدا
لا یشار باشارۃ و لا	جس کی طرف اشارہ ممکن نہین اور
یعبر بعبارۃ۔	نہ تعبیر سے اس کو ادا کیا جا سکتا ہے

اس عبارت مین الیہ اور عنہ کی کسر ہے یعنی یون ہونا چاہیے تھا کہ لا یشار الیہ باشارۃ و لا یعبّر عنہ بعبارۃ اور بغیر اسکے کلام ناقص ہے۔

(۱۸)

صہ۱ مین ہے۔

وانصعق من فی	اور بجز چند حروف کے تمام
السموات والارض	آسمان اور زمین والے بیہوش
الا حلۃ احرف الوجہ	ہو گئے۔

یہان "انصعق" کی لفظ غلط ہے "صعق" ہونا چاہیے جیسا کہ سابق مین گذر چکا ہے۔

(۱۹)

ص۱۹ مین ہے۔

ان الذی ما شرب من رحیقنا المختوم الذی فککنا ختمه باسمنا القیوم انه ما فاز بانوار التوحید۔

جس شخص نے ہماری اس مہر لگی ہوی شراب کا پیالہ نہین پیا جس کی مہر ہم نے اپنے قیوم نام سے توڑی ہے تو وہ توحید کے نور سے منور نہین ہوا۔

اس عبارت مین ان الذی کے بعد خبر "انّ" کی ضرورت ہے لیکن اُسکے بجاے یہان پھر "انه" آگیا ہے جو بالکل زیادہ ہے، بس اس کے بعد والا فقرہ ہونا چاہیے تھا جو خبر واقع ہو کلمۂ انّ کی۔

(۲۰)

ص۲۱ مین ہے۔

یا ایها السائل الجلیل نشهد انك تمسکت بالصبر الجمیل فی ایام فیها منع

اے جلیل سائل ہم اس بات کی گواہی دیتے ہین کہ تو ان ایام مین نہایت عمدگی کے

القلم عن الجریان واللسان عن البیان فی ذکرا لعصمۃ لکبریٰ وھی الایۃ العظمی التی سئلتھا عن المظلوم لیکشف لک قناعھا۔

ساتھ صبر کیا جبکہ عصمت کبریٰ اور بڑی نشانی کے بیان مین کہ جس کی بابت تونے اس مظلوم سے سوال کیا تھا قلم کی رفتار بند اور زبان کی ہوی تھی۔ تیرے پونچھنے کا منشا یہ تھا کہ اُس کے رخ پر سے نقاب ہٹادیجائے

اس عبارت مین "سئالتھا عن المظلوم" کا ٹکڑا قابل لحاظ ہے سوال کرتے مین ایک وہ شخص ہوتا ہے جس سے سوال کیا جائے اور اُس سے جواب حاصل کرنا منظور ہوتا ہے۔ دوسرے وہ چیز ہوتی ہے جس کی بابت سوال ہوتا ہے اور جس کا پونچھنا منظور ہوتا ہے۔

فارسی اور ہماری اردو زبان مین اُس بات کی طرف کہ جسکا پونچھنا منظور ہو سوال کی نسبت بذات خود ہوتی ہے اور اُس شخص کی طرف بذریعہ کسی حرف کے مثلاً

فارسی مین یون کہینگے "من معنی این شعررا ازاو پرسیدم" اردو مین کہینگے "ہمنے اس شعر کے معنی اُس سے پونچھے"

لیکن عربی مین ایسا نہین ہے۔ عربی مین فعل "سوال" کی نسبت
اُس شخص کی طرف بلا واسطہ اور اُس بات کی طرف جس کا سوال ہو
بواسطۂ کلمۂ "عن" ہوتی ہے۔ عربی مین اس کو یون کہین گے
"سألتہ عن معنی ھذا الشعر" یعنی "عن" کہ جسکے
معنی فارسی مین "از" اور اردو مین "سے" کے ہین وہ پوچھی
ہوئی چیز (معنی شعر) کے اوپر لایا جائیگا۔
عربی مین اگر اس کو یون کہین کہ سألت عنہ معنی الشعر
تو یہ بالکل غلط ہوگا۔ اسکے معنی یہ ہونگے کہ "مین نے معنی شعر
سے اُسکے بابتہ سوال کیا"
اسی مین غیر عربی دان فارسی اور اردو والون کو اکثر دہوکا
ہوتا ہے حضرت بہاء اللہ بیچارے کی بھی مادری زبان تو فارسی
تھی۔ آپ نے یہان عربی کی عبارت مین یہی سخت غلطی کی ہے
کہ عربی کو فارسی کی صورت سے ترتیب دیدیا ہے۔ کہنا یہ منظور
ہے کہ "تم نے اُس عصمت کبریٰ کے بابتہ اس مظلوم سے سوال
کیا تھا" اس کو عربی مین یون کہنا چاہیے کہ التی سألت المظلوم
عنہا لیکن آپ نے اسکے برعکس یہ کہا ہے کہ سألتہا عن المظلوم
اب معنی یہ ہوے کہ خود اُس عصمت کبریٰ سے تو نے مظلوم

کی بابتہ سوال کیا۔ یہ بہت فاش غلطی ہے جو کسی طرح قابل چشم پوشی نہیں ہے

(۲۱)

صلا۔۲۲ مین ہے

واما العصمة الكبرىٰ	لیکن عصمت کبریٰ فقط اُسکے
لمن كان مقامه مقدساعن	ہی لئے مخصوص ہے جس کا رتبہ
الاوامر والنواهي ومنزها	اوامر و نواہی سے پاک اور خطاؤ
عن الخطاء والنسيان	نسیان سے مبرا ہے۔

اس جگہ لفظ " اما "کے بعد ف کی ضرورت ہے جس کا پتہ نہیں ہے

(۲۲)

صتلا مین ہے۔

اعلموا ان ارادة الله لم تكن	خوب سمجھ لے (کہ) خدا تعالیٰ
محدودة بحدود العباد	کا ارادہ اُن حدون مین محدود
الله لا يمشي على طرقهم	نہین ہے جو بندون نے مقرر
الكل ان يتمسكوا الصراط	کر رکھی ہین۔ وہ اُن کی راہ پر
المستقيم انه لو يحكم على	نہین چلتا (ہان) اور سب پر
اليمين حكما ليسار او على	فرض ہے کہ اُس کی سیدھی راہ
الجنوب حكما الشمال حق	چلین۔ وہ اگر دہنے کو بایان

لا ریب فیہ ۔	اور جنوب کو شمال بتائے (تو) ذرا شک نہین کہ اُسکا یہ تبلانا بالکل ٹھیک ہوگا

اس عبارت مین خاص طور سے یہ بات ہے کہ روابط کا پتہ نہین ہے ۔ اُس مفہوم کے اعتبار سے جو ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے عبارت اس طرح ہونا چاہیے تب وہ مکمل ہو سکتی ۔

اعلم (ان) ان ارادۃ اللّٰہ لم تکن محدودۃ بحدود العباد انہ لا یمشی علی طرقہم (ولکن) علی الکل ان یتمسکوا بصراط المستقیم انہ لو یحکم علی الیمین بحکم الیسار او علی الجنوب بحکم الشمال (فھو) حق لا ریب فیہ ۔

اب عبارت ایسی ہوتی ہے جو ایک معمولی عربی دان کے لائق شان ہے ۔

دونون عبارتون کی مطابقت سے ظاہر ہوگا کہ ہم نے "للکل" کی لفظ کو "علی الکل" سے بدل دیا ہے ۔ وجہ اس کی ظاہر ہے "ل" عربی زبان مین اختیار کو تبلاتا ہے اور یہان کہنا منظور ہے کہ سب پر فرض ہے ۔ اسلئے "علی" کی ضرورت ہے ۔

"اعلم" کے بعد لفظ "ان" کی کمی یہ تو برابر آپکے کلام مین پائی جاتی ہے چنانچہ اسی صفحہ مین پھر ہے (ثم اعلم ما سواہ مخلوق)

(۲۳)

اسی صفحہ مین پھر ہے -

قل الٰہی لک الحمد بما دللتنی الیک

اے میرے اللہ اے میرے خدا ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے سزاوار ہے کیونکہ تونے مجھے اپنی طرف آنیکی راہ دکھلائی

اس عبارت مین " الیک " کے بجائے " علیک " ہونے کی ضرورت ہے بغیر اسکے صحیح نہین ہے -

(۲۴)

صث ۲۵ مین ہے -

کما لک من ربیتہ بایادی عنا یتک وحفظتہ من شرّ طغاۃ خلقک وبغاۃ عبادک وکان ان یمرّ ایاتک امام عرشک

یہی روش اُس شخص نے بھی اختیار کی جیسے تونے اپنی مہربانی کے ہاتھون سے پالا تھا اور اُسے اُس موقع پر اپنی سرکش مخلوق اور باغی بندون کے شر سے محفوظ رکھا جبکہ وہ تیرے عرش کے پاس کھڑا تیری آیتین لکھ رہا تھا

اس عبارت مین آخر کے فقرہ مین (ان) بالکل زیادہ ہے (وکان

یحتار ایاتاث، کافی ہے۔ اس قسم کے بیجا وُ بے محل (ان) حضرت علی محمد باب اور بہاءاللہ کی ابتدائی کتابوں مین بہت تھے۔ بے شک آخری دور مین جبکہ زین المقربین اور بعض عربی دان لوگون نے حلقۂ بہائیت مین رسوخ حاصل کر لیا تھا تو اُنکی توجہ دہانی سے کتاب الاقدس وغیرہ مین سے ایسے بیجا اور بے موقع آن نکالدیئے گئے تھے۔ پھر بھی کہین کہین پر رہ گئے ہین۔

(۲۵)

صـــ۲۷ مین ہے۔

لو یظہر من خزائن	اگر تیرے قلم اعلیٰ کے خزانون
قلماث الاعلیٰ ما انزلتہ فی	مین سے وہ چیز ظاہر ہو جائے جو تو
ذکر هذا الذکر الاعظم	نے اس بڑے ذکر اور بڑی خبر کے
و نبأك العظیم لینصعق اهل	متعلق نازل فرمائی ہے تو کچھ شک
مدائن العلم۔	نہین کہ علم و عرفان کے شہر کے باشندے
	بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑین۔

اس مین "ینصعق" کی لفظ غلط ہے۔ یصعق ہونا چاہیئے۔

(۲۶)

صـــ۲۹ مین ہے۔

اشکر اللہ بھذا الفضل الاعظم والکرم الذی احاط العالم۔
خدا کا شکر ادا کرا اس بڑے فضل و کرم سے جو تمام عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

یہاں احاط کا تعدیہ بنفسہ کیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے بلکہ (احاط بالعالم) ہونا چاہیے۔

(۲۷)

صـــــ مین ہے۔

یا ایھا المتوجہ الی انوار الوجہ قد احاطت الاوھام سکان الارض۔
اے خدا تعالی کے رخ روشن کے انوار کی طرف متوجہ ہونیوالے دنیا کے لوگونکو وہمون نے گھیر رکھا ہے۔

یہان بہی احاطت کے ساتھ (ب) کی ضرورت ہے یعنی بسکان الارض ہوتا تب صحیح ہوسکتا تھا۔

(۲۸)

اسی صفحہ مین ہے۔

ھل اتت الساعة بل قضت و مظھر البینات
وہ پوچھتے ہین کہ کیا وہ گھڑی آگئی؟ سو تو کہدے کہ قسم ہے اسکی جو کھلی دلیلونکا ظاہر کرنیوالا ہے کہ ہان وہ گذر بھی گئی۔

اس عبارت مین (قفضت) کی لفظ غلط ہے بلکہ گذرنیکے معنی مین (قضیت ہونا چاہیے یا (انقضت)۔

(۲۹)

صہ ۳۱ مین ہے۔

وانصعق الطور یون فی تیه الوقوف۔	طور کے باشندے بیہوش ہوکر حیرت کے جنگل مین گر پڑے۔

یہان وہ ہی انصعق کی لفظ ہے جو کئی مرتبہ لکھا جاچکا کہ غلط ہے۔

(۳۰)

صہ ۳۲ مین ہے۔

نسأله ان یوفق من حولی علی عمل ما امروا به من قلمی الاعلی۔	ہم اُس سے یہ التجا کرتے ہین کہ جو لوگ میرے گرد جمع ہوگئے ہین اُنھین اُن اعمال کے بجا لانیکی توفیق دے جنکی بجا آوری کا اُنہین قلم اعلی سے حکم دیا ہے۔

اس عبارت مین "علی عمل ما امروا به" بالکل عربی کے دائرہ سے خارج ہے۔ یون ہونا چاہیے کہ (علی العمل بما امروا به)۔

(۳۱)

"کلمات فردوسیہ" مین جو اسی مجموعہ الواح مین مندرج ہے
ص ۴۹-۵۰ پر ہے۔

انا نفخنا الصور و هو قلمی الاعلی و انصعق منه العباد	ہمنے صور پھونکا اور وہ صور ہمارا قلم اعلی ہے اس صور کی آواز سے سب بندے بیہوش ہو گئے۔

کئی دفعہ لکھا جا چکا کہ انصعق غلط ہے۔

(۳۲)

لوح "بشارات" مین جو اسی مجموعہ کی آخری لوح ہے ص۵۰ پر
تحریر ہے۔

اے رب تری جوهر الخطاء اقبل الی بحر عطائک والضعیف ملکوت اقتدارک والفقیر شمس غنائک ای رب لا تخیبه بجودک وکرمک ولا تمنعه عن فیوضات ایامک۔	اے میرے پروردگار تو دیکھتا ہے کہ ایک گنہگار تیری عطا کے سمندر کی طرف ایک کمزور تیری قدرت کے ملک کی طرف اور ایک محتاج تیری توانگری کے سورج کی طرف آیا ہے۔ سو تو اُسے اپنے جود و کرم سے ناامید اور اپنے خاص دنون کے فیض سے محروم نہ کر۔

اس عبارت کا پہلا حصہ بالکل ناکمل ہے۔

(جوہر الخطأ اقبل الی بحر عطا تک) کے اوپر عطف کے ساتھ اگر فعل کی تکرار نہ کی جائے تب بھی بعد والے فقرات مین الی کی تکرار ضروری ہے یعنی یہ کہا جائے کہ والضعیف الی ملکوت اقتدارک و الفقیر الی شمس غنائک۔ بغیر اسکے معنی پیدا نہین ہوتے۔

آخر مین (فیوضات) کی لفظ عربیت سے بہت دور ہے اور بالکل عربی طرز تحریر سے اجنبیت کا پتہ دیتی ہے۔

میرے خیال مین نمونہ کے لئے اتنا بہت ہے۔ ورنہ ابھی وہ لوحین بھی میرے سامنے ہین جو ادارہٗ کوکب ہند نے شایع کی ہین اور وہ مناجاتین بھی ہین جو رسالہ "کوکب ہند" مین ماہ بماہ شایع ہوتی رہی ہین۔ یہ سب بالکل اسی حیثیت کی ہین اور اس لیے اب اُنکے اوپر نظر ڈالنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اس مین کوئی شبہہ نہین کہ حضرت علی محمد باب کے یہان جس قسم کے بے معنی کلمات کی بھرمار ہے جیسے قل انا جعلناک عزانا عزیزا للعازین قل انا جعلناک حبا ناحبیا للحا ببلین وغیرہ وغیرہ وہ حضرت بہاء اللہ کے یہان نہین پائے جاتے ہین لیکن اس سے استعداد علمی کا فرق ظاہر نہین ہوتا۔

حقیقۃ میرزا علی محمد باب کے یہان اُس قسم کے کلمات استعداد

علمی کی کمی زیادتی سے متعلق نہین ہین ایسا نہین ہے کہ وہ ان الفاظ کو
لغت کے اعتبار سے اُنکی کوئی اصل سمجھ کر رکھتے ہون بلکہ یہ ایسے الفاظ
ہین کہ ہر کم سے کم درجہ کا عربی دان جانتا ہے کہ انکی کوئی اصلیت نہین ہے
یہ اُنکی قوت عاقلہ کا ایک کرشمہ تھا کہ وہ سمجھنے تھے اس قسم کے
عجیب وغریب بے اصل ونسل الفاظ کے استعمال سے عوام پر میرے
تبحر علمی کا سکہ قائم ہوگا اور مجھے اس دعوی کرنے کا حق ہوگا کہ پیغمبر اسلام
نے صرف اتنا کہا تھا کہ میری کتاب کے ایک سورہ کا کوئی جواب نہین لاسکتا
اور مین کہتا ہون کہ میری کتاب کے ایک حرف کا کوئی جواب نہین بنا سکتا

حضرت بہاء اللہ عقل کے اعتبار سے اتنے سادہ لوح نہ تھے۔ وہ
سمجھتے تھے کہ اس قسم کے بے اصل الفاظ وقار بڑھانے کے بجائے
مضحکہ خیزی کے باعث ہوتے ہین۔ اس لیئے اُنہون نے اس قسم کے
الفاظ ومشتقات کی بھرمار نہین کی بلکہ وہ حتی الامکان یہ چاہتے
تھے کہ وہ عام عربی عبارت مین قواعد کے مطابق کلام کرین۔ انکے
یہان جو اس قسم کی غلطیان پائی جاتی ہین وہ صرف استعداد علمی کی کمی
کا نتیجہ ہین اور کچھ نہین۔

اس مقام پر ہمارا دل چاہتا ہے کہ اپنے ملکی مسیح موعود قادیان
کے پیغمبر میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عربی عبارت کا نمونہ بھی

درج کرین جس سے ظاہر ہو کہ جماعت بہائیہ کے مظہر اعظم جمال قدم حضرت بہاء اللہ کی عبارت اغلاط سے پاک ہونے کے لحاظ سے اتنی بھی نہین ہے کہ جتنی بیچارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عبارت تھی اگرچہ وہ بھی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ایسی نہین ہے کہ اُسے کسی عربی کے فارغ التحصیل اور ادب مین دستگاہ کامل رکھنے والے شخص کی عبارت کہا جا سکے لیکن پھر بھی اتنی کثرت سے اغلاط سے پُر بھی نہین ہے کہ جتنی مرزا حسین علی بہاء صاحب ازندرانی کی عبارت۔

ملاحظہ ہو کتاب حمامۃ البشری مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی صـ مین ہے۔

فایدنی ربی بآیات	مجھے خدا نے تقویت پہونچائی نشانیون
وانار امری ببرکات	کے ساتھ اور روشن کیا میرے امر کو
واتم حجتی علی الطالبین	برکتون کے ساتھ اور تمام کیا میری
ولکنھم ما خلوا سبیلی	حجت کو طلبگارون کے اوپر لیکن اُنھون
وما کانوا منتھین وجحدوا	نے میرا راستہ نہین چھوڑا اور باز نہین
وقد تبین الرشد	آئے۔ اور اُنھون نے جان بوجھ کر
من الغی وحصحص	انکار کیا حالانکہ راہ راست اور
الحق فاعجبنی انکارھم	گمراہی مین امتیاز ہو گیا اور حق ظاہر

وقساوة قلوبهم
انهم رأوا علامات
صدقي وما رجعوا الى الحق
وما كانوا راجعين يا حسرة
عليهم انهم لا يفهمون
حقيقة الواقعات ولا
يقبلون الآيات بل يختلقون
عند رويتها ويتعامون
مع وجود الابصار ويفترون
على اشياء ويريدون
ان يطفئوا نور الاسلام
وصاروا ظهيرا للكافرين
وكان الحق واضحا صريحا
مشرقا كالشمس ولكن
اخذتهم العزة والحسد
والبخل فطبع الله على
قلوبهم وجعل على ابصارهم

ہو چکا پس مجھے تعجب میں ڈالا
انکے انکار نے اور سخت دلی نے ان
لوگوں نے میری سچائی کی نشانیاں
دیکھیں اور پھر بھی حق کی طرف واپس
ہوئے اور نہ کبھی واپس ہونگے افسوس
ہے ان کے اوپر یہ لوگ نہیں سمجھتے واقعات
کی حقیقت کو اور نہیں قبول کرتے
نشانیوں کو بلکہ انکے دیکھنے کیوقت
بہانے نکالتے ہیں اور باوجود آنکھیں
رکھنے کے اندھے بنتے ہیں اور میرے
اوپر تہمت لگاتے ہیں بہت سی باتوں کی
اور چاہتے ہیں کہ اسلام کی روشنی کو
بجھادیں اور یہ لوگ کافروں کے پشت
پناہ ہو گئے ہیں اور حق ظاہر کھلا ہوا
چمک رہا تھا مثل آفتاب کے لیکن انکے
اوپر غالب آگیا رشک حسد اور بخل
پس خدا نے انکے دلوں پر مہر لگادی

غشاوة فما استطاعوا ان
يروا الحقيقة كالمبصرين
انهم شابهوا اليهود
ونزلوا منازلهم
متواردا الاعمال والافعال
والنيات والخواطر
وتم هذا التوارد كما
يقع الحافر على الحافر
وما انتهوا بل يزيدون
في كل حين والذين
من الله عليهم بالهداية
واراهم نهج الصدق
والصواب فاولئك
الذين ينظرون الى
بحسن الظن ويفكرون
في امري بنور الطلب
فينيرهم نورهم بحقايق

اور انکی آنکھوں پر پردے ڈالدیے
پس انکے بس مین نہین رہا یہ کہ وہ
حقیقت کو اُس طرح دیکھین جیسے
آنکھوں والے دیکھتے ہین ۔ یہ لوگ
مشابہ ہوے یہودیون کے اور اُنکے
قائم مقام ہوے طرز عمل اور مقاصد
اور خیالات کے اعتبار سے اور یہ
اس طرح اُنکی پیروی کرتے ہین جیسے
ایک سُم گھوڑے کا دوسرے سم پر
پڑے اور پھر بھی باز نہین آتے بلکہ
ہر وقت اضافہ ہی کرتے رہتے ہین
اور وہ لوگ جن کے اوپر خدا نے
احسان کیا ہے ہدایت کے ساتھ اور
دکھلایا ہے اُنہین راستہ سچائی کا
یہ وہ لوگ ہین جو میری طرف دیکھتے
ہین حسن ظن کے ساتھ اور میری باتون
مین غور کرتے ہین طلب صادق کی

صدقی ویقبلون ما اقول
لهم ولا یشابهون تلك
السفهاء الجهلاء و
یسلکون مسلك الاتقیاء
ویتبعون سبل السعداء
ویاخذون ادب
الصلحاء وقد انزل الله
علیهم سکینة من عنده
وجعلهم من المستیقنین
یتقون الله ویخافون
مقامه ولیسوا کالذی
یذر الاخرة ویلغیها
ویحب العاجلة و
یبتغیها ویظلم الفئة
الصالحة ویؤذیها
ویسعی فی الارض
لیفسد فیها ویضل اهلها

روشنی کے ساتھ پس وہ روشنی انکو
میری سچائی کی حقیقتون کا پتہ دیتی
ہے اور وہ میری باتون کو قبول
کرتے ہین اور اُن بیوقوف
جاہلون کے مانند طرز عمل اختیار
نہین کرتے اور چلتے ہین راستہ پر
پرہیزگار لوگون کے اور اختیار
کرتے ہین راہ خوش قسمت
لوگون کی اور عمل کرتے ہین اخلاق
پر نیکوکارون کے اور خدا نے
نازل کیا ہے انکے اوپر اطمینان
اپنی طرف سے اور قرار دیا ہے انکو
یقین کرنے والون مین سے۔ وہ
خدا کا خوف رکھتے ہین اور اُسکے
سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے
ہین اور اس شخص کی طرح نہین
ہین جو آخرت کو چھوڑ دے اور

ویکفر قوما مومنین۔ نظرانداز کردے اور اچھے لوگون پر ظلم کرے اور اُنھین اذیت پہونچائے اور روے زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش کرے اور لوگون کو گمراہ کرے اور ایمان لانے والون کو کافر کا خطاب دیتا ہو۔

بے شک کہین کہین پر مرزا صاحب کے کلام مین بھی غلطیان ہین لیکن وہ اتنی کثرت سے اور اُتنی فاش نہین ہین جیسی مرزا بہاء اللہ کی غلطیان ہین۔

حضرت بہاء اللہ ان عربی عبارتون کو بالکل ایرانی جاہل مریدون مین پیش کرتے تھے اور یہ دعوے ہوتے تھے کہ یہ کلام انسانی طاقت سے بالاتر ہے اور ارشاد ہوتا تھا کہ۔

کلام اللہ و لو انحصر بکلمۃ لا تعادلھا کتب العالمین۔ کلام الٰہی اگرچہ صرف ایک ہی کلمہ ہو تمام عالم کی کتابین اس کی برابری نہین کرسکتین۔

(لوح حضرت بہاء اللہ مندرجہ کوکب ہند۔ ستمبر ۱۹۲۹ء)

اسی لوح مین آپ نے اپنی ظرافت اور مزاح کو بھی اپنے خدا کی

طرف منسوب کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ھذا لوح امتزج	یہ لوح ہے جس مین خدا کا نمک
بملح الله اذا ذقت قم	ملا ہوا ہے جب تو اسے چکھ لے
وقل لک الحمد یا اله	اٹھ کھڑا ہو اور یون گویا ہو کہ اے
العالمین لو تحزح فی	تمام جہانون کے معبود سب تعریف
السجن لا تعجب لان	تیرے لیے سزاوار ہے۔ اگر ہم قید خانے
الاحزان ما اخذ تنا	مین بیٹھ کر تفریح آمیز گفتگو کر رہے
فی سبیل ربک ونحن	ہین تو تو متعجب نہ ہو کیونکہ تیرے
فی سرور بدایع۔	پروردگار کی راہ مین غم ہمین نہین
	دبا سکے اور ہم عجیب نرالی مسرت مین ہین

ایرانی اور ترک سادہ لوح عوام ان الواح کو سر آنکھون پر رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بے شک ان عبارتون کا فصاحت و بلاغت مین مثل نہین ہے۔

لیکن عرب اہل زبان جو ان عبارتون کی حقیقت سے واقف تھے وہ انہین پرکاہ کی اتنی وقعت بھی نہین دیتے تھے چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ کو زندگی مین اور بعد وفات اب تک ممالک عرب مین کبھی کامیابی حاصل نہین ہو سکی۔ خود فلسطین مین جہان

آپ کا قیام تھا۔ خاص وہان کے لوگون مین بہائیت نے ذرا سی بھی ترقی نہین کی بلکہ آپ کی عمر گذر گئی ستی امام جمعہ کے پیچھے مسجد مین جاکر نماز پڑھتے ہوئے تاکہ آپ کے اسلام کا ثبوت ملے۔

مصر مین آپ نے خود تبلیغ سے منع کیا۔ عراق مین بھی آج تک آپ کے مریدون کی تعداد قابل ذکر حیثیت نہین رکھتی۔

یہ وہ امور ہین جنکی تفصیل "نفوذ و اقتدار" کے ذیل مین دلائل نبوت کے تذکرہ مین آئیگی۔

آپ نے عربی مین شاعری بھی فرمائی ہے لیکن اُس کا کیا کہنا۔ بس دل وجد کرتا ہے اور طبیعت حال مین آتی ہے۔

اُس مین خاص صنعت ناموزون ہونے کی ہے جو الفاظ کی دوسری صوری و معنوی حیثیتون کے اوپر اضافہ ہے۔

اس سلسلہ مین آپ کا ایک معرکۃ الآراء قصیدہ ہمارے پیش نظر ہے جو آپ نے اپنے خیال مین تائیۂ ابن فارض کے جواب مین کہا ہے۔

عمر بن فارض مصر کا مشہور شاعر ہے جس نے عربی زبان کی نظم مین تصوف کی داغ بیل ڈالی ہے۔ فصحائے عرب اُس کے اشعار پر سر دھنتے ہین اور اُسکے کمال عربی کے معترف ہین۔

ابن فارض نے ت کے قافیہ مین دو قصیدہ کہے ہین "ایک تائیۂ کبریٰ" ہے

جو کئی سو شعرون کا ہے۔ مطلع اُس کا یہ ہے۔

سقتنی حمیا الحب راحۃ مقلتی — وکاسی محیا من عن الحسن جلت

دوسرا تائیہ صغری ہے اس کے ابتدائی اشعار یہ ہین۔

نعم بالصبا قلبی صبا لاحبتی — فیا حبذا ذاک الشذا حین ھبت

والبدنی عن اربعی بعد اربع — شبابی وعقلی وارتیاحی وصحتی

فلی بعد اوطانی سکون الی الفلا — وبالوحش انسی اذ من الانس وحشتی

وزھدنی فی وصلی الغوانی اذ بدا — تبلج صبح الشیب فی جنح لمتی

حضرت بہاء اللہ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ وہ اسکے جواب مین قصیدہ نظم فرمائین چنانچہ اُنھون نے ایک قصیدہ نظم کر ڈالا جس کے ابتدائی اشعار یہ ہین۔

اجذبتنی بوارق انوار طلعۃ — بظھورھا کل الشموس تخفت

کان بدو ق الشمس من نور وجہھا — ظھرت فی العالمین وغربت

کل الادوہ من رشح امری تالفت — وکل البحور من طفح حکمی تبت

ارض الروح بالامر قد مشی — وعرش الطور قد کان موضع وطئتی

عربی دان حضرات تو ان عربی اشعار کو خود دیکھکر لطف اُٹھائین گے لیکن اردو دان اشخاص کے لیے اشعار کے معنی و مطلب سمجھنے کے ساتھ اُنکے وزن کا اندازہ کرانے کے لئے ہم اشعار کا ترجمہ کرتے ہین اس طرح

کہ ہر ٹکڑا اردو کا اُسی وزن کے مطابق ہو جس مین عربی کا فقرہ ہے۔ اس طرح اردو دان حضرات پورے طور پر اس کلام مبارک سے مستفید ہو سکین گے اور اُنہین معلوم ہو گا کہ یہ کیا چیز ہے۔

چونکہ یہ اردو بھی ایسی ہو گی کہ اکثر حضرات کو اس خیال سے کہ یہ شعر ہے اُسکے پڑہنے مین تردد ہو گا کہ یہ کیونکر پڑھا جائے اسلیئے ہم اُس وزن کو سمجھانے کے لیے جو عربی کی مطابقت سے ضروری سمجھا گیا ہے کچھ اعرابی علامتین پڑھنے کے لیے مقرر کیے دیتے ہین۔ خنجری زیر (ا) جہان پر ہو وہان حرف کو کھینچ کر پڑہا جائے اور جہان معمولی کسرہ (ِ) ہو وہان جلدی سے پڑہیئے تب وہی وزن ہو گا جو حضرت بہاء اللہ نے عربی مین قرار دیا ہے۔

اب ملاحظہ ہو

تجلیون نے جمال کی مجھکو جلا دیا	کہ سب فتاب اُنکے ظہور سے چھپ گئے
یہ سمجھو کہ اُسکے رخ سے سورج کی روشنی	ہوئی ظاہر دہر مین کہ فریب دے
جتنے خدا ہین فرمان سے میرے خدا بنے	ہین رب جتنے وہ مرے حکم کے فیض سے پلے
میرے حکم سے چلتا ہے ملکِ روح	تھے میرے پاؤن جو عرش طور پہ بھی پڑے

چونکہ اسکے پہلے عربی دانی کے اعتبار سے مین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مرزا حسین علی بہاء پر ترجیح دے چکا ہون اسلیے اب یہ کہنا ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ اس صنعت یعنی ناموزون نظم کرنے مین مرزا صاحب نے بھی اپنا کمال اُسی طرح دکھلایا ہے جس طرح مرزا بہاء اللہ نے۔

چنانچہ آپ کا رائیہ قصیدہ جو حمامۃ البشری کے آخر مین درج ہے اُس مین یہ صنعت اچھی خاصی موجود ہے ۔ اس قصیدہ کا مطلع یہ ہے

دموعی تفیض بذکر فتن انظر　　　وانی ارٰی فتنا کقطر بمطر

اس مین نہ پہلا مصرع درست ہے ۔ نہ دوسرا اس لیئے اس سے تو یہ پتہ ہی نہ چلتا کہ وہ کس بحر مین ہے۔

لیکن خیر دوسرا شعر یہ ہے۔

تھب ریاح عاصفات مبیدۃ　　　وقل صلاح الناس والغی یکثر

اس سے پتہ چلا کہ وہ بحر طویل ضرب ثانی مین ہے۔

اب ملاحظہ ہون حسب ذیل اشعار۔

علی اجدر الاسلام نزحوادث لت　　　وذالک بسیئات تذاع و تنتشر

وفی کل طرف نار فتن تأججت　　　وفی کل ذنب قلنزاعی لتفقر

ومن کل جھۃ کل ذئب ونمرۃ　　　یعیث بوثب العقار یتابر

وللّٰہ مین اطلال دار اھا کالاھف　　　ودمعی بذکر قصورھا تیحدر

اسی طرح آخر قصیدہ تک برابر ایسے مصرع آتے رہتے ہین جو یا گھٹے ہوئے ہین یا بڑھے ہوئے ۔ وزن کے مطابق نہین ہین لیکن پھر بھی اس کلام مین

اور حضرت بہاء اللہ کے کلام مین بہت بڑا تفرقہ ہے۔ انکے کلام مین عدم موزونیت ہے لیکن اُس شد و مد کے ساتھ اور اتنی نمایان اور ظاہر نہین ہے جتنی بہاء اللہ کے بیان۔

تصوّف و عرفان

اب رہ گئے عرفانی و تصوفی مضامین جو حضرت بہاء اللہ کے کلام مین پائے جاتے ہین وہ اتنے سطحی اور بے مغز ہوتے ہین کہ انہین کوئی وقعت نہین دیجا سکتی اور دوسرے بابی اصحاب کے یہان اُس سے زیادہ درجہ پر فلسفیانہ صورت موجود ہین۔

موصوف کا ابتدائی صوفیانہ مذاق جو اُنکے الواح مین پایا جاتا تھا یہ تھا " از باغ الٰہی با سدرۂ ناری آن تازہ غلام آمد

ہای ہای ہذا جذب اللّٰہی ہذا خلع یزدانی ہذا قمص ربانی الخ

" ما عاشقان روی تو ما طالبان خوی تو ما عاکفان کوی تو میخام رضای تو میخام بلای تو جان ما فدای تو ہی ہی از خدا طلب ہی ہی از بہا طلب الخ۔

اُن مضامین مین سے جو صوفیانہ حیثیت رکھتے ہین اکثر سربسر سابق زمانہ کے صوفیہ کے کلمات سے ماخوذ ہین۔

اُنکی کتاب "ہفت وادی" جو "چہار وادی" کے ملنے سے "یازدہ وادی" بنجاتی ہے آپ نے شیخ عبد الرحیم کوکوتی کے لیے لکھی تھی اسکے متعلق مصنف کشف الحیل کا بیان ہے کہ وہ بعینہٖ ہفت وادی مصنفہ شیخ فرید الدین عطار ہے جو بس نظم سے نثر کی طرف منتقل کر لی گئی ہے اور بعض کلمات دوسرے عرفاء کے اُسکے ساتھ مخلوط کر دیے گئے ہین۔

بے شک اس کے آخر صفحہ مین جو مرزا بہاء اللہ صاحب نے خود طبع آزمائی فرمائی ہے اُس کو ذرا ملاحظہ کیجیے اور حضرت کے جودت طبع کی داد دیجیے۔

فارسی زبان مین چڑیا کا نام "گنجشگ" ہے اس "گنجشگ" مین آپ کو حقائق و معارف کا دریا موجزن نظر آنے لگا۔ فرماتے ہین

آنچہ از بدایع فکر در معنی	جو اچھوتی فکر کی باتین اس
طیر معروف کہ بفارسی او را	طائر مشہور "گنجشک" کے
گنجشک مینامند ذکر فرمودند	معانی مین ذکر کی گئی ہین مجھ کو
معلوم و محقق شد گو یا بر اسرار	معلوم ہوئین۔ معلوم ہوتا ہے
معانی واقف شدہ اند و لیکن	کہ آپ معانی کے رموز و اسرار سے
ہر حرفی را در عالمی باقتضاے	مطلع ہو گئے لیکن ہر حرف کیلئے کسی ایک عالم

آن مقصودی مقرر است پلے سالکین از ہر اسمی رمزی واز ہر حرفی ستری وادراک مینمایند واین حروفات در مقامی اشارہ بتقدیس است ۔	اُس کے تقاضے سے ایک مقصود ہوتا ہے اور ارباب معرفت ہر نام سے ایک اشارہ اور ہر حرف سے ایک رمز کا احساس کرتے ہین اور یہ جتنے حرف ہین ایک طرح اشارہ ہین تسبیح وتقدیس کی طرف ۔

اب ملاحظہ ہو شرح جو فرمائی گئی ہے ۔

(ك) كف نفسك عما يشتهيه هواك ثم اقبل الى مولاك

"روک اپنے نفس کو اُس چیز سے جس کا تقاضا کرے تیری خواہش نفس پھر متوجہ ہو اپنے خدا کی طرف"

(ن) نزه نفسك عما سواه لتفدى بروحك فى هواه ۔

"جدا کر اپنے نفس کو اُسکے غیر سے تاکہ فدا کرے اپنی جان کو اسکی محبت مین"

(ج) جانب جناب الحق ان يبقى فيك من صفات الخلق

"پرہیز کرو خدا کی بارگاہ مین اس بات سے کہ باقی رہین تجھ مین مخلوق کی صفتین"

(ش) اشكر ربك فى ارضه ليشكرك فى سمائه وان كانت السماء فى عالم الاحدية نفس ارضه ۔

"شکر ادا کر اپنے پروردگار کا اُسکی زمین پر تاکہ وہ شکر ادا کرے تیرا اپنے آسمان مین اگرچہ آسمان احدیت کے عالم مین عین اُس کی زمین ہے"

(ش) کشف عنک الحجبات المحدودة لتعرف ما لا عرفته من المقامات القدسیة وانک لو تسمع نغمات ھذا الطیر الفانیة لتطلب من الکؤس الباقیة الّتی ائمة و نترک الکرب الفانیة الزائلة والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

"دور کرو اپنے سے محدود حجابون کو تاکہ پہچانو اُس شے کو جو تم نے نہین پہچانی ہے مقدس مقامات مین سے اور تم کاش سنو نغمون کو اس فنا ہونے والے طائر کے تاکہ طلب کرو حیات دوام کے ساغرون مین سے اور چھوڑو فنا ہونے والے جامون کو اور سلام اُس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے"

ناظرین غور فرمائین کہ "گنجشگ" فارسی لفظ جس مین کاف عربی نہین بلکہ گاف فارسی ہے اُس مین کس طرح حضرت بہاءاللہ کی نظر اعجاز آفرین نے گاف کو کاف سے بدلکر عربی عبارتون کا سراغ لگایا اور ہر حرف مین اُنہین معلومات کی دنیا نظر آئی۔"

ہماری اردو زبان بھی فارسی ہی کی دختر نیک اختر ہے، اس مین "کنجشک" کو "چڑیا" کہتے ہین۔ اس کے چ اور ڑ کو بھی عالم عربیت مین ج اور ر سے تبدیل ہونے کا حق حاصل ہے اور اس چھ حرفی لفظ مین جو کائنات کے عناصر اربعہ کا مجموعہ اور قوائم اربعہ عرش کے ہمعدد اور اجناس انواع اضافیہ کے ہم مرتبہ اور عوالم مجردات کی ہمقطار اور کتب منزلۂ سماویہ کے موافق شمار ہے حقائق کے جوہر اور معارف کے اسرار اُسی طرح لبریز ہین جیسے فارسی کی کنجشک مین تھے اور اس مین ہر حرف عالم صفا و تجرد مین اشارہ ہے تنزیہ کی طرف حضرت حق کے شئون اہل باطل اہوا و اصحاب غوایت و ضلالت سے ہر زبان مین لغات اہل مشرق سے خواہ عربی ہو یا فارسی یا اردو۔ ملاحظہ ہو (ج) جانب اھل البھام فانھم اصحاب الاھواء لتنفصل عن دار الفناء متصلا بعالم البقاء۔

"چرا گوشہ ہید با صحاب ہوا، کہ نیستند مگر اہل اہواء تا جدا شوی از دار فنا و متصل شوی بعالم بقاء۔"

"چھڑا اپنے تئین پنجہ سے اہل ہوا کے جو ہین اغراض کے بندے اور خواہشون کے پتلے۔ اس لیے کہ چھوٹو دنیا کے بکھیڑے سے اور پہونچو گھر مین ہمیشہ رہنے کے۔"

(۳) ۳) روّض نفسك على التقوى واتباع الهدى ولا تركن
الى العصبية الحمقى والتقليد الاعمى والا فلتندمن
اذا ما تحشر اعمى فتقول رب لم حشرتني اعمى و
قد كنت بصيرا قال كذلك اتتك ا ياتنا فنسيتها وكذلك
اليوم تنسى۔

"در یاضت کن نفس خود را بیم رب العزت، و پیمودن راہ ہدایت،
و مائل نشو بتعصب اہل جہالت، و تقلید کورانۂ اہل ضلالت، وگرنہ
پشیمان شوی ہرگاہ آوردہ شوی کور در قیامت، پس بگوئی چرا
محشور شدم کور حالانکہ بودم با بصارت، پس گفتہ شود ہمین طور آمد
بتو آیات من و تغافل کردی از آن پس ہمین طور جزا دادہ شوی
امروز بفراموشی و غفلت"

" اڑ یگا ہٹ دھرمی پر تو پچتائیگا۔ جب لایا جائیگا قیامت میں
اندھا۔ کہیگا کیون مجھے لایا گیا اندھا حالانکہ مین آنکھون والا تھا۔ کہا
جائیگا یونہی آئین تیرے پاس میری نشانیان اور تو نے بھلادے مین ڈالا
یونہی آج تو بھلادے مین ڈالا جائیگا اور پڑے گا۔ پس عادت ڈال اپنے
نفس کو تقوے کی اور سچی بات کو سنکر مان لینے کی
نہ پچتائیگا اس صورت مین اور نہ گھبرائیگا۔ بلکہ خوش ہوگا اور اترائیگا"

(۷) یا ایھا الذین آمنوا لاتکونوا کالیھود قالوا عزیر ابن اللہ ولا کالنصاریٰ قالوا المسیح ابن اللہ ولکن کونوا مسلمین یقولون محمد عبد اللہ وھو خاتم النبیین لا نبیّ بعدہ باموللہ

"یہودی مشو کہ گفتند عزیر است پسر خدا و نصرانی مشو کہ گفتند عیسیٰ است پسر خدا و بے باش از مسلمین کہ می گویند محمد است بندۂ خدا و خاتم النبیین است کہ نیست بعد از او ہیچ نبی بحکم خدا"

"یہودیوں کی طرح نہ بنو کہ کہدیا عزیر بیٹے خدا کے ہیں اور عیسائیوں کی طرح نہ بنو کہ کہدیا عیسیٰ بیٹے خدا کے ہیں لیکن مسلمان بنو کہ وہ کہتے ہیں محمدؐ بندہ خدا کے ہیں اور خاتم النبیین ہیں کہ اُن کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں خدا کے حکم سے۔

(۸) اسفا علی العباد الذین لا یھتدون سبل الرشاد ولا یخافون من یوم المعاد وان ربک لبالمرصاد"

"افسوس برانہا کہ نمی روند بر راہ ہدایت و نمی ترسند از روز قیامت با انکہ خدا است برائے آنہا در کمین قضا و مشیئت"

"افسوس ان لوگوں پر جو نہیں چلتے ہدایت کی راہ میں اور قیامت سے نہیں ڈرتے کسی گناہ میں حالانکہ خدا ہے اُن کے واسطے کمینگاہ میں"

یہ ہے تفسیر لفظ "چڑیا" جو قلم اعلی کی صریر سے نازل ہوئی ہے زمین قرطاس پر تاکہ ہدایت کرے اہل ایقان کی۔

معاف فرمائینگے ارباب نظر۔ قلم کبھی تفریح کا طالب ہوتا ہے حضرت بہاء اللہ باوجود شان خدائی و جبروت بہاء اللہی، قلم اعلی کی صریر میں نمک مزاح کی آمیزش سے "ملح اللہ" کی چاشنی شریک فرماتے تھے تو ہمارا بھی قلم لذت اندوز ملاحت ہوکر اگر نمک افشانی پر مائل ہوجائے اور "خوان تکلم" کو "ذائقہ نواز" بنادے تو کوئی تعجب نہین ہے۔

یہ حضرت بہاء اللہ کی تصوف طرازی اور عرفان تراشی ہے جس کا [illegible] آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

یہ درحقیقت وہ اصلی رنگ ہے جس کی بنیاد شیخ احمد احسائی کے شاگردون مین پڑی اور شیخی جماعت کے تمام افراد مین کم وبیش سرایت کرگئی اور حضرت علی محمد باب بھی اسی سے بہرہ اندوز ہوئے اور اُن کے تمام اصحاب و اتباع بھی اسی نقش قدم کے سالک ہوے۔

حضرت بہاء اللہ کو اس قسم کے معلومات صرف سنی سنائی حیثیت سے اور بہت معمولی درجہ مین پہونچے ہین۔ دوسرے بابی اور شیخی حضرات کے کلام مین یہ اس سے زیادہ مکمل طور پر پائے جاتے ہین۔

چنانچہ حاجی مرزا جانی کاشانی مصنف نقطۃ الکاف جو بقول علامہ ابو الفضل اہل علم و ارباب فضل مین سے نہین تھے بلکہ ایک تجارت پیشہ آدمی تھے لیکن شیخی مذہب مین پرورش پلنے اور بابی مذہب کے لوگون کے ساتھ برابر رہنے کا اثر تھا کہ اُنکے یہان یہ رنگ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو حاجی میرزا جانی ایک حدیث کی شرح مین جو "حدیث کمیل" کے نام سے امیر المومنینؑ کی منسوب ہے اور جس مین حضرت کا یہ قول مذکور ہے کہ "الحقیقۃ کشف سبحات الجلال من غیر اشارۃ" "حقیقت جلال الٰہی کے پردون کو ہٹانا ہے بغیر اس کے کہ اُس کی طرف (جسمانی چیزون کے اوصاف کے ساتھ) اشارہ کیا جائے"

تحریر کرتے ہین (نقطۃ الکاف صـ۴)۔

مقام حقیقت مقام نقطہ است	مقام حقیقت نقطہ کا مقام
و از برائے مقام نقطہ پنج مرتبہ	ہے اور نقطہ کے لئے پانچ درجہ اُسکے
در ظہورش مقدر است لہذا	ظہور مین مقرر ہین لہذا نقطۂ وجود
نقطۃ الوجود و طلعۃ المعبود	اور طلعت معبود نے پانچ مقام
پنج مقام از برائے کمیل ذکر	کمیل سے ذکر کئے اور وہ پانچ مقام

فرمودند درپنج مقام ها راست یکی
قواعد بقاعدۂ حکماء فعل و انفعال
و ربط فعل بسوی انفعال و ربط
انفعال بسوی فعل و صورت جامعہ
آنست و بقاعدۂ ابجد حرف پنجم
و بقاعدۂ نقطہ و حرکت و حرف
و کلمہ و معنی و بقاعدہ الف غیبیہ
و الف لینہ و الف غیر معطوفہ
و الف معطوفہ و الف قائمہ
می گویند و قواعد بسیار است
و ذکرش موجب طول کلام می شود
خلاصہ مقام یقین مقام نقطہ
است و مقام نقطہ مقام حقیقت
است و مقام حقیقت مقام
ذرۂ وجود است کہ مقام لی
مع اللہ حالات نحن ھو و ھو
نحن می باشد و این مقام فناء

۵ کے ہین تمام قاعدون سے ۔ حکماء
کے قاعدہ کی بناپر فعل اور انفعال
اور ربط فعل کا انفعال کے ساتھ اور
ربط انفعال کا فعل کے ساتھ اور
اسکی صورت اجتماعیہ اور ابجد کے
قاعدہ سے پانچوان حرف اور ایک
قاعدہ سے نقطہ اور حرکت اور حرف
اور کلمہ اور معنی اور ایک قاعدہ سے
الف غیبیہ اور الف لینہ اور الف
غیر معطوفہ اور الف معطوفہ اور
الف قایمہ اور بہت سے قاعدے
ہین جن کا ذکر باعث طول کلام
ہے ۔ خلاصہ مقام یقین مقام نقطہ کا
اور مقام نقطہ مقام حقیقت کا ہے اور مقام
حقیقت مقام بلندئ وجود کا ہے جسکے
متعلق کہا گیا ہے کہ میرے لیے خدا کے ساتھ
وہ حالتین ہین جنہین ہم اور وہ ایک تھے ہین

کلی است وبعد از خرق هفتاد هزار
حجاب از نور وظلمت میسر میشود
که در احادیث شموس عظمت وارد
شده است پس اصل دین معرفة
الله است وآن نقطۂ علوم
است که حضرت امیر علیه سلام الله
ثم جاله فرموده اند العلم نقطة کثرہا
الجاہلون ومقام یقین در
رسیدن بنقطۂ علم است و
آن مقام حق الیقین است
زیراکه انسان را چهار نفس
می باشد۔ نفس اماره است
وآن شان جہل مطلق نفس
ملہمہ است وآن مقام شک
است نفس لوامه است وشان
آن ظن است نفس مطمئنه است
وشیوهٔ آن علم است ومقام یقین

اور یہ مقام فناء کلی کا ہے جو ستر ہزار
نور وظلمت کے پردون کے چاک
کرنے کے بعد میسر ہوتا ہے جیسا کہ
شموس عظمت کی حدیثون مین وارد
ہوا ہے پس اصلی دین معرفت
خدا ہے اور وہ نقطۂ علوم ہے جیسکے
متعلق حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے کہ
علم ایک نقطہ ہے جسے جاہلون نے کثیر
بنا دیا ہے اور یقین کا مقام پہونچنے
مین ہے نقطۂ علم تک اور وہ مقام
حق الیقین کا ہے اس لئے کہ انسان
کے لیے چار نفس ہوتے ہین نفس اماره
اور وہ شان جہل مطلق کی ہے اور
نفس ملہمہ اور وہ مقام شک کا ہے
اور نفس لوامہ اور اس کی شان
سے ظن ہے اور نفس مطمئنہ جس کا
خاصہ علم ہے اور یقین کا مقام بھی

نیز در سه مقام مذکور است علم الیقین
عین الیقین حق الیقین پس ای طالب سالک
والے مومن مجاہد بر تو معلوم گردید
کہ مقام بس مقام عالی است و
دست ہر کوتہ ہمتی باونی رتبۂ آن
نمی رسد۔

تین جگہ مذکور ہے علم الیقین عین الیقین
حق الیقین پس اے طالب سالک اور
اے مومن مجاہد تجھ کو معلوم ہوا کہ یہ مقام
بہت بلند ہے اور ہر کوتاہ ہمت کا ہاتھ
اُس کے ادنے درجہ تک بھی نہین
پہونچ سکتا۔

یقیناً وہ چیز جس کا نام ہے بہائی جماعت کی زبان مین "عرفان" وہ اس عبارت مین حضرت بہاء اللہ کے کلمات سے بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

سلسلۂ کلام کو طول ہو گیا مگر بہاء اللہ کے کلمات کی جدّت طرازیان وہ ہین کہ جدہر نظر اٹھتی ہے۔

"کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است"

آپ نے اپنی کتاب "اقدس" مین احکام میراث جس صورت سے بیان فرمائے ہین اُن کے نظر انداز کرنے کو دل نہین چاہتا۔

ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے۔۔

قد قسمنا المواریث علی عدد
(الزاء) منها قدر لذریاتکم
من کتاب (الطاء) علی عدد

ہم نے تقسیم کیا ہے میراثون کو
(زا) کے عدد کے موافق اُن مین
سے ایک مقدار ہے تمھاری ذریتون

(المقت) وللازواج من كتاب
(الحاء) على عدد (الثاء والفاء)
وللآباء من كتاب (الزاء) على
عدد (الثاء والكاف) وللامهات
من كتاب (الواو) على عدد
(الرفيع) وللاخوان من كتاب
(الهاء) على عدد (الشين) و
للاخوات من كتاب (الدال)
عدد (الراء والميم) وللمعلمين
من كتاب (الجيم) على عدد القاف
والفاء) كذلك حكم مبشري
الذي يذكرني في الليالي
والاسحار۔

کے لیے (طاء) کی کتاب سے (مقت) کے
عدد پر اور ازواج کے لئے (حاء) کی کتاب
سے (ثاء اور فاء) کے عدد پر اور باپ کیلئے
(زاء) کی کتاب سے (ثاء اور کاف) کے
عدد پر اور ماؤں کے لیے (واو) کی کتاب سے
(رفیع) کے عدد پر اور بھائیوں کیلئے (ہاء)
کی کتاب سے (شین) کے عدد پر اور
بہنوں کے لیے (دال) کی کتاب سے
(راء اور میم) کے عدد پر اور استادوں
کے لیے (جیم) کی کتاب سے (قاف اور
فاء) کے عدد پر یہی حکم ہے میرے بشارت
دینے والے کا جو مجھے رات دن یاد کیا
کرتا ہے۔

علامہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء تو اس عبارت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

فانظر لو ان مجنونا شرب
ساعة رطل من الخمر هل يقدر

تم دیکھو کہ اگر کوئی دیوانہ ہو اور
پھر سو تولہ شراب بھی پیئے تو کیا وہ اس کے

ان یجد امثل هذہ الہذیانات مما فالیفہم الناس من هذا الکلام حتی یعملوا علیه فی قسمة موار یثہم مع عموم البلوی به

بعد بھی ایسا ہذیان بک سکتا ہے ۔ آخر لوگ اس کلام سے کیا سمجھین تاکہ عمل کرین اسکے او بپانٹنے اموال کی تقسیم مین باوجودیکہ یہ مسئلہ ایسا ہے جو عام روزمرہ کی ضرورت سے تعلق رکھتا ہے ۔

لیکن مین اتنی جسارت نہین کرسکتا ۔ بہرحال یہ بھی ایک بہاء اللّٰہی ادا ہے اور ایک طریقۂ بیان خاص ہے لیکن وہ کچھ استعداد علمی کا پتہ دیتا ہے اور فصاحت و بلاغت ۔ حسن تعبیر و لطف بیان کی کسی صفت کا حامل ہے؟ کچھ نہین ۔

یہ تمام کائنات ہے سرمایۂ بہائیت کی جس کا نمونہ ناظرین کے سامنے پیش کیا گیا ۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جس کے استعداد علمی کی یہ صورت ہو نثر اور نظم کی وہ کیفیت اور تصوف و عرفان کی یہ حالت اُسکے متعلق یہ کہنا کیا کہ وہ کسی مدرسہ یا اسکول مین داخل ہوا یا نہین اور تحصیل علم اُس نے کس طریقہ سے کی؟

مین نے اس کتاب کے حصۂ اول مین حضرت علی محمد باب کی نسبت بھی آخری فیصلہ یہی کیا تھا جس پر بعض کرمفرما احباب نے جو بہائی مذہب کے معلومات سے بہت دلبستگی رکھتے ہین مجھکو لکھا کہ یہ تو آپ بہائی جماعت کے

دعوے کی تائید کر رہے ہین اس لیے کہ وہ بھی یہی کہتے ہین کہ علی محمد باب بالکل جاہل علوم متداولہ یا مبتدی کی حیثیت رکھتے ہین۔ اور اسی جہالت سے اُنکے دعواے مہدویت کو تقویت پہونچتی ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی سائنس۔ فلسفہ۔ طب۔ نجوم۔ ہیئت۔ منطق۔ صرف و نحو۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ وغیرہ کا عالم اور منتہی ایسا دعوی کرے تو اس امر کے قیاس کا موقع ملتا ہے کہ انہی علوم کی مدد سے مدعی نے از راہ مکاری و فریب جھوٹا دعوی نہ کیا ہو۔ بخلاف اسکے اگر کوئی ایسا شخص مدعی ہو جو ان علوم سے عاری یا ان مین مبتدی کا درجہ رکھتا ہو اُس پر مکاری یا فریب کاری کے قیاس کا موقع نہین ہے۔ دوسرے الفاظ مین ایسے مدعی کی نیک نیتی پر کوئی شبہہ نہین کیا جا سکتا۔

یہ ہمارا مسلمہ ہے اور اس بات کو کہ علی محمد باب کا مبلغ علم متوسط درجہ کے عربی طلاب کی حد تک بھی نہ تھا اسی کتاب (حصۂ اول) کے صفحہ ۱۲۴ مین آپ نے خود تسلیم کیا ہے ایسی حالت مین ناقابلیت یا ناواقفیت علوم مروجہ کا فائدہ مدعی کو پہونچتا ہے نہ مخالفین مدعی کو۔

یہ بحث مرزا علی محمد باب کے متعلق تھی لیکن چونکہ حضرت بہاء اللہ کی نسبت بھی میرا فیصلہ وہی ہے لیکن اُس سے زیادہ قوت کے ساتھ

اور حضرت بہاء اللہ کہ بہائی نقطۂ نظر مین اہمیت جو زیادہ ہے اسکو ملحوظ رکھتے ہوے مینے بحث مین توجہ بھی زیادہ صرف کی اور قرائن شواہد آثار و دلائل سے بالکل ثابت کر دیا ہے کہ حضرت حسین علی بہاء کا مبلغ علم بہت محدود تھا۔ وہ اُتنی قابلیت بھی نہین رکھتے تھے جتنی متوسط درجہ کے طلاب رکھا کرتے ہین۔

تو اب یہ سوال یہان بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا واقعی مینے اتنے صفحے کاغذ کے جو نذر تحریر کیے وہ تمام کے تمام بہائی مذہب کی حمایت اور تائید مین صرف ہوئے ہین اور اس سے ثابت ہوا ہے کہ واقعی حضرت بہاء اللہ اپنے دعوائے مظہریت و نبوت و رسالت مین بالکل سچے تھے کیونکہ وہ جاہل تھے۔ عبارتون مین سیکڑون غلطیان کرتے تھے۔ دور از کار اور مہمل الفاظ صرف کرتے تھے اور اُتنی بھی قابلیت نہ رکھتے تھے جو معمولی درجہ کے طلاب رکھتے ہین تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ یقیناً نبی رسول، پیغمبر اعظم بلکہ مقصد نبوت اور حاصل دور رسالت تھے؟ کیون کیا ایسا ہی ہے؟ اس کے لیئے مین وہ جواب تحریر کیے دیتا ہون جو مینے حصۂ اول کے سلسلہ مین اپنے محترم کرمفرما کو دیا تھا۔

اُسی سے یہان بھی حقیقت واضح ہو جائیگی۔

مینے لکھا تھا کہ۔

"علی محمد باب کے ناواقف علوم ہونے کے متعلق جو کچھ تحریر ہوا ہے اُس کے متعلق گذارش ہے کہ ایک نبی، پیغمبر، روحانی معلّم کا یہ کمال نہین ہے کہ وہ علوم و فنون سے بالکل جاہل اور ناواقف ہو۔ اس صورت مین وہ کسی طرح مصلح خلق بننے کے قابل نہین ہے۔ اُس کا کمال یہ ہے کہ وہ بغیر ظاہری طرق تعلیم سے علوم حاصل کیے ہوے تمام علوم سے واقف بلکہ اپنے ہمعصرون مین سب سے زیادہ واقف تر ہو"

آپ نے علی محمد باب کے متعلق جن دو باتون کو بہائی حضرات کا مسلمہ بتایا ہے وہ اُنکی حقانیت و نبوت کو خاک مین ملا دیتی ہین۔

ایک یہ کہ وہ تمام علوم مین مبتدی کا درجہ رکھتے تھے اور ایسا نہین کہ کسی سے پڑھا ہو بلکہ وہ ابتدائی تعلیم اُن استادون ہی سے حاصل ہوئی تھی۔ دوسرے یہ کہ جتنا ابتدائی معلمون سے پڑھا تھا اُس سے زیادہ پھر وہ بالکل ناواقف تھے اور کسی علم و فن مین کوئی معرفت نہ رکھتے تھے بے شک یہ وہ ہے جو مین نے اپنی کتاب مین لکھا ہے۔ اگر بہائی حضرات بھی اس کو واقعتًا تسلیم کرتے ہون تو کیا کہنا لیکن مین اُن کو اتنا نادان نہین سمجھتا ہون۔

اگر اس معنی مین "اُمّی" ہونا کوئی کمال ہے تو دنیا کے تمام جہاّل اس مین شریک ہین بلکہ جتنے زیادہ جاہل ہین وہ اس صفت مین زیادہ

ممتاز ہین۔

یہ کہنا کہ اگر جاہل ہو تو مکاری اور فریب کاری کا شبہہ نہین ہوسکتا صیح نہین ہے۔ عقل مکر وفریب چیز ہی دوسری ہے جو جہالت کے ساتھ حد کمال پر ہوسکتی ہے''

ایران مین یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک جاہل کسی قریہ مین پہونچکر عالم ہونے کا دعوی کر لیا لوگ پیچھے نمازین پڑہنے لگے مسئلے دریافت کرنے لگے۔ اتفاق سے۔ اُس قریہ مین ایک واقعی عالم کا گذر ہو گیا۔ جاہل کو اندیشہ پیدا ہوا کہ لوگ مجھ سے گریز کرینگے لہذا عالم کو مناظرہ کی دعوت دیدی مناظرہ کا وقت طے پا گیا۔ عالم کو اپنے علم کا غرور تھا مگر انجام کی خبر نہ تھی محل مناظرہ پر تمام اہل قریہ کا اجتماع جین مین ایک سے ایک زیادہ جاہل۔ عالم صاحب حاضر ہوئے۔ جاہل بزرگ بھی تشریف لائے قرار پایا کہ وہ جاہل ان عالم صاحب سے صرف ایک سوال کرین گے اگر جواب دیا تو اُنکا علم تسلیم۔ سوال کیا کہ (لا ادری) کی لفظ کے معنی بتلایئے۔ عالم بیچارے نے کہا ''نمی دانم'' بات ٹھیک تھی (لا ادری) کے معنی ہی ہین ''نمی دانم'' یعنی مین نہین جانتا لیکن اُدہر تالیان بج گئین کہ اتنی سی لفظ کے معنی نہین معلوم شکست کا اقرار ہے کہ ''نمی دانم'' مین نہین جانتا۔ عالم بیچارا ہکا بکا

کہ خداوندا یہ کیا ہوا۔ مینے جواب تو ٹھیک دیا لیکن مجمع منتشر ہو گیا۔
جاہل صاحب کا علم تسلیم کر لیا گیا اور عالم شہر بدر ہو گئے۔
ایسے واقعات برابر ہوتے رہتے ہین۔ کوئی تعجب کی بات نہین ہے

اب ہم حضرت بہاء اللہ اور اُنکے تابعین حضرات اہل بہاء کے بیانات کی تلاش کرتے ہین کہ کیا وہ خود جہالت لاعلمی اور ناواقفیت کا اعتراف کرتے ہین یا وہ بھی معیار ثبوت نبوت وہی سمجھتے ہین جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ پڑھا نہ ہو لیکن جانتا سب کچھ ہو۔

حضرت بہاء اللہ کی عبارتون سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کبھی اپنے تئین جاہل اور بے علم سمجھنے پر تیار نہ تھے بلکہ وہ اپنے تئین باوجود ظاہری ذرایع سے غیر تعلیم یافتہ ہونے کے واقف علوم و حکم ظاہر کرتے تھے۔

ملاحظہ ہو کتاب ایقان ص۱۳۱ مین ہے۔

رجالی کہ حرفے تعلیم نگرفتہ	وہ لوگ جنہون نے ایک حرف تعلیم نہیں
اند و معلم را ندیدہ اند و بہیچ	حاصل کی ہے اور معلم کی صورت نہین دیکھی
دبستانی قدم نگذاشتہ اند بکلمات	ہے اور کسی مکتب مین قدم نہین رکھا ہے وہ
و معارفی تکلم می نمایند کہ احدے	ایسے ایسے کلمات اور معارف کے ساتھ کلام
ادراک نتوانند نمود گویا از تراب	کر رہے ہین کہ کسی شخص کا ذہن اُن تک

علم سرمدی سرشته اند واز
آب حکمت لدنی عجین گشته
اند این است که می فرماید
العلم نور یقذفه الله فی قلب
من یشاء ۔

نہین پہونچ سکتا گویا یہ ازل والے علم کی
مٹی سے بنائے گئے ہین اور حکمت خداوندی
کے پانی سے انکا خمیر ہوا ہے ۔ یہی مطلب
ہے جو ارشاد ہوا ہے کہ علم ایک نور ہے
جسے خداوند عالم جس کے دل مین چاہتا ہے
ڈالدیتا ہے ۔

لوح سلطانی مین جو حضرت بہاء اللہ کے قلم کی ہے اور مقالۂ سیاح
مین درج ہے لکھا ہے ۔

یا سلطان انی کنت کاحد
من العباد و راقدا علی المهاد مرّت
علیّ نسائم السبحان وعلمنی علم
ما کان لیس هذا من عندی
بل من لدن عزیز علیم ۔

اے بادشاہ مین مثل عام اشخاص کے
گہوارۂ راحت مین مصروف آرام تھا
کہ چلین میرے اوپر ہوائین حضرت سبحان
کی اور مجھے انھون نے عطا کر دیا علم تمام
ان چیزون کا جو موجود تھین یہ خود میری
طرف سے نہین ہے بلکہ خدائے عزیز دبیر کی
طرف سے ہے ۔

لوح الامر مین جو کوکب ہند جلد ۴ نمبر ۱۶ مین مع ترجمہ شائع ہوی
ہے لکھا ہے ۔

یا قلم القدم اذکر للامم ما
ظهر فی العراق اذ جاء رسول
من معشر العلماء و حضر تلقاء
الوجه و سأل عن العلوم اجبناه
بعلم من لدنا ان ربک لعلام
الغیوب ـ

اے قلم قدم تمام امتون کیلئے ذکر کر جو
عراق مین ظاہر ہوا جب علماء کی ایک
بڑی جماعت کا فرستادہ آیا اور ہمارے
روبرو حاضر ہوکر علمی سوالات کیے اور ہم نے
اپنے علم لدنی سے اُس کو جواب دیا۔
بے شک تیرا رب علام الغیوب ہے۔

اگر حضرت بہاء اللہ اپنی جہالت اور لاعلمی کے مقر ہوتے تو وہ نمایندۂ علماء کے جواب مین کہدیتے کہ مجھے تو کوئی علمی استعداد نہین ہے اور نہ مین عالم ہونے کا دعویدار ہون لیکن آپ نے اُس واقع ہونیوالے یا نہ ہونیوالے واقعہ کے اظہار مین بیان نہین فرمایا۔

آپ کے جانشین حضرت عبد البہاء عباس آفندی اپنے مفاوضات مین فرماتے ہین صفحہ

جمال مبارک لسان عرب
نخواندند و تعلم و تدرسی نداشتند و
در مکتبی وارد نشدند ولی فصاحت
و بلاغت بیان مبارک در زبان
عرب و الواح عربی العبارة حیّر

حضرت بہاء اللہ نے عربی زبان
نہین پڑھی تھی اور کوئی تعلم و تدریس
نہین رکھتے تھے اور مکتب مین نہین وارد
ہوے تھے لیکن فصاحت و بلاغت
آپ کی عربی زبان کے الواح مین ایسی ہے

عقول فصحا و بلغای عرب بود — کہ فصحاء و بلغائے عرب کے عقول حیران
و کل مقر و معترفند کہ مثل و مانندی — ہوتے ہین اور سب کو اقرار و اعتراف ہے
ندارد۔ — کہ اُس کا مثل و نظیر نہ تھا۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ بغیر عربی کی تعلیم حاصل کیے ہوئے پورے طور سے عربی دانی کے کمال پر فائز تھے۔ ایسا نہین ہے کہ وہ جاہل اور بے علم ہون۔

ادارۂ "کوکب ہند" نے جو آپ کے حالات شایع کیے ہین اُنہین لکھا ہے۔ صـ۹

"آپ تیرہ یا چودہ برس ہی کے تھے کہ آپ کے علم کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ آپ ہر مضمون پر گفتگو کرتے اور ہر مسئلہ کو حل کر دیتے۔ بڑے بڑے مجالس مین آپ علماء کے ساتھ بحث و تمحیص فرماتے اور نہایت ہی مشکل دینی سوالات کے حل پیش کرتے"

کوکب ہند جلد ۴ نمبر ۱۲ مین "لوح الامر" کے قبل جو تمہیدی عبارت درج ہے اُس مین مذکورۂ لوح واقعہ کی تفصیل مین لکھا ہے کہ۔

"جن دنون مین حضرت بہاء اللہ بغداد مین مقیم تھے اور آپ کے تعلیمات کا آوازہ بلند ہو رہا تھا علماء اسلام مین مخالفت کا ایک تازہ جوش پیدا ہوا جس کے سرگردہ کار جناب شیخ عبد الحسین طہرانی تھے؛

انہون نے کاظمین مین علماء کی ایک مجلس ترتیب دی اور حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ کی تدابیر کین۔ جن علماء کو اس مجلس مین بلایا گیا تھا اُن مین حضرت شیخ مرتضیٰ انصاری بھی نجف اشرف سے طلب کئے گئے تھے۔ آپ نے مجمع علماء کا رنگ بے رنگ دیکھکر فرمایا مناسب تو یہ ہے کہ اپنا ایک نمایندہ بہاء اللہ کے پاس بھیجا جائے۔ وہ تحقیقات کرے اگر بات حق ہو مان لیا جائے ورنہ رد کر دیا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق ملا حسن عمو کو جو علماء کبار مین سے تھے مجلس نے منتخب کرکے حضرت بہاء اللہ کے حضور مین بھیجا۔ وہ گئے انہون نے کلمات مبارکہ سنکر عرض کیا کہ آپ کا فضل و کمال بے مثال ہے۔"

اس واقعہ کے اظہار سے۔ بالکل ظاہر ہے کہ بہائی حضرات بہاء اللہ کو جاہل بے علم اور علوم و فنون سے بے خبر ماننے پر تیار نہین ہین۔

اور اس سے سمجھ مین آگیا کہ معیار امیت کی حیثیت سے ہم مین اور بہائی جماعت مین کوئی تفرقہ نہین ہے۔

امیت کہ جو جوہر نبوت ہے اس کے معنی جاہل ہونے کے نہین ہین بلکہ بغیر تعلیم ظاہری عالم ہونے کے ہین۔

اس کے بعد وہ بنیاد تو بالکل غلط ہو گئی کہ جاہل اور بے علم ہونا ہی ان حضرات کے دعوائے نبوت کی سند ہے اور جتنا ثبوت

بے علم ہونے کا پیش کیا جائے وہ اُنکے دعوے کے صحت کی سند ہو گا
ہرگز ایسا نہین ہے۔

ایک بے علم، جاہل، معمولی درجہ کے طلاب سے بھی کم واقفیت رکھنے والا ہرگز اس کا اہل نہین ہے کہ اسکو بحیثیت مدعی نبوت ورسالت سچا سمجھا جائے اور اُسکے دعوے کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔

حضرت بہاء اللہ کو صرف عربی کی زبان دانی اور فصاحت وبلاغت یا دیگر علوم وفنون ہی مین کمال کا دعویٰ نہین تھا بلکہ وہ علم باطنی اور علم ماکان کا بھی دعویٰ رکھتے تھے چنانچہ کتاب "اقتدارات" مین لفظ قناع کے متعلق حاج محمد کریم خان کو تحریر فرماتے ہین۔

کیا نہین سنا تمنے ذکر مقنع کا جو	اما سمعت ذکر المقنع وهو
مقنع کندی مشہور ہے۔ اُس کا پورا	المعروف بالمقنع الکندی
نسب محمد بن ظفر بن عمیر بن فرعان	وهو محمد بن ظفر بن عمیر
بن قیس بن اسود ہے اور وہ بہت	بن فرعان بن قیس بن اسود
مشہور شخص ہے۔ ہم اگر چاہین کہ	وکان من المعروفین انا لو
اُس کے آباؤ اجداد کا نام یکے بعد دیگ	نرید ان نذکر آباءه واجدا

بعد واحد الی ان ینتهی الی	ذکر کریں یہاں تک کہ مخلوق اوّل
البدیع الاوّل لقدرت	تک پہونچے تو ہم قادر ہیں بسبب
بما علمنی ربی علوم الاوّلین	اس کے کہ خدا نے مجھے تعلیم دی ہے
والاخرین مع انا ما قرأنا	تمام علوم اولین و آخرین کی حالانکہ
علومکم والله علی ذلک	ہم نے تمہارے علوم پڑھے نہیں ہیں
شہید علیم۔	اور خدا اس کا گواہ ہے۔

یہ حکمت عملی ملاحظہ ہو کہ نام اُتنے ہی لیے گئے ہیں جتنے کتب تواریخ و انساب میں موجود ہیں لیکن اُسکے بعد دعویٰ یہ ہے کہ ہم چاہیں تو مخلوق اوّل تک آبا و اجداد کے نام لیتے چلے جائیں لطف یہ ہے کہ جیسا بہائی تعلیمات سے ظاہر ہوتا ہے اور رسالہ "کوکب ہند" میں اکثر اس کی تشریح موجود ہے بہائی نقطۂ نظر سے چونکہ فیض الٰہی میں تعطیل نہیں ہو سکتی اس لئے اس کائنات انسانی کی کوئی ابتدا ہی نہیں ہے جس طرح آفتاب بغیر روشنی کے نہیں ہو سکتا اسی طرح خالق بغیر مخلوق کے نہیں۔ اس طرح بدیع اوّل کوئی ہستی نہیں کہ حضرت بہاء اللہ اُس تک آباؤ اجداد کا سلسلہ پہونچا کر ختم کر دیں۔

شاید اس ادّعائے ہمہ دانی کے موقع پر آپ نے اپنا مذہبی نقطۂ نظر پیش نگاہ نہیں رکھا یا اس مذہبی خیال کی ایجاد آپ کے بعد ہوئی ہے

آپ اسی کے قائل تھے جو عام مسلمان قائل ہین کہ سلسلۂ نوع بشری کی ابتدا ایک خاص شخص سے ہے اور اُس کے قبل نسل انسانی کا وجود نہین تھا

اب اس دعوائے علم غیب کے ساتھ حسب ذیل پر لطف مضمون ملاحظہ ہو۔ کتاب ایقان ص ۱۸۶-۱۸۷

در کتاب یکے از عباد کہ مشہور
بعلم و فضل است و خود را از
صنادید قوم شمرده و جمیع علمائے
راشدین را رد و سب نموده چنانچہ
در ہمہ جائے از کتاب او تلویحا
و تصریحا مشہود است، و این بندہ
چون ذکر او را بسیار شنیده بودم
اراده نمودم کہ از رسائل او قدرے
ملاحظہ نمایم ہرچند این بندہ اقبال
بملاحظۂ کلمات غیر نداشتہ و ندارم
ولیکن چون جمعی از احوال ایشان
سوال نموده و مستفسر شده بودند۔

ایک شخص کی کتاب مین جو علم و
فضل کے ساتھ مشہور ہے اور اپنے
تیئن بڑے لوگون مین سے شمار کرتا
ہے اور اُس نے تمام علماء کی رد کی
ہے اور اُنہین گالیان دی ہین جیسا
کہ تمام مقامات سے اُسکی کتاب کے
صراحتًہ یا کنایتًہ ظاہر ہے اور بندے چونکہ
ذکر اُس کا بہت سنا تھا ارادہ کیا کہ
اُسکے تصنیف کردہ رسالون کو تھوڑا
سا ملاحظہ کردن اگرچہ اس احقر کو
توجہ دوسرے لوگون کے کلمات کے
مطالعہ کی طرف نہ تھی اور نہ اب ہے

لہذا لازم گشت کہ قدرے در کتب
او ملاحظہ رود و جواب سائلین
بعد از معرفت و بصیرت دادہ
شود بارے کتب عربیۃ او بدست
نیفتاد تا اینکہ شخصے روزے ذکر
نمود کتابے از ایشان کہ مسمی بارشاد
العوام است در این بلد یافت می شود اگرچہ
از این اسم رائحہ کبر و غرور مستشمام شد کہ مردم را عوام
و خود را عالم فرض نمودہ و جمیع
مراتب او فی الحقیقۃ از ہمین اسم
کتاب معلوم و مبرہن شد کہ در سبیل
نفس ہوی سالکند و در تیہ جہل و عمی
ساکن گو یا حدیث مشہور را فراموش
نمودہ اند کہ می فرماید العلم تمام المعلوم
والقدرۃ والعزۃ تمام الخلق باوجود
این کتاب را طلب نمودہ چندروز
معدود نزد بندہ بود و گویا دو مرتبہ

لیکن چونکہ اکثر لوگ اُنکے حالات کے
متعلق دریافت کرتے تھے اور سوال
کرتے تھے لہذا لازم ہوا کہ کچھ اُنکی
کتابون کا مطالعہ کیا جائے اور سائلون
کا جواب بعد معرفت و بصیرت کے
دیا جائے۔ (مطالعہ کتاب کے بغیر معرفت
و بصیرت نہین تھی) خلاصہ یہ کہ عربی
کتابین اُنکی دستیاب نہین ہوین یہانتک
کہ ایک شخص نے ایک دن ذکر کیا اُنکی
ایک کتاب کا جس کا نام ہے ارشاد العوام
اور وہ اس شہر مین پائی جاتی ہے۔
اگرچہ اس نام سے بو غرور اور تکبر کی
ظاہر ہے کہ تمام لوگون کو عوام اور
اپنے تئین عالم فرض کیا ہے اور
جتنی حقیقت تھی اس شخص کی وہ
اسی کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ وہ
نفس امارہ کی راہ مین چلنے والا ہے

دراو ملاحظہ شد از قضا مرتبہ ثانی جائے بدست آمد کہ حکایت معراج سید لولاک بود ملاحظہ شد کہ قریب بیست علم او ازید شرط معرفت معراج نوشتہ اند۔

جہالت اور اندھے پن کے جنگل مین سالکن ہے گویا مشہور حدیث کو فراموش کیا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے ود علم تمام علوم ہے اور قدرت اور عزت تمام مخلوق ہے، باوجود اس کے مینے کتاب کو منگوایا چندروز یہ کتاب میرے پاس تہی اور غالبًا دو دفعہ مین نے اُس کا مطالعہ کیا۔ اتفاق سے دوسری مرتبہ (پہلی مرتبہ نظر نہین پڑی) ایک جگہ دستیاب ہوئی کہ جہاں حضرت پیغمبر صلعم کی معراج کا ذکر تھا۔ معلوم ہوا کہ بیش یا اس سے زیادہ علوم کا جاننا معراج کے سمجھنے کی شرط قرار دیا ہے۔

اب اس عبارت سے آپ نے اس عالم علوم اولین وآخرین اور واقف نقطۂ غیبیہ کی نظر حقیقت بین . اور نگاہ دوربین کو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ آآکے دریافت کرتے تھے کہ فلان شخص نے جو کچھ لکھا ہے وہ کہانتک صحیح ہے۔

ظہور اعظم جمال قدم حضرت بہاء اللہ جو مقنع کندی کے آباؤ اجداد کے نام حضرت آدم تک بیان کرنے پر آمادہ تھے خاموش ہین بتائین کیا؟ کہ معلوم ہی نہین اُنکی کتاب مین لکھا گیا ہے۔

آخر بڑی مشکلون سے کتاب دستیاب ہوتی ہے۔ ایک دفعہ مطالعہ فرماتے ہین کچھ دستیاب نہین ہوتا جس کی گرفت کیجائے دوسری مرتبہ پھر مطالعہ ہوتا ہے تب جاکر ایک مقام دستیاب ہوتا ہے جو مقام اعتراض مین پیش کیا جا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ مقنع کندی کے آباؤ اجداد کا بتانا مشکل کیا تھا جہان تک تاریخون مین مذکور ہے وہان تک تو تاریخون مین دیکھکر بتایا جا سکتا ہے اُسکے بعد چالیس پچاس نام تراش لینا اور ابن فلان ابن فلان کا تانتا باندہ دینا مشکل کیا ہے؟ کون گذشتہ مردون کو قبرون سے اکھیڑے گا اور پتہ چلا سکے گا کہ بتائے ہوئے نامون کی کوئی اصلیت ہے یا نہین لیکن یہان صورت حال یہ ہے کہ ایک مصنف کی کتابون کا معاملہ۔ یہ مصنف بھی حاجی کریم خان شیخی جو خود بڑی تعداد مین معتقدین کی جماعت رکھنے والے۔ آپ آنکھ بند کرکے اُنکی کسی کتاب کی طرف منسوب کرکے کیا بات کہین اور کیونکر کہین کہ یہ اُس مین ہے لہذا اب علم غیب "تشریف برد" ہو گیا۔ اب مطالعہ کی ضرورت ہے ایک دفعہ

نہیں۔ دو دفعہ تب جا کر معرفت و بصیرت ہو۔ یہ ہے علم غیب کی حقیقت

اُس پر یہ دعویٰ کہ۔

علمنی ربی علوم الاولین — مجھ کو خدا نے تعلیم دی ہے علوم

والآخرین۔ — اولین و آخرین کی۔

اب یہ باب حد سے بہت متجاوز ہو چکا لہذا اس کو ختم کرتے ہیں حالانکہ

چیزیں اور بیش نظر ہیں مگر اب ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

مختصر یہ ہے آپ کے "امی" ہونے کی حقیقت جسے بڑے شد و مد سے پیش

کیا جاتا ہے اور ہمارے گذشتہ بیانات کی بنا پر اُسکی کوئی وقعت و اہمیت

باقی نہیں رہتی ہے۔

مرزا یحییٰ صبح ازل

چونکہ بابی مذہب سے بہائیت کی شاخ پھوٹنے کی بنیاد بہت زیادہ

حضرت بہاء اللہ اور حضرت صبح الازل کے تفرقہ پر ہے اس لئے بحث بالکل

تشنہ رہیگی اگر حضرت بہاء اللہ کے ساتھ ہی ساتھ حضرت صبح الازل کا تذکرہ

ہوتا نہ چلے۔

مرزا یحییٰ صبح ازل مرزا حسین علی بہاء کے بھائی تھا مگر حقیقی نہیں بلکہ

اُنکی والدہ دوسری تھیں۔

آپ بہت کمسن تھے جب آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تھا آپ کی سوتیلی مان یعنے بہاءاللہ کی والدۂ مکرمہ سے آپ کی بھی تربیت متعلق ہوئی۔

آپ کے برادر عالی مقدار یعنے مرزا حسین علی بہاء خود یہ بیان فرماتے تھے کہ میری والدہ میرزا یحیی کی تربیت مین بے توجہی سے کام لیتی تھین ۔ اُنھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام دونون بزرگوار اُنکے مکان مین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اس بچہ کو یہان لاؤ۔ جونہی حاضر کیا گیا آپ نے اُس کے چہرہ کا بوسہ لیا اور پھر اُنکی مرتبہ یعنی ہماری والدہ کی گود مین دیا اور فرمایا یہ بچہ ہمارا ہے اسکی خوب حفاظت کرنا یہان تک ہمارے قائم سے ملاقات کرے ۔ والدہ بہاءاللہ فرماتی ہین کہ مین خواب دیکھکر بیدار ہوئی۔ صبح ہونے پر مین نے بچہ کو اپنے پاس بلایا اور اُسکے چہرہ پر نظر ڈالی کچھ ایسی محبت اُسکی میرے دل مین پیدا ہو گئی تھی کہ ہرگز اپنے بچون کی محبت اُتنی نہین تھی ۔

اسکے بعد سے موصوفہ کی توجہ اُنکی تربیت کی طرف بہت زیادہ ہو گئی تھی اور آپ کی چودہ برس کی عمر ہوئی تھی کہ حضرت مرزا علی محمد باب کا ظہور ہوا اور اسی سال موصوفہ نے داعی اجل کو لبیک کہی ۔

یہ واقعہ حاجی میرزا جانی نے جنکے متعلق علامہ مرزا ابو الفضل گلپایگانی ورع و تقویٰ اور سچائی، امانت و دیانت کی گواہی دے چکے ہین کتاب نقطۃ الکاف مین لکھا ہے اور تحریر کیا ہے کہ اسے مجھ سے خود حضرت مرزا یحییٰ کے بڑے بھائی مرزا حسین علی نے جوانٔ مرحومہ کے حقیقی صاحبزادے ہین بیان کیا ہے۔

حضرت بہاء اللہ اپنے چھوٹے بھائی مرزا یحییٰ سے سن مین بہت بڑے تھے جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت علی محمد باب نے سنہ ۱۲۶۰ھ مین دعوائے بابیت کیا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی تو حضرت بہاء اللہ کی ستائیس سال اور مرزا یحییٰ اسوقت چودہ ہی برس کے تھے۔ اس طرح بہاء اللہ حضرت مرزا یحییٰ سے تیرہ سال بڑے ہوے۔

اس طرح کوئی تعجب نہین کہ صبح ازل کی ابتدائی تربیت مین حضرت بہاء اللہ بہت حد تک شریک رہے ہون اور ظاہر ہے کہ اُس عمر کے حالات بھی مرزا یحییٰ کے ان سے زیادہ کسی اور شخص سے معلوم نہین ہو سکتے۔

چنانچہ آپ نے جو ابتدائی حالات حضرت مرزا یحییٰ کے بیان فرمائے ہین وہ جیسا کہ حاجی میرزا جانی نے آپ سے خود سنکر نقل کیا ہے حسب ذیل ہین۔

آثار فطرت و نیکوئی

آثار خوبی فطرت اور حسن اخلاق کے

اخلاق از مراۃ سراپائے او ظاہر بود وسکینہ وقار و تکرز واد ب وحیا را دوست می داشتند و از مخالطۂ اطفال وافعال ایشان اجتناب می نمودہ ولی من نمی دانستم کہ ایشان صاحب مقام خواہند گردید و درس فارسی را خواندند وعربی را اقبال نکردند وخط نستعلیق را نیکو پیش بردند واشعار اہل معرفت و توحید را دوست میداشتند۔

اُنکے سراپا کے آئینہ سے ظاہر تھے ہمیشہ بردباری خاموشی، ادب اور حیا کو دوست رکھتے تھے بچون سے میل جول کو برا سمجھتے تھے اور اس سے پرہیز کرتے تھے لیکن نہین معلوم تھا (حضرت بہاء اللہ فرماتے ہین) کہ اُسوقت جب آپ نے خود دعوائے بہائیت نہین فرمایا تھا اور مرزا یحیٰی تمام بابی جماعت مین مسلمہ طور پر جانشین حضرت باب تھے کہ یہ کسی خاص درجہ پر فائز ہونے والے ہین۔ آپ نے فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی لیکن عربی کی طرف توجہ نہین کی اور خط نستعلیق مین بہت کامیابی حاصل کی اہل معرفت و توحید کے اشعار کو بہت خوب پسند کرتے تھے۔

اس عبارت سے ہمارے گذشتہ سلسلۂ بحث پر بھی ایک روشنی پڑتی ہے

حضرت بہاء اللہ کا مرزا یحیی کے ابتدائی حالات کے تذکرہ مین فرمانا کہ "درس فارسی را خواندند و عربی را اقبال نکردند" اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے والد میرزا بزرگ نوری اپنی اولاد کو فارسی اور عربی دونون کی تعلیم دلایا کرتے تھے۔ اسکے ساتھ حضرت عبد البہاء کا اپنے والد بہاء اللہ کے امی ہونیکے ثبوت مین یہ کہنا کہ آپ کے والد وزراء سے تھے علماء سے نہ تھے اس لئے اُنکی اولاد کو تعلیم سے کیا سروکار" بالکل مغالطہ ہے اور غلط ہے۔

حضرت باب پر ایمان

سنہ ۱۲۶۰ھ مین حضرت علی محمد باب نے اپنے دعوی کا اظہار کیا جس کے بعد آپ کو حکومت وقت کی جانب سے شیراز اور شیراز سے اصفہان مین پھر طہران کی سمت روانہ ہونا پڑا تھا۔

جب آپ طہران کی طرف روانہ کئے گئے ہین اس زمانہ مین حضرت مرزا حسین علی مازندرانی طہران ہی مین مقیم تھے۔ آپ کو اس ظہور جدید کی اطلاع ہوئی تو آپ نے غائبانہ طور پر ایمان اختیار فرمالیا اور تبلیغ کرنے لگے۔

آپ حضرت باب کے اوپر ایمان لانے مین سابقون الاولون کی

جماعت مین کسی طرح نہ تھے۔

آپ کے قبل ایک کثیر جماعت ایمان اختیار کر چکی تھی جن مین سبقت اور فضیلت کا شرف اٹھارہ آدمیون کو حاصل تھا جو "حروف حی" کے لقب سے نامزد تھے۔

اِن حروف حی مین حضرت بہاء اللہ ہرگز داخل نہین تھے۔ خود حضرت علی محمد باب جیسا کہ ہماری کتاب کے پہلے حصہ سے معلوم ہو سکتا ہے طہران پہونچنے نہین پائے بلکہ آپ جب گرگین خان کے حکم سے اصفہان سے طہران کی طرف روانہ کئے گئے تو طہران سے حکم آگیا کہ انہین براہ راست تبریز لیجایا جائے۔

بے شک طہران مین حضرت علی محمد باب کے آوازۂ ظہور پہونچانے کا سہرا باب الباب حضرت ملا حسین بشرویئی کے سر تھا۔ (۱) جو حضرت باب کے بعض تحریرات اور الواح کو لے کر اصفہان اور اصفہان سے کاشان اور کاشان سے دارالسلطنت طہران تشریف لے گئے تھے

حضرت حسین علی بہاء کا ایمان لانا علی محمد باب پر غالبًا حضرت باب الباب ہی کی تبلیغ کا نتیجہ تھا جس طرح دیگر بہت سے اہل طہران نے بھی آپ ہی کے ہاتھ پر حضرت باب پر ایمان اختیار کیا تھا۔

(۱) ملاحظہ ہو حصۂ اول "مذہب باب و بہاء" صفحہ ۵۲

حضرت بہاء کو باب الباب ہی کے ذریعہ سے حضرت باب کے تحریرات اور بعض کتابون کی نقل بھی حاصل ہوئی جن کی وجہ سے آپ کو طہران کے نومومن بابی حلقہ مین ایک قسم کی مرکزیت حاصل ہوگئی۔ آپ کے مکان مین بابی حضرات جمع ہوتے تھے اور آپ حضرت باب کے الواح و تحریرات کو جو آپ کے پاس موجود تھے پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

مرزا یحیٰی صبح ازل اس زمانہ مین چودہ برس کے تھے۔ آپ کو کسی قابل اعتبار مجتہد کی تلاش تھی جس کی تقلید کرین اسلیے اکثر علمائ کے حالات کی تحقیق کرتے تھے۔

اتفاق سے یہی وہ زمانہ تھا کہ جب مرزا حسین علی بہاء بابی مذہب مین داخل ہوے اور حضرت باب کی تحریرین اور لوحین پڑھ پڑھ کر لوگون کو سنانے لگے۔ مرزا یحیٰی ان لوحون کو بڑے غور سے سنتے تھے اتفاق سے ایک مناجات مرزا علی محمد باب کی سنائی گئی کہ جسمین فاہ فاہ یا الہی کے فقرے بہت زیادہ تھے۔ اس مناجات کو سننا تھا کہ مرزا یحیٰی کی طبیعت پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے بھی مرزا علی محمد باب پر ایمان اختیار کرلیا۔

یہ صورت واقعہ خود حاجی میرزا جانی سے مرزا یحیٰی صبح ازل نے

اُسی کمسنی کے زمانہ مین بیان کی تھی۔

حاجی مرزا جانی کا بیان ہے۔

درآن زمانیکہ حقیر با ایشان	اُس زمانہ مین جب مجھ سے آپ
صحبت میداشتم علمی و فضلی	سے یہ باتین ہوئی تھین کوئی علم
ظاہر نداشتند ولی محبت ایشان	و فضل آپ مین ظاہری طور پر نہین
بسیار خوب بود۔	تھا لیکن میل جول بہت اچھا تھا۔

قرۃ العین سے ملاقات

سنہ ۱۲۶۳ھ مین حضرت طاہرہ قرۃ العین بغداد سے روانہ ہوکر ایران پہونچین قزوین مین قیام ہوا اور وہان آپ کے خسر اور حقیقی چچا ملا محمد تقی برغانی جو بابی مذہب کے معاملہ مین آپ کے سخت مخالف تھے درجۂ شہادت پر فائز ہوے۔ اُنکے قتل کی ذمہ دار آپ قرار پائین اور مقامی حکومت کی جانب سے آپ زیر حراست اور نظر بند کردی گئین۔

قزوین کی بابی جماعت مین سے ہادی فرہادی نے طہران جاکر مرزا حسین علی بہاء اور دیگر افراد کو جو آپ کے ہمخیال تھے قزوین کے حالات کی اطلاع دی ان لوگون کی رائے ہوئی کہ میرزا ہادی کو

پھر قزوین جانا چاہیئے اور کسی طرح حضرت قرۃ العین کو چھڑا کر لانا چاہیئے چنانچہ ہادی فرہادی مخفی طور سے قزوین پہونچا اور کسیطرح قرۃ العین کو گھر سے نکالکر طہران روانہ ہو گیا۔

اندر مان مین پہونچکر مرزا حسین علی بہاء کو حضرت قرۃ العین کے ورود سے اطلاع دی۔

آپ فوراً استقبال کے لیے روانہ ہوے۔ یہ پہلا موقع تھا جب آپ نے حضرت قرۃ العین کے جمال مبارک کی زیارت فرمائی۔

معانقہ ومصافحہ کے بعد اُسی وقت رات کو آپ نے قرۃ العین کو طہران مین لیجا کر اپنے مکان مین فروکش کیا۔

خراسان جانے کا قصد

حضرت میرزا علی محمد باب کا حکم آیا کہ تمام اصحاب خراسان کی طرف روانہ ہون۔ اس واقعہ کی تفصیل اور اُسکے وجوہ واسباب کی مکمل بحث پہلے حصہ مین درج کی جا چکی ہے۔

مختلف اصحاب مختلف مقامات سے خراسان کی طرف رہ سپار ہوے۔ حضرت مرزا یحییٰ کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی لیکن حکم حضرت باب کی اطاعت کا ذوق وشوق وہ تھا کہ آپ بھی وہان جانے پر تیار ہو گئے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی مرزا حسین علی سے ذکر کیے بغیر تھوڑا

زادسفر اور اسباب لیکر پیادہ پا خراسان جانے کا ارادہ کرلیا اور گھر سے چل کھڑے ہوے۔ جب آپ کے بھائی صاحب کو معلوم ہوا تو کسی کو بھیجکر آپ کو واپس بلایا اور وہان جانے سے روکدیا مگر وہ خیال آپ کے ذہن مین ایسا جم گیا تھا کہ چند روز کے بعد آپ کے کچھ اعزا مازندران جارہے تھے، آپ اُنکے ساتھ مازندران چلے گئے کہ شاید وہان سے خراسان جانے کی کوئی تدبیر نکل سکے۔

معلوم ہوتاہے کہ اُسوقت تک آپ کے برادر گرامی قدر مرزا حسین علی بہاء خراسان جانے پر تیار نہین تھے جب آپ مازندران جاچکے تو مرزا حسین علی نے بھی خراسان جانے کا ارادہ کردیا اور حضرت قرۃ العین کے ساتھ جو آپ ہی کے گھر مین مقیم تہین روانہ ہوگئے۔

آپ نے جناب قرۃ العین کی بڑی خدمت کی اور تمام مصارف سفر بھی آپ ہی نے برداشت کئے جو پانچ سو تومان سے زیادہ تھے۔

یہ لوگ کاشان تک پہونچ گئے تھے، جب حضرت ملا محمد علی بارفروشی ملقب بقدوس بھی مازندران کی طرف سے آئے اور کاشان مین یکجا ہوے۔

خراسان پہونچنے نہین پاے تھے کہ وہان کا منصوبہ ملا حسین باب الباب کی جلد بازی سے باطل ہوگیا۔ ان تمام لوگون کو واپس

ہونا پڑا اور سب کا اجتماع بدشت مین ہوا۔

بدشت کے "کارخانۂ شریعت سازی" مین جس کا تذکرہ پہلے حصہ (صٹ۔ ۹۵) مین بہت تفصیل سے ہوا ہے حضرت حسین علی بہاء موجود اور اُس رائے مشورہ مین شریک تھے۔

صحرائے بدشت کے بعد

بدشت مین رائے مشورہ ہو چلنے کے بعد جبکہ یہ بات طے پا گئی تھی کہ علی محمد باب کو مستقل صاحب شریعت نبی بنانا چاہئے اور شریعت اسلام منسوخ قرار دیجائے نیز یہ کہ مبلغین اطراف مین منتشر ہو کر تمام بابی افراد کو ماکو کی طرف روانہ ہونیکی دعوت دین۔

تمام اصحاب یک دوسرے سے جدا ہوئے اور اپنے اپنے اطراف کو روانہ ہوئے۔

حضرت بہاء اللہ نے بہت چاہا کہ جناب قرۃ العین کا اور آپ کا ساتھ نہ چھوٹے مگر افسوس آپ کے تمام خدمات اور اُن مالی قربانیون پر پانی پھر گیا۔ آپ تو اپنے وطن مالوف طہران واپس ہوئے اور حضرت قرۃ العین ملا محمد علی قدوس کے ساتھ ہولین اور اس طرح کہ آخر جمع الشمس والقمر کا مصداق ثابت ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل حصۂ اوّل صٹ۹۶ مین ملاحظہ ہو

حضرت قدوس جناب قرۃ العین کو ساتھ لئے ہوئے بارفروش د

مازندران کی طرف تشریف لے گئے۔ مرزا یحییٰ صبح ازل جیسا کہ اسکے قبل ہم نے لکھا ہے مازندران گئے ہوے تھے۔ اب حضرت قدوس وغیرہ کی تشریف آوری کی اطلاع سنکر بارفروش کی طرف روانہ ہوے اور راستہ مین آکر قدوس کی زیارت سے بہرہ مند ہوئے۔ حاجی میرزا جانی کا بیان ہے کہ۔

حضرت قدوس ہمینکہ ایشان را دیدند در نہایت مسرور شدہ ازمیان جمعیت قدری دور شدہ و جناب ازل را نیز بہمراہ بردہ با ایشان اظہار ملاطفت و مہربانی زیادی فرمودند و صحبتہا داشتند و خطبہ انشاء فرمودہ بان لحن حسن خود کہ دم عیسیٰ از روح آن اخذ روح نمودہ تا آنکہ محیی اموات گردیدہ تغنّی می فرمودند پس تخم محبّت خود را کہ جنت توحید بود در مزرعۂ قلب طاہرش کشتند

حضرت قدوس نے جونہی انکو دیکھا بہت خوش ہوے۔ عام مجمع سے کچھ دور لیجاکر جناب ازل کو اپنے پاس بٹھایا بہت دیر آپ کے ساتھ خاص باتین کرتے رہے اور ایک خاص خطبہ اپنا اُس لہجہ مین کہ جس سے دم عیسوی بھی فیض یاب ہوکر حیات بخش اموات بنا ہوا گا رہے تھے۔ اس طرح اپنی محبت کا بیج جو درحقیقت توحید کا بہشت تھا اُنکے پاک دل کی زمین مین بودیا اور تمام خلق سے بے تعلقی اور مجرّد ہونے کی تصویر

وتصویر نیکی صورت انقطاع و
تجرد درا بر لوح فوادش نمودند
واز نفحات انجذابات سری
وجہری منجذب وجذابش فرمودند
واز شراب کمیاب کیمیا اثری
سرمست ومؤثر در دہرش نمودہ
بلی سہ

گوہر پاک باید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ گلی لؤلؤ ومرجان نشود

بہرحال آنچہ ظرف قابلیت
ایشان لائق بود مملو از رزق نور
فرمودند ودر رکاب ہمایون بردند
الی بارفروش ودر بارفروش
خدمت جناب طاہرہ رسیدہ و
بامر حضرت قدوس ایشان را
برداشتہ بجائیکہ مامور بودہ بردند
ودیگر بحسب ظاہر شرفیاب فیض

اُنکے لوح دل پر کھینچدی اور خفیہ وعلانیہ
جذب وشوق کی خوشبوؤن سے انکو دل
باختہ اور دلربا بنادیا اور کیمیا کی تاثیر
والی نایاب شراب سے اُنکو مدہوش
کر دیا سچ ہے ۔ پاک جوہر ہونا چاہئے
جو فیض حاصل کرنے کے قابل ہو
ورنہ ہر پتھر اور مٹی تو موتی مونگا نہین
بنجاتی ۔ بہرحال جتنی اُنکے ظرف قابلیت
مین سمائی تھی اُتنا نور کے رزق سے
مملو کر دیا ۔ یہ اُنکے ہمراہ رکاب رہے
یہانتک کہ بارفروش پہونچے ۔
بارفروش مین جناب طاہرہ کی
خدمت مین شرفیاب ہوے
اور حضرت قدوس کے حکم سے
اُنکو جہان کا حکم ملا تھا وہان
لیجا کر پہونچایا اس کے بعد سے
وہ ظاہری طور پر حضرت قدوس

حضور حضرت قدوس نشدند
ولی در هر آن دماغ محبت ایشان
از ریاح جذبات غیبیهٔ اوشان
تر بوده و دیدهٔ دل مبارکش
از اشراقات انوار سرّیه منور
میشده بحدیکه از همان روز
ظهور آثار جمال وجلال از
طلعت همایونش ظاهر گردیده
که اصحاب فهمیدند خلاصه خدمت
جناب طاهره مکرر می رسیدند
و آن مادر امکان همچو دایهٔ آن
طفل ازلیه را از لبن لم یتغیر
طعمهٔ شیر داده و در مهد آداب
حسنه واخلاق پسندیده تربیت
نموده و دلیلا سبلهای سلوک اهل
فطرت مستقیمه مسلوک داشته تا آنکه
بنیهٔ ایشان قوی گردیده۔

کے حضور مین شرفیاب نہین ہوے
لیکن ہر وقت دماغ اُنکی محبت
کا اُنکے غیبی جذبون کی ہوا سے ترو
تازہ رہتا تھا اور دیدۂ دل اُنکا
سرمدی انوار کی روشنی سے منور
ہوتا تھا جس کا تمام اصحاب نے
اندازہ کر لیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ
یہ خدمت مین جناب طاہرہ کے
بہت مرتبہ شرفیاب ہوے اور
وہ تمام عالم امکان کی مادر گرامی
قدر مثل اناؤن کے اُس طفل
ازلیت (حضرت ازل) کو اپنے دودھ
سے جس کا مزہ بدلنے والا نہین ہے دودھ
پلاتی تھین اور گہوارہ مین آداب
اخلاق کی تربیت کرتی تھین اور صحیح
فطرت کے راستہ پر چلنے کی ہدایت کرتی تھی
یہانتک کہ آپکا جسم قوی ہو گیا اور آپ مین طاقت آ

یہ صورت واقعہ نظر مین رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت قرۃ العین بہاء اللہ کے گھر مین مقیم تھین جب حضرت ازل بھی طہران مین تھے۔

خراسان کی مہم پر جانے کے لیے حضرت بہاء اللہ ازل کے جانے کے کسی طرح روا دار نہین ہوے۔ کچھ ایسی باتین بھی پیش آئین کہ ازل کو طہران چھوڑ دینا پڑا اور مازندران چلے گئے۔ حضرت بہاء اللہ کی کوشش یہ تھی کہ قرۃ العین کسی طرح مجھ سے الگ ہون اس مین وہ صحراے بدشت تک کامیاب ہوے لیکن اسکے بعد پہلے سے کچھ ناگوار ہی تھی یا اسکے بعد کوئی صورت پیش آئی کہ قرۃ العین نے آپ کو چھوڑ دیا۔ وہ ملا محمد علی بارفروشی کے ساتھ مازندران کی سمت روانہ ہوگئین

بارفروش مین قرۃ العین کی موجودگی مین طہران سے نکلے ہوے ازل کو بہاء کے بجاے حضرت قرۃ العین کی مصاحبت نصیب ہوگئی اور اس طرح کہ تن تنہا وہ آپ کو لیکر جہان خدا کو معلوم وہان تک لے گئے اور برابر آپ کی خدمت مین شرفیاب ہوتے رہے۔

حضرت قرۃ العین کی مہربانیون کے حضرت ازل پر زیادہ ہونے ہی کا نتیجہ تھا کہ دیگر اصحاب بھی آپ کو بڑی قدر و منزلت سے دیکھنے لگے اور ہم دیکھتے ہین کہ حاجی میرزا جانی ایسا شخص یہ کہ رہا ہے کہ حضرت قرۃ العین کی مصاحبت سے شرفیاب ہونے کے پہلے ازل مین

وہ غیر معمولی کمالات نہ تھے جواب ہو گئے۔

ہم تو اسکو یہ سمجھتے ہین کہ انسان کے عقیدۂ وخیال کا اثر اُس کے محسوسات پر بہت پڑتا ہے۔ ازل قرۃ العین سے ملاقات کے بعد بھی علمی وعملی حیثیت سے وہی ازل ہونگے جو اسکے پہلے تھے۔ مگر قرۃ العین کی حد سے زیادہ مہربانیون کی بدولت اصحاب کے نظر مین ازل کی وقعت بڑہی اور دل مین عظمت پیدا ہوئی۔ اُس عظمت کے ساتھ اخلاق آداب کمالات سب ہی بے مثل و بے نظیر معلوم ہونے لگے۔ یہ معلوم ہونے لگا کہ ازل اب کچھ اور ہو گئے وہ ہین ہی نہین جو پہلے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایران سرزمین شیرین و فرہاد ہمیشہ سے جلوہ زار حسن و حمیت ہے۔ ازل کی عمر کا اسوقت سولوان سال تھا۔ جو دیکھتا تھا جذب و شوق سے مملو ہو جاتا تھا ناظرین نے دیکھا کہ قدوس ایسا مقدس بزرگ اُس نے ازل کو جو دیکھا تو تمام اصحاب کو چھوڑ دیا۔ اکیلے گوشۂ خلوت مین ازل کو لیکر پہونچ گیا اور ایسے وجد و طرب مین آیا کہ۔

داؤدی نغمون کی آواز سے فضاے صحرا مملو ہو گئی اور تاریخ کے ورق مین اُس کا تذکرہ محفوظ رہ گیا۔

پھر اگر حضرت قرۃ العین کی توجہ بھی آپ کی طرف بہاء اللہ سے زیادہ ہو تو کیا تعجب ہے۔

ناظرین اس کا لحاظ رکھین کہ کہین یہ چیزین پیش خیمہ اُس عظیم دشمنی کا نہ ثابت ہون جو آیندہ حضرت بہاء اللہ اور صبح الازل مین ہونے والی ہے اور جس کی آگ کے شعلے سطح فلک سے باتین کرینگے۔

قلعۂ شیخ طبرسی کی جنگ

جب حضرت ملا محمد علی قدوس اپنے اصحاب سمیت قلعۂ شیخ طبرسی مین محصور اور مصروف پیکار تھے اُسوقت حضرت بہاء اللہ اور حضرت صبح ازل دونون بھائی چند دیگر بابی اصحاب کے ساتھ جن مین حاجی میرزا جانی مصنف نقطۃ الکاف بھی تھے حضرت قدوس کی امداد کے لیے روانہ ہوے لیکن قلعہ کے اندر پہونچنے مین کامیاب نہین ہو سکے "آمل" کے مقام پر گرفتار ہو گئے۔ حاجی میرزا جانی کا بیان ہے کہ ہم لوگ سب شب کو پکڑ لئے گئے اور حضرت مرزا یحیی بوقت صبح مخفی ہو گئے صبح کو حضرت ازل کو گرفتار کر کے شہر مین لایا گیا۔ اہل شہر نے بازارون اور کوچون مین اُنکو بہت اذیت پہونچائی آخر وہین جہان دوسرے ساتھی تھے آپ بھی پہونچا دیئے گئے۔ ان تمام لوگون کو علمائے آمل کے یہان لے گئے اور عقائد دریافت کئے گئے۔ بعد دریافت عقائد مرزا حسین علی بہاء اللہ بعض لوگون کو بید لگائے گئے۔ حاجی مرزا جانی

اور صبح ازل اس سزا سے محفوظ رہے۔ بہت عرصہ تک یہ لوگ آمل مین مقید تھے جس کے بعد کسی نہ کسی طرح سب کو رہائی حاصل ہوئی

بہاءاللہ کی بدگمانی
اور
صبح الازل کی پریشانی

یہ تو معلوم ہے کہ بہاء اللہ اور صبح الازل باہم دونون سگے نہین بلکہ سوتیلے بھائی تھے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ صبح الازل بہاء اللہ سے چھوٹے تھے اور چھوٹے کے اپنے سے زیادہ فروغ کو بڑا بھائی اکثر دیکھ نہین سکتا ہے یہ بھی ہم نے دیکھا کہ صبح ازل کو بہاء اللہ نے خراسان کی مہم پر جانے نہین دیا اور ایسے حالات پیش آئے کہ صبح ازل طہران مین نہ رہ سکے۔ یہ بھی واقعات سے پتہ چلا کہ بعض اسباب کی بنا پر صبح الازل کی طرف اصحاب کی توجہ بہاء اللہ سے زیادہ ہوگئی تھی۔

حضرت قدوس سے ملاقات کے موقع پر قدوس کا صبح ازل کو خلوت مین لیجانا اور گھنٹون راز کی باتین کرنا۔ حضرت قرۃ العین کو تنہا صبح ازل کا اپنے ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر لیجانا اور وہان متعدد بار آپکی خدمت سے شرف اندوز ہونا۔ ان امور کا نتیجہ تھا کہ اصحاب کی

نظر توجہ صبح الازل کی طرف خاص طور سے پڑنے لگی تھی۔ قلعہ شیخ طبرسی کی طرف جانے کے سلسلہ مین اتفاق سے آمل و مازندران مین دونون بھائیون کا متعدد اصحاب کی معیت مین ساتھ ہو گیا اور اب مقابلتہً ایک جگہ رہ کر بھی دیکھ لیا گیا کہ اصحاب صبح الازل کی بہاء اللہ سے زیادہ عزت کرتے ہین۔ وہ اُنکی ہر نقل و حرکت کو غیر معمولی صورت سے دیکھتے اور اُس مین کچھ کرامت مضمر سمجھتے ہین چنانچہ حاجی مرزا جانی جو خود حضرت باب اور بڑے بڑے اصحاب کی آنکھین دیکھے ہوے تھے انہین بھی مرزا یحیی مین کچھ نظر آرہا تھا اور وہ اُنکے حالات کو بڑی اہمیت کی نظر سے دیکھ رہے تھے چنانچہ وہ اس واقعۂ آمل کا تذکرہ کرتے ہوے لکھتے ہین۔ الفاظ سے قلبی عقیدت کا پتہ چلانا کچھ دشوار نہین ہے۔

نقطۃ الکاف صـ۲۴۲ مین ہے۔

درآن شب حضرت ازل	اس شب حضرت ازل کہین
پنہان شدند و ما را در شب آمل	مخفی ہو گئے تھے اور ہم لوگون کو رات
آوردند و اموال ما را بغارت	کے وقت آمل لے جایا گیا اور ہمارا
بردند و صبح آن شب حضرت ازل	تمام مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔
را گرفتہ بشہر آوردند و اہل شہر	صبح کو حضرت ازل کو گرفتار کرکے

در بازارها و کوچها بسیار بآن جناب
اذیت نموده بودند هنگامیکه وارد
شدند من دیدم بسیار با سرور
متبسم بودند احوال پرسیدم که
بر شما چه گذشت فرمودند همینکه
شما ها را گرفتند من در محلی پنهان
شدم و تا صبح مرا خواب نبرد صبح
اهل آبادی مطلع شده مرا گرفتند
و نزد شخص طوپچی که کدخدائی آن
ده بود بردند رختهای مرا بدل کردند
و پارهٔ ترسانیدند و تهدید بقتل
می نمودند و آخر الامر گفت اورا
بآمل ببرید در عرض راه که دو فرسخ
بود تا شهر من گاهی مناجات میکردم
بلسان عربی و گاهی بفارسی اشعار
فارسی می خواندم و با محبوب خود
سرگرم راز و نیاز بودم بحدیکه مطلقا

شہر مین لائے اور اہل شہر نے بازارون
اور کوچون مین بہت اُنجناب کو اذیت
پہونچائی جب وارد ہوے مینے آپ کو
دیکھا کہ بہت خوش تھے اور مسکرا رہے
تھے - مینے حالت دریافت کی کہ آپ پر
کیا گذری فرمایا جونہی تم لوگون کو گرفتار
کیا گیا مین ایک جگہہ پر چھپ گیا اور
صبح تک مجھے نیند نہین آئی صبح کو
بستی والون نے مطلع ہو کر مجھے پکڑوایا
اور اُس بستی کے رئیس کے پاس مجھ کو
لے گئے - میرے کپڑے بدلوائے گئے اور
کچھ ڈرایا دہمکایا گیا - آخر اُس نے کہا
کہ اسے آمل مین لیجاؤ - راستہ مین جو
دو فرسخ کا فاصلہ تھا اس مین مین کبھی
عربی مین مناجات پڑہتا تھا اور کبھی
فارسی کے اشعار اور برابر اپنے محبوب سے
مصروف راز و نیاز تھا یہانتک کہ

منتقل اسیری بدست اعدانبودم همینکه وارد شهر شدیم مردم لعن می نمودند و سنگ می زدند و آب دهن می افگندند و من تماشا می کردم۔

بالکل مجھے خبر نہ تھی کہ مین دشمنون کے ہاتھون مین اسیر ہون جونہی ہم شہر مین وارد ہوے لوگ لعنت کرتے تھے اور پتھر پھینکتے اور ہمارے اوپر تھوکتے تھے مگر مین اس سب کو بطور تماشا دیکھ رہا تھا۔

یہ حاجی میرزا جانی ایسے شخص کی عقیدت مندی تھی جو بقول علامہ میرزا ابوالفضل گلپایگانی قدماء اصحاب باب سے تھا اور بڑے بڑے لوگون کی صحبت سے شرفیاب ہوا تھا۔ وہ جب مرزا یحیی کا نام لینا چاہتا ہے تو حضرت ازل کہتا ہے اور جب بہاء اللہ کا تذکرہ کرتا ہے تو "اخوی الیشان" یعنے حضرت ازل کے بھائی صاحب کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔

یہ صورت حال حضرت بہاء اللہ کی طبع کو گوارا ہونا بہت مشکل تھی نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا یحیی کا وجود آپ کی آنکھون مین خار کی طرح کھٹکنے لگا۔ وہ مرزا یحیی جو کل آپ کی بدولت طہران سے نکلکر مازندران آیا تھا آپ ہی کی موجودگی مازندران کی بدولت مازندران سے نکلکر طہران جانے پر پھر مجبور ہو رہا ہے۔

اس واقعہ کو حاجی میرزا جانی نے صرف اتنی مختصر لفظون مین تحریر کیا ہے

بجہت اتہام جناب اخوی ایشان کہ می گفتند شاید لوائی برپا نمایند و موجب فسادی در آن حدود بشوند حضرات بزرگان آن سرحد مثل مرزا حسن اخوی اعتماد الدولہ مصلحت دران دانست کہ ایشان روانۂ دار الخلافہ گردند۔

آپ کے بھائی صاحب کی بدگمانی کی بدولت کہ اُنہوں نے کہا شاید آپ کوئی جھنڈا بلند کریں اور اُن اطراف مین فتنہ و فساد کا باعث ہوں بڑے بابی حضرات جو اُن اطراف مین موجود تھے جیسے اعتماد الدولہ کے بھائی مرزا حسن اُنہوں نے مصلحت یہ سمجھی کہ آپ طہران تشریف لے جائیں۔

مرزا یحییٰ کی مظہریت
اور
حضرت باب کی جانب سے قائم مقامی

اُدہر حضرت مرزا یحییٰ طہران کی طرف روانہ ہوئے۔ اِدہر قلعۂ شیخ طبرسی کی لڑائی کا خاتمہ ہوا اور حضرت ملا محمد علی قدوس قتل ہوئے۔

حاجی مرزا جانی کا نقطۃ الکاف، مین بیان ہے کہ۔

"بعد از تشریف بردن ایشان

آپ کے تشریف لے جانے کے چالیس دن بعد

بفاصلۂ چہل روز تقریباً خبر شہادت
حضرت قدوس بآن جناب سیدہ
شنیدم کہ من بعد از رسیدن خبر
شہادت سہ یوم تب شدیدی آن
جناب را عارض گردیدہ از شدت
حرارت نار فراق و بعد از سہ یوم
آثار قدوسی در ہیکل مبارک
الشان طالع گردیدہ و معنی رجعت
ظاہر شدہ و این واقعہ در سنۂ پنجم
از ظہور حق بودہ کہ آن جناب
ارض مبارکہ ارادہ گردیدند و
حضرت ذکر بسماء مشیت ظاہر شدند
و فتنۂ شہدائے سبعہ و حضرت وحید
و زنجان در این ظہور حادث گردید
و ہمینکہ عرائض جناب ازل بحضرت
ذکر رسیدہ در نہایت مسرور شدند
و بنائے غروب شمس ذکریہ و طلوع

کے بعد تقریباً جناب قدوس کی شہادت
کی خبر آپ کو معلوم ہوئی۔ سنا ہے کہ خبر
شہادت پہونچنے کے بعد تین روز تک
آپ آتش فراق کی گرمی سے سخت بخار
مین مبتلا رہے۔ تین دن کے بعد حضرت
قدوس کے آثار آپ مین نمایان ہوے
اور رجعت کے معنی ظاہر ہوے۔ اور یہ
واقعہ پانچوین برس ظہور حق کے تھا کہ
وہ جناب سرزمین مبارک ارادہ قرار
پائے اور حضرت علی محمد باب آسمان
مشیئت بنکر ظاہر ہوے۔ سات
شہیدون کا واقعہ اور حضرت وحید
اور زنجان کا قصہ یہ سب اس ظہور مین
ہوا ہے۔ جو نہی جناب ازل کے لکھے ہوے
عریضے حضرت علی محمد باب کو پہونچے
بہت خوش ہوے اور یہ بات قرار پائی
کہ آفتاب ذکریت (وجود علی محمد باب)

قمر از لیہ شدہ و لہذا بعد دو واحد از آثار ظاہر خود کہ طبق باطن بودہ باشد از قبیل قلمدان و کاغذ و نوشتجات و لباس مبارک و خاتم شریف و امثال آن را بجہۃ حضرت ازل فرستادند و وصیت نامہ نیز فرمودہ بودند و نص بوصایت و ولایت ایشان فرمودہ و فرمائش کردہ بودند کہ ہشت واحد بیان را بنویسید۔

غروب کرے اور ماہتاب ازلیت طالع ہو لہذا واحد کے عدد (۱۹) کے مطابق اپنے ظاہری آثار مین سے کہ جو باطن کے مطابق تھے جیسے قلمدان۔ کاغذ تحریرات لباس مبارک انگوٹھی اور ایسی ہی دوسری چیزین حضرت باب نے جناب ازل کو بھیجین اور وصیت نامہ بھی تحریر کیا اور اُنکے وصی اور امام خلق ہونے پر نص کی اور یہ فرمائش کی کہ آٹھ واحد بیان کے جو باقی رہگئے ہین وہ آپ تحریر فرمائین۔

جو کچھ عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے اور خیالات کے تحت مین انسان کو نظر آنے لگتا ہے۔ مثلاً یہ کہ حضرت قدوس کے تین دن کے بعد حضرت مرزا یحیی مین کچھ غیر معمولی آثار پیدا ہوگئے اور اُن سے بالکل حضرت قدوس کے خصوصیات نظر آنے لگے اور اس طرح رجعت کے معنی ظاہر ہوے۔

یہ تو مصنف کی عقیدت مندی سے متعلق ہے اور اُسکو کوئی

تاریخی حیثیت نہین دیجا سکتی لیکن جہان تک واقعات کا تعلق ہے اُسکو تاریخی حیثیت سے نظر انداز نہین کیا جا سکتا۔ اور وہ یہ کہ حضرت علی محمد باب نے قلمدان۔ کاغذ۔ اپنے تحریرات لباس۔ انگشتری وغیرہ یہ سب مرزا یحیی صبح ازل کو بھیجا تھا اور وصیت نامہ اُنہی کے نام تحریر کیا تھا اور اُس مین اُنہین اپنا جانشین بناتے ہوسے یہ وصیت کی تھی کہ وہ کتاب البیان کو ۸ واحد اور جو باقی رہ گئے ہین لکھکر ختم کرین اور اس طرح گویا متمم امر یاب قرار پائین۔

یہ حاجی میرزا جانی کا تاریخی بیان ہے۔

اس کی تائید کے لئے دوسرا بیان کونٹ ڈی گو بینو (کا ہے جو ۱۲۷۱ھ سے ۱۲۷۴ھ تک فرانس کی جانب سے بطور وزیر مختار کے طہران مین مقیم تھے اُنہون نے اپنی کتاب (مذاہب و فلسفہ در ایشیاے متوسط) مین اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

اصل فرانسیسی عبارت مسٹر براؤن کے انگریزی مقدمہ مین کتاب نقطۃ الکاف کے جو آخر مین ملحق ہے صفحہ ۳۴ پر موجود ہے اور اُس کا فارسی ترجمہ موصوف کے فارسی مقدمہ مین جو کتاب کے شروع مین ملحق ہے۔ صفحہ ۲۵ پر ہے۔ناظرین اُس کو ملاحظہ فرما سکتے ہین۔

وزیر موصوف اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۷ پر لکھتے ہین ۔

"تھوڑا اساتردد باب کی جانشینی کے متعلق پیدا ہوا تھا لیکن آخر مین سب کو معلوم ہو گیا کہ کون ہے لیکن انتخاب عام (رائے شماری) کے ذریعہ سے نہین کیونکہ کچھ ظاہری علامات اور بعض روحانی خصوصیات ہین جو روحانی طور پر رئیس مذہب کے معین کرنے کا ذریعہ ہوتے ہین - وہ بالکل جوان شخص تھا اور صرف سولہ سال کی عمر تھی اور مرزا یحیی اُسکا نام ہے اور وہ میرزا بزرگ نوری کا فرزند ہے - مان نے اُسکی بچپنے ہی مین انتقال کیا تھا - باب کا لقب حضرت اعلیٰ تھا اور اس باب ثانی کا لقب حضرت ازل تھا - اس کو جانشینی کے لیے مقرر کیا جانا بغیر کسی سابقہ تمہید کے تھا اور بس ایک ہی مرتبہ تمام بابیون نے اس شخص کو اس عہدہ کے ساتھ پہچان لیا"

معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت مسلمہ طور سے مرزا یحیی صبح ازل بحیثیت جانشین حضرت باب کے بابی جماعت مین مان لیے گئے تھے ۔

یہ دونون تاریخی گواہیان اُسوقت کی ہین جب حضرت بہاء اللہ کے دعوے کا پتہ بھی نہین تھا ۔

بہائی لوگ حضرت بہاء کے حق مین کوئی اس طرح کی شہادت پیش کرنیسے قاصر ہین

حضرت باب کا مکتوب صبح ازل کے نام

پروفیسر براؤن نے اپنے مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ ۳۴ مین یہ مکتوب درج کر دیا ہے جو حضرت علی محمد باب نے صبح ازل کو تحریر کیا تھا اور جس سے اُن کی جانشینی پر روشنی پڑتی ہے۔

اللہ اکبر تکبیرا کبیرا

هذا کتاب من عند الله المهیمن	یہ خط خدائے مہربان قائم و دائم کی
القیوم الی الله المهیمن القیوم	جانب سے خدائے مہربان قائم و دائم کے
قل کل من الله مبدأون قل	نام۔ کہو کہ سب خدا کی طرف سے پہلے
کل الی الله یعودون هذا	پہل آئے ہین۔ کہو کہ سب خدا کی طرف
کتاب من علی قبل نبیل ذکر	پھر رجوع کرجائینگے۔ یہ خط ہے علی قبل
الله للعالمین الی من یعدل	نبیل (یعنی علی محمد) کی طرف سے جو خدا
اسمه اسم الوحید ذکرالله للعالمین قل کل	کی یادگار ہے تمام عالمین مین اُس شخص
من نقطة البیان لیبدأون	کی طرف جس کا نام وحید کے نام کے برابر
ان یا اسم الوحید فاحفظ ما	ہے (یعنی یحیی) اور وہ بھی خدا کی یادگار ہے
نزل فی البیان وامر به	سارے جہانون مین کہو کہ تم سب نقطہ
فانک صراط حق عظیم۔	بیان سے پیدا ہوئے ہو۔ اے وحید نام

والے بیان مین جو احکام نازل ہوے
ہین اُنکی حفاظت کر اور اُنکا اجرا کر
کیونکہ تو خدا کا بڑا راستہ ہے۔

خط کے الفاظ پر ہنسنا چھوڑ کے اُس کے مضمون کو دیکھئے اس کے ادبی بعض پہلوؤن کو تو ہم نے اس کتاب مین پہلے لکھا ہی۔ اُن سے بحث نہین مطلب سے کام ہے کہ اس سے یقیناً صاف ثابت ہوتا ہے کہ علی محمد باب نے مرزا یحیی کو وہی درجہ دیا ہے جو خود اُنکے لیئے حاصل تھا اور اُنہین کتاب البیان کا محافظ اور اُس کے احکام کا اجرا کنندہ قرار دیا ہے جس سے جانشینی کا نتیجہ ظاہر ہے۔

اس قسم کے اور خطوط بھی حضرت باب کی طرف سے حضرت مرزا یحیی کے نام نازل ہوئے ہین۔ ایک خط اس سلسلہ کا ہم اپنی کتاب کے پہلے حصہ صـ۳۳ مین درج کر چکے ہین جس کی ابتدا یہ ہے۔

بسمہ العزیز المحبوب ھذا	یہ خط ہے خدائے مہیمن و قیوم
کتاب من عند اللہ المہیمن	کی طرف سے خدائے عزیز محبوب
القیوم الی اللہ العزیز	کے نام الخ۔
المحبوب الخ	

خطوط کے متعلق سیاحت کتب کے بعد حضرت عبد البہاء عباس

آفندی کا اپنی زبان سے اقرار بھی ملاحظہ ہو جو صفحہ ۱۳۱ سفرنامۂ عبد البہاء جلد اوّل مین موجود ہے۔

روز (۷) رجب (۲۲) جون صبح مطالبے درخصوص یحیا یُہا می فرمودند کہ چگونہ بوہم متمسک اندمی گویند دراوّل توقیع حضرت اعلی بیحیی این عبارت است۔ "من اللّٰہ العزیز المحبوب الی اللّٰہ العزیز المحبوب" وحال آنکہ این عبارت در بدایت توقیع بحضرت دیان وسائرین نیز مسطور است

ساتوین رجب (۲۲ جون) صبح کو کچھ باتین یحیائی جماعت کے بارے مین فرماتے تھے کہ کس طرح توہمات مین گرفتار ہین کہتے ہین کہ حضرت اعلیٰ (علی محمد باب) کے خط مین یحییٰ کے نام یہ عبارت ہے۔ "من اللّٰہ العزیز المحبوب الی اللّٰہ العزیز المحبوب" حالانکہ یہ عبارت حضرت دیان اور بعض دوسرے حضرات کے نام کے خطوط کے شروع مین بھی موجود ہے۔

ہماری سمجھ مین حضرت عبد البہاء کی یہ منطق نہین آئی۔

حضرت دیان نہین اور ہزار آدمیون کے نام یہ عبارت ہو۔ بہر حال وہ فضیلت کا پتہ ضرور دیتی ہے۔ ہم کہتے ہین کہ ایک سچے نبی (جیسا کہ بہائی حضرات علی محمد باب کو ماننے پر مجبور ہین) کی طرف سے کسی ایسے شخص کے نام ایسی عبارت نہین لکھی جا سکتی جو ملعون، مطرود، مردود گمراہ اور گمراہ کنندہ خلق ہونیوالا ہو۔

اس کے علاوہ حضرت دیان کے نام ہویا اور دوسرے اشخاص کے نام۔ حضرت حسین علی بہاء کے نام کہین اس طرح کی بھی تحریر نہین ہے اور ہم آیندہ لکھین گے کہ حضرت علی محمد باب کے زمانہ مین بہت سے اصحاب ایسے تھے جو حسین علی بہاء سے زیادہ شخصیت اور مذہبی عظمت رکھتے تھے لہذا یہ لکھنے کے کوئی معنی نہین کہ فقط ازل کو نہین لکھا تھا۔ بہت سے آدمیون کو لکھا تھا۔

بے شک یہ ابتدائی فقرات کوئی جانشینی و قائم مقامی کا خاص ثبوت نہین ہین لیکن اُسکے لیے پہلے خط کے آخری الفاظ ہین جس کے مثل دوسرے لوگون کے لیئے پیش نہین کیئے جا سکتے۔

حضرت باب کے قتل ہونیکے بعد

سنہ ۱۲۶۵ھ مین مرزا یحیی قائم مقام و جانشین کیئے گئے۔ اسوقت آپکی عمر ۱۹ سال کی تھی اس کے ایک سال بعد ۲۸ شعبان سنہ ۱۲۶۶ھ (بقول حضرات اہل بہاء) کو حضرت علی محمد باب قتل ہوئے اور تمام بابی جماعت کے نزدیک مسلمہ حیثیت سے حضرت مرزا یحیی صبح الازل اُنکے قائم مقام قرار پائے۔ اسکے بعد سے صبح ازل برابر گرمیون مین حوالی طہران مین شمیران کے مقام پر اور جاڑون مین اپنے اصلی وطن نور مازندران مین رہتے تھے اور تمام

وقت حضرت باب کے تعلیمات کی تبلیغ مین صرف کرتے تھے۔
روز یکشنبہ ۲۸ شوال ۱۲۶۸ھ کو تین آدمیون نے بابیون مین سے ناصرالدین شاہ کے قتل کا ارادہ کیا اور قاتلانہ حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کی جانب سے تقریبًا ۴۰ آدمی مشہور بابیون مین سے قید کئے گئے اور ۲۸ آدمی جن کے نام ناسخ التواریخ و روضۃ الصفا وغیرہ مین مذکور ہین روز چہارشنبہ ۳۰ ذی قعدہ ۱۲۶۸ھ کو قتل کئے گئے۔
اُن لوگون مین سے جو قتل ہوے حاجی میرزا جانی مصنف نقطۃ الکاف بھی تھے اور قید ہونے والون مین حضرت مرزا حسین علی بہاء تھے۔ حضرت صبح ازل جو اس موقع پر مقام "نور" مازندران مین تھے فورًا لباس تبدیل کرکے بغداد کی طرف رو بفرار ہو گئے۔ حکومت کو آپ کی خاص طور پر بڑی فکر تھی یہان تک کہ ہزار تومان انعام مقرر ہوا تھا کہ آپ کو گرفتار کیا جائے۔ مگر باوجود اس کے حضرت ازل صوفیہ کا لباس پہنے درویشون کی شکل بنائے، سر پر لانبی سی ٹوپی۔ ایک ہاتھ مین عصا۔ ایک ہاتھ مین کشکول گدائی لیئے ہوے ایران کی سرحد سے نکل گئے اور ۱۲۶۹ھ کے شروع مین بغداد پہونچ گئے۔ چار مہینہ کے بعد حضرت بہاء اللہ بھی قید خانہ سے رہا ہو کر بغداد پہونچے اور دونون بھائی یکجا ہوئے۔ رفتہ رفتہ تمام بابی حضرات ایران کے گوشون سے سمٹ سمٹ کر بغداد مین جمع ہونے لگے اور

۱۲۷۹ء تک یعنی دس سال کے قریب یہ لوگ اسی صورت سے بغداد مین مقیم تھے اور کوئی اختلاف حضرت بہاء اور صبح ازل مین نہ تھا۔ صبح ازل بحیثیت پیشوائے روحانی مسلمہ حیثیت کے مالک اور حضرت بہاء اُنکے تابع ومطیع تھے

اب اس کے بعد چونکہ حالات مین انقلاب ہونے والا ہے اور حضرت مرزا حسین علی بہار کچھ کے کچھ ہونگے اور بڑے دعوے کرینگے اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک نظر صفحۂ ماضی پر پھر کر لی جائے اور اسکی روشنی مین مستقبل کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرت بہاء اللہ کی شخصیت علی محمد باب کے زمانہ مین

بہائی حضرات کا اظہار ہے کہ حضرت بہاء اللہ کی شخصیت مرزا علی محمد باب کے زمانہ ہی مین ممتاز حیثیت رکھتی تھی اور وہ اصحاب باب مین سب سے مافوق ہستی تسلیم کئے جاتے تھے۔

ملاحظہ ہو کتاب کواکب دریہ جو دنیائے بہائیت کی موجودہ محل اعتماد تاریخ ہے صفحہ ۱۲۔

. بہاء اللہ مکاتبہ شان باباب حضرت بہاء اللہ کی خط وکتابت بابکے ساتھ

استمرار داشت وچنانکه اشاره شد وبشود اکثر از اصحاب پایۂ قدرش را برتر از ادراک خود شناخته و می شناختند ومشاوره با حضرتش را در هر امر لازم تر از همه چیز میشمردند

جاری تھی اور جیسا کہ اشارہ ہوا اور ہو گا اکثر اصحاب آپ کے مرتبہ کو اپنے ادراک سے بالاتر سمجھ چکے اور سمجھتے تھے اور ان حضرت سے مشورہ کو ہر امر میں ہر بات سے زیادہ ضروری خیال کرتے تھے

اس کے بعد لکھا ہے ۔

بسیاری از مسائل واقع می شد که تباین ونخالف کلی در انظار پیدا می شد وغالباً قرۃ العین را حکم کرده جواب کتبی یا شفاهی از او گرفته قانع میشدند نیز او هر چند در ابتدا استقلالاً جواب میداد ولی بعد از تشرف بحضور بهاء الله بدون مشورت با ایشان جوابی نمی داد واقدامی نمی کرد ۔

اکثر مسئلے ایسے آتے تھے جن میں اصحاب کے درمیان اختلاف پیدا ہو جاتا تھا ایسے موقعوں پر اکثر قرۃ العین کو ثالث بنا کر انسے تحریری یا زبانی فیصلہ حاصل کرتے تھے وہ بھی اگرچہ شروع میں بطور خود جواب دیتی تھیں لیکن جب سے بہاء اللہ کی خدمت میں شرف یاب ہوئیں تب سے بغیر آپ سے مشورہ کئے ہوئے کوئی جواب نہ دیتی تھیں اور نہ کوئی کام کرتی تھیں ۔

یہ ہے بہائی حضرات کا اظہار مگر جب ہم حقیقت حال پر گہری نظر

ڈالتے ہین تو واقعہ ہمین اسکے خلاف نظر آتا ہے۔

حضرت باب کے سب سے بڑھے چڑھے ہوے افراد وہ سابقون الاولون" تھے جنھین آپ نے "حروف حی" کا خطاب دیا تھا اور جو آپکے مذہب اور آپ کی تحریک کے سنگ اول سمجھے جاسکتے ہین۔

انھین آپ نے بڑے بڑے خطابون سے سرفراز فرمایا تھا اور انکا درجہ بڑا بلند پایہ رکھتا تھا۔

ان مین ایک ملاحسین بشروئی تھے جو سابقیت کا درجہ رکھتے تھے اور "باب لباب" کے لقب سے ملقب تھے۔ نیز قتل ہونے کے بعد حضرت باب کی بارگاہ سے "سید الشہداء" کے خطاب کے ساتھ مفتخر ہوئے۔ یہ وہ تھے جنکی نسبت خود حضرت بہاء اللہ نے اپنی کتاب "ایقان" مین لکھا ہے۔ لولاہ ما استوی اللہ علی عرش رحمانیتہ وما استقر علی کرسی صمدانیتہ

اگر یہ نہوتے تو خدا اپنی رحمانیت کے عرش پر متمکن اور صمدیت کی کرسی پر برقرار نہین ہو سکتا تھا"

ملا محمد علی بارفروشی تھے جو "قدوس" کے لقب سے مفتخر تھے اور جس زمانہ مین کہ قلعۂ شیخ طبرسی کا محاصرہ تھا اور جنگ چھڑی ہوئی تھی تو آپ نبی کے درجہ پر تسلیم کرلیے گئے تھے۔ "ملاحسین بشروی باب الباب" ایسا شخص انکے مقابلہ مین اپنی کوئی حقیقت نہ سمجھتا تھا۔

حاجی میرزا جانی کا نقطۃ الکاف صہ ۱۳۹ مین بیان ہے کہ شروع مین
جناب آخوند ملا حسین بشروئی کی فضیلت ملا محمد علی بارفروشی سے بدرجہا
بلند سمجھی جاتی تھی بلکہ ملا محمد علی کی کوئی فضیلت معلوم نہ تھی سوائے اِسکے
کہ وہ سفر حج مین حضرت باب کے ہمراہ تھے اسی بنا پر جب ملا حسین بشروئی
مازندران کی طرف گئے اور بارفروش مین وارد ہوے حاجی محمد علی بارفروشی کے
یہان قیام کیا اور پہلے دن آخوند ملا حسین صدر محفل مین تشریف فرما ہوے
اور جناب حاجی ملا محمد علی آپ سے مؤخر لیکن شب جو گذری تو لوگون کو یہ
دیکھکر حیرت پیدا ہوئی کہ صورت حال بالکل برعکس ہو گئی ہے جناب ملا
محمد علی صدر مین تشریف فرما ہین اور آخوند ملا حسین کی حالت رعب وہیبت
سے دگرگون ہے۔ مثل ایک ذلیل غلام کے اُنکی خدمت مین کھڑے ہوے
ہین معلوم ہوا کہ حضرت حبیب جنکا تذکرہ جناب ذکر (مرزا علی محمد باب)
ہمیشہ فرمایا کرتے تھے وہ آپ ہی ہین اور آپ نے بیس ہزار بیت (ہر بیت
۵۰ حرفون پر مشتمل ہوتی ہے) کی کتاب صرف اللہ الصمد کی شرح مین لکھی ہے۔
ان سب کے علاوہ سید یحیی دارابی ملقب بو حید ملا محمد علی ملقب بحجت
شیخ علی ترشیزی ملقب بجناب عظیم وغیرہ یہ تمام افراد وہ تھے کہ اگر ان مین سے
ایک شخص بھی موجود رہتا تو یہ حقیقت ہے کہ نہ مرزا یحیی صبح الازل کی کوئی
ہستی ہوتی اور نہ مرزا حسین علی بہار کی۔

حضرت مرزا حسین علی نہ سابقون الاولون مین سے تھے "نہ حروف حی" کے ارکان مین سے۔ نہ حضرت علی محمد باب کی طرف سے خطاب یافتہ تھے اور نہ اُن کی جانب سے کسی توقیع شریف کے ساتھ مفتخر و ممتاز۔

آپ صرف اس بنا پر کہ حضرت ملا محمد علی قدوس مازندران کے علاقہ کے رہنے والے بارفروشی تھے اور آپ بھی اُسی علاقہ کے رہنے والے نوری تھے اس لیے حضرت ملا محمد علی قدوس کے ساتھ ہو گئے تھے اور اُنہی کے اصحاب مین شمار ہوتے تھے۔

ملاحظہ ہو حاجی میرزا جانی کی کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۲۰۲۔

خلاصہ در سبزوار ماندند تا حضرت قدوس تشریف آوردہ، شرفیاب فیض حضور گردیدند و در نہایت اخلاص داشتند و از اجلۂ اصحاب کبار بودند و در فتنۂ بدشت نیز تشریف داشتند و بیرام محبت خود مستقیم بودند و مبلغہا نیز متضرر شدند و اعانت اصحاب را بہر جہت می فرمودند۔

مختصر یہ ہے کہ مرزا حسین علی سبزوار مین رہے یہان تک کہ حضرت قدوس تشریف لائے آپ اُنکی خدمت مین شرفیاب ہوئے اور بہت خلوص رکھتے تھے اور بڑے اصحاب مین شمار ہوتے تھے اور بدشت کے فتنہ مین بھی موجود تھے اور آپ محبت و وفاداری کی بات پر قائم رہے اور بہت نقصان بھی اٹھائے اور اصحاب کی ہر طرح سے امداد کی۔

دوسری جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قدوس نے آپ سے بعض باتین بطور پیشینگوئی کے فرمائین جس کے معنی بھی آپ کے ذہن مین نہ آئے، بعد مین جب واقعہ کا انکشاف ہوا تو خود آپ نے اظہار فرمایا کہ مجھے اس کی خبر دی گئی تھی مگر مین مطلب نہین سمجھا۔

ملاحظہ ہو نقطۃ الکاف ص ۲۱

ازجملہ اخبارے کہ دادند این	اُن خبرون مین سے جو حضرت قدوس
بود کہ در بدشت با میرزا حسین علی	نے دی تھین ایک یہ تھی کہ بدشت مین
کہ یکے از بزرگ زادگان می باشد فرمودہ	آپ نے مرزا حسین علی سے جو ایک معزز
بودند یک فتنۂ از ورائی این اصحاب	خاندان مین کے ایک شخص ہین فرمایا تھا
می باشد کہ فوقہ نار و تحتہ نار و ہواہ	کہ ایک فتنہ ان اصحاب کو درپیش ہے
نار و کلہ نار۔ یک زمانی حقیر جناب میرزا	جس کے اوپر آگ ہے نیچے آگ ہے۔ ہوا
را خدمتشان رسیدم ہمین نقل کردند ولی	اُسکی آگ ہے اور وہ سرتاسر آگ ہی ہے
گمان ایشان آن بود کہ حضرت	ایک موقع پر بندے جناب میرزا حسین علی سے
ادعائی خواہند کرد کہ مردم جمیعا	ملاقات کی تو آپ نے مجھ سے یہ پیشینگوئی
فرار خواہند کرد نمی دانستند کہ	بیان کی لیکن آپ کا یہ خیال تھا کہ شاید
مراد از حضرت حکایت قلعہ است	حضرت (قدوس) کوئی دعویٰ ایسا
کہ صورت خواہد بست کہ آتش	فرمانے والے ہین کہ سب لوگ فرار کر جائینگے

صرف بود۔	یہ نہین معلوم تھا کہ حضرت کا مقصود قلعہ کا واقعہ ہے جو ہونیوالا تھا اور سرتاسر آگ کی صورت رکھتا تھا۔

یہ تھی حضرت بہاء کی حیثیت جن کے متعلق بہائی تاریخ کو ایک دریہ مین ہے کہ خود اصحاب آپ کے درجہ کو حدود ادراک سے بلند سمجھتے تھے۔

نقطۃ الکاف مین جہان آپ کا ذکر بڑی تعریف و توصیف کے ساتھ ہے وہان بھی صرف اس حیثیت سے کہ آپ حضرت مرزا یحییٰ صبح ازل کے بڑے بھائی ہین۔

ملاحظہ ہو صـــ ۲۳۹ حضرت مرزا یحییٰ کے متعلق والدۂ بہاء اللہ کا خواب جو اس کے پہلے درج کیا جا چکا ہے لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہین۔

این حکایت را اخوی حضرت ازل کہ ولد ہمان مرحومہ باشد ذکر نمودند وایشان نیز آدمی ہستند باکمال ودر علم توحید در نہایت مسلط وصاحب اخلاق حمیدہ وصفات پسندیدہ ملقب ملقب بہاء۔	اس واقعہ کو مجھ سے حضرت ازل کے بھائی نے جو اُنہی مرحومہ کے بطن سے ہین مجھ سے بیان کیا اور وہ بھی باکمال شخص ہین اور علم توحید مین بہت قادر ہو اور عمدہ اخلاق اور پسندیدہ صفات رکھتے ہین اور بہاء کے لقب کے ساتھ ملقب ہین۔

تعریف کے الفاظ سے کسی طرح ثابت نہین ہوتا کہ جس کی تعریف ہو رہی

وہ کوئی بالکل غیر معمولی شخصیت رکھنے والا یا کسی عہدہ و منصب کا مالک ہے
"کونٹ ڈی گوبنو" نے کتاب "مذاہب و فلسفہ در ایشیائے متوسط
مین صبح ازل کی جانشینی کے تذکرہ مین بہاء اللہ کا ذکر کیا ہے لیکن بالکل
اس طرح کہ معلوم ہوتا ہے وہ انکو بالکل پہچانتے نہین ہین اور صرف مرزا
یحیی کے حالات کے ذیل مین ضمنی طور سے انکا ذکر سنا ہے اس سبب وہ اُنکے
بیان اوصاف مین دھوکا بھی کھا رہے ہین ۔

مرزا یحیی کے حالات مین تحریر ہے ۔

مادرش در طفولیت وے
فوت شد و زن یکی از رؤسائے
بابیہ کہ یکے از حروف واحد و ملقب
است بجناب بہاء در عالم رؤیا
از پریشانی حال آن طفل جلیل القدر
مطلع گردیدہ آن طفل را نزد
خود آورد تا سن پنج سالگی اورا
توجہ و تربیت نمود ۔

ماں اُنکی بچپنے مین انتقال کر گئی
تھین بابی مذہب کے سرگردہون
مین سے ایک شخص جو حروف واحد
مین سے اور جناب بہاء کے لقب سے
ملقب ہین اُنکی بیوی کو خواب مین
اُس جلیل القدر بچہ کی پریشانی کا
حال معلوم ہوا ۔ وہ اُس بچہ کو اپنے
پاس لے آئین اور پانچ سال کی عمر
تک اُسکی تربیت کی ۔

یہ وہی واقعہ ہے جو حاجی میرزا جانی کی کتاب سے ہم اس کے

پہلے درج کرچکے ہین - اُسے کونٹ دی گوبنیو نے صرف سامعی حیثیت سے درج کیاہے لہذا اسُ مین چند غلطیان ہوگئی ہین

پہلے یہ کہ جناب بہاء کو ‌"حروف واحد" مین سے لکھا ہے یہ غلط ہے اور اسی لیے پروفیسر براؤن نے بھی اس عبارت پر نیچے حاشیہ لکھدیا ہے کہ "سہو است چہ بہاء اللہ از حروف واحد نبود احیا عا"

دوسرے یہ کہ حضرت مرزا یحییٰ کی تربیت اور اسُ خواب کو جو اس کے متعلق تھا حضرت بہاء کی بیوی کی طرف منسوب کیاہے حالانکہ وہ اُنکی والدہ سے متعلق تھا - تیسرے یہ کہ واقعہ سے پتہ چلتاہے کہ حضرت بہاء مرزا یحییٰ سے کوئی تعلق نہین رکھتے تھے اور بالکل اجنبی تھے - صرف اس خواب کی بناپر آپ کی اہلیہ اُنکو لے آئین حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت بہاء مرزا یحییٰ کے بڑے بھائی تھے اور پہلے سے آپ کی والدہ ہی اُن کی تربیت مین مصروف تھین -

ان غلطیون سے صاف ظاہر ہے کہ مورخ مذکور کو یہ واقعہ صرف افواہی طور پر اور لوگون کی زبان سے معلوم ہواہے جس مین اُس کو یاد رہنے مین غلطی ہوی -

لیکن اس سے یہ نتیجہ یقینی طور پر نمایان ہے کہ حضرت مرزا یحییٰ کی جانشینی - آپ کے حالات اور خصوصیات زندگی بابی جماعت مین اسطرح

زبانزد تھے کہ غیر متعلق اور اجنبی اشخاص تک وہ پہونچتے ضرور تھے اور حضرت بہاء اللہ کا نام صرف ضمنی طور پر مرزا یحیی کے تذکرہ کے ذیل میں اُن تک پہونچتا تھا اور وہ اُن سے کسی مخصوص حیثیت سے واقف نہ ہوتے تھے

اس سب کے بعد ہم کسی طرح نہیں سمجھ سکتے کہ بہاء اللہ کو حضرت باب کے زمانہ میں کوئی خاص اہمیت حاصل تھی۔

آپ تو اُس زمانہ میں دو بہاء اللہ کے لقب سے بھی موسوم نہ تھے بلکہ صرف دو بہار، کہے جاتے تھے جس کے اوپر اُس زمانہ کی تحریریں گواہ ہیں۔ اُس کے متعلق بھی یہ ثبوت نہیں ہے کہ خاص علی محمد باب کا دیا ہوا لقب تھا یا قدوس وغیرہ کے ایماسے تھا۔ بہت ممکن ہے کہ آپ نے خود یہ لقب اختیار کرلیا ہو اور وہ مشہور ہو گیا ہو۔

حضرت باب کے قدمائے اصحاب اور بڑے درجہ کے لوگ سب اُنہی کی زندگی میں ختم ہو گئے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت باب الباب اور حضرت قدوس کے قتل ہونے نے حضرت باب کو بہت شکستہ خاطر کر دیا تھا اور آپ سمجھتے تھے کہ آپ کی تحریک کا باقی رکھنے والا اب کوئی شخص نہیں ہے۔

اس زمانہ میں آپ کو مرزا یحیی صبح ازل کے لکھے ہوئے عرائض جو پہونچے تو جیسا کہ نقطۃ الکاف صـ ۲۴۳ پر ہے۔

از شدت سرور چندین مرتبہ	خوشی کے جوش میں آپ چند مرتبہ

برخواستند و نشستند و شکر حضرت معبود را بتقدیم رسانیدند۔ کھڑے ہوے اور بیٹھے اور حضرت معبود کا شکر ادا کیا۔

اس کے بعد آپ نے بہت جلد مرزا یحیی کو اپنا جانشین کر دیا اور تمام بابی حضرات نے اُس کو "آمنا وصدقنا" کہکر تسلیم کر لیا

حضرت مرزا حسین علی بہار کو مرزا یحیی کے ساتھ اُنکی رفتار عمل اور نفسانی کیفیت کو دیکھتے ہوے جو سابقہ واقعات سے ظاہر ہے۔ یہ امر کتنا ناگوار ہوا ہوگا اس کا اندازہ قلم کی زبان سے مشکل ہے۔

مگر چارۂ کار کوئی نہ تھا۔ جانشینی مسلم ہو چکی تھی اور سب نے تسلیم کر لی تھی۔ بمجبوری آپ کو بھی خاموش ہونا پڑا اور ایک عرصہ تک آپ نے اس کو برداشت کیا۔

گذشتہ واقعات پر نگاہ بہائی تاریخ کی روشنی مین

ہم جس وقت خاص الخاص بہائی تاریخ کے بیانات کو دیکھتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا یحیی کی جانشینی اور عام وخاص سب کی نگاہ مین عہدۂ ومنصب کے ساتھ نامزدگی ایک ایسی روشن اور ناقابل انکا

حقیقت ہے کہ باوجود ہزار گونہ تعصبات کے بہائی مورخین بھی اس کا انکار نہین کرسکتے اور وہ اس کو پیچ در پیچ تاویلات اور بہانون کے پردون مین چھپانے پر مجبور ہوتے ہین۔

ملاحظہ ہو کتاب مقالہ سیاح جو اسوقت بہائی دنیا کی مقبول و مشہور کتاب ہے اور حقیقۃً حضرت عبدالبہاء عباس آفندی کی نتیجہ قلم ہے صفحہ ۸۸ تا صفحہ ۹۰۔

(بہاء اللہ) در سر مخابرہ و ارتباط با باب داشت و واسطۂ این مخابرہ ملا عبدالکریم قزوینی شہیر بود کہ رکن عظیم و شخص امین باب بود و چون از برائے بہاء اللہ در طہران شہرت عظیم حاصل بود قلوب ناس باو مائل با ملا عبدالکریم در این خصوص مصلحت دیدند کہ با وجود ہیجان علماء و تعرض حزب اعظم ایران و قوۂ قاہرہ امیر نظام باب و بہاء اللہ ہر دو در

بہاء اللہ خفیہ طور پر حضرت باب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ رکھتے تھے اور اس خط و کتابت کا ذریعہ ملا عبدالکریم قزوینی تھے کہ جو حضرت باب کے بہت بڑے رکن رکین اور معتمد شخص تھے۔ چونکہ بہاء اللہ کے لئے طہران مین بہت بڑی شہرت حاصل تھی اور لوگون کے دل انکی جانب مائل تھے اس لئے ملا عبدالکریم کے ساتھ اس بارہ مین مشورہ ہوکر یہ رائے قائم ہوئی کہ علماء کے اس جوش و خروش اور ایذ

مخاطرهٔ عظیمه و تحت سیاست شدید
اند پس چارهٔ باید نمود که افکار
متوجه شخص غایبی بود باین وسیله
بهاء الله محفوظ از تعرض ناس
ماند و چون نظر ببعضی ملاحظات
شخصی خارجی را مصلحت ندانستند
قرعهٔ این فال را بنام برادر بهاء الله
(مرزا یحیی) زدند باری بتائید و تعلیم
بهاء الله او را مشهور و در لسان
آشنا و بیگانه معروف نمودند
و از لسان او نوشتجاتی بحسب
ظاهر بباب مرقوم نمودند و چون
مخابرات سریه در میان بود این
رای را باب نهایت پسند نمود
باری [illegible] یحیی مخفی و پنهان شد
و اسمی از او در السن و افواه بود
و این فقره عظیم تاثیر عجیب کرد

بڑی جماعت کے اختلاف اور شاہی طاقت
و اقتدار کے ہوتے ہوے باب اور بہاء اللہ
دونون بڑے خطرے مین ہین۔ کوئی تدبیر
ایسی ہونا چاہیے۔ کہ لوگون کی نظرین
کسی غائب شخص کی طرف متوجہ ہون
اور اس طرح بہاء اللہ لوگون کے حملہ سے
محفوظ رہ جائین۔ چونکہ بعض مصالح کی
بنا پر کسی باہر کے شخص کا ہونا مناسب
نہین خیال کیا گیا اس لئے قرعۂ انتخاب
بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحیی کے نام آیا
چنانچہ بہاء اللہ کی تائید اور تعلیم سے وہ
مشہور اور ہر اپنے پرائے کی زبان پر معروف
ہوگئے اور انکے نام سے بعض خطوط ظاہری
طور پر حضرت باب کے نام لکھے گئے اور
چونکہ خفیہ مراسلت درمیان مین قائم
تھی اس رائے کو حضرت باب نے بھی
نہایت پسند کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزا یحیی

کہ بہاءاللہ باوجود آنکہ معروف	نظروں سے پوشیدہ اور اُنکا نام لوگوں
ومشہور بود محفوظ ومصون ماند	کے زبان ودہن مین مشہور ہوگیا - اور
این پردہ سبب شد کہ کسی از	اس بڑی تدبیر کا عجیب اثر ہوا کہ بہاءاللہ
خارج تفرس ننمود ونجیال تعرض	باوجود اسکے کہ بہت مشہور ومعروف
نیفتاد تا آنکہ بہاءاللہ باذن	شخص تھے پھر بھی محفوظ رہے اور یہ پردہ
پادشاہی خارج از طہران ماذون	سبب ہوا کہ کوئی بیرونی شخص سمجھ نہ سکا
سفر عتبات عالیات شد۔	اور اُنکے درپے آزار نہین ہوا - یہان تک
	کہ بہاءاللہ بادشاہ کی اجازت سے طہران سے
	باہر گئے اور عتبات عالیات کے سفر کی
	اجازت حاصل ہوئی۔

اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ جہان تک واقعات کا تعلق ہے مذکورہ عبارت سے تمام اُن حالات کی تصدیق ہو رہی ہے جو ہم نے سابق مین تحریر کیے ہین بیشک اُس مین یہ تاویل کیجا رہی ہے کہ درپردہ یہ خود حضرت بہاءاللہ کی کارستانی تھی کہ مرزا یحیی کو اُنہون نے بحیثیت ایک غیر معمولی ہستی کے مشہور ہو جانے دیا ورنہ درحقیقت کچھ تھا نہین۔

اہل عقل خیال فرما سکتے ہین کہ ایک غیر متعلق شخص جب رائے قائم کرنے بیٹھے گا تو وہ اُنہی حالات پر نظر ڈالے گا جن کا تاریخی وواقعاتی حیثیت

مخاطرهٔ عظیمه و تحت سیاست شدید
اندیس چارهٔ باید نمود که افکار
متوجه شخص غایبی بود باین وسیله
بهاء الله محفوظ از تعرض ناس
مانند و چون نظر ببعضی ملاحظات
شخصی خارجی را مصلحت ندانستند
قرعهٔ این فال را بنام برادر بهاء الله
(مرزا یحیی) زدند باری بتائید و تعلیم
بهاء الله او را مشهور و در لسان
آشنا و بیگانه معروف نمودند
و از لسان او نوشتجاتی بحسب
ظاهر بباب مرقوم نمودند و چون
مخابرات سریه در میان بود این
رای را باب بنهایت پسند نمود
باری مرزا یحیی مخفی و پنهان شد
و اسمی از او در السن و افواه بود
و این توریه عظیم تاثیر عجیب کرد

بڑی جماعت کے اختلاف اور شاہی طاقت
واقتدار کے ہوتے ہوے باب وبہاء اللہ
دونون بڑے خطرے مین ہین۔ کوئی تدبیر
ایسی ہونا چاہیے۔ کہ لوگون کی نظرین
کسی غائب شخص کی طرف متوجہ ہون
اور اس طرح بہاء اللہ لوگون کے حملہ سے
محفوظ رہ جائین۔ چونکہ بعض مصالح کی
بنا پر کسی باہر کے شخص کا ہونا مناسب
نہین خیال کیا گیا اس لئے قرعہ انتخاب
بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحیی کے نام آیا
چنانچہ بہاء اللہ کی تائید اور تعلیم سے وہ
مشہور اور ہر اپنے پرائے کی زبان پر معروف
ہو گئے اور انکے نام سے بعض خطوط ظاہری
طور پر حضرت باب کے نام لکھے گئے اور
چونکہ خفیہ مراسلت درمیان مین قائم
تھی اس رائے کو حضرت باب نے بھی
نہایت پسند کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرزا یحیی

که بهاء الله با وجود آنکه معروف
و مشهور بود محفوظ و مصون ماند
این پرده سبب شد که کسی از
خارج تفرس ننمود و نخیال تعرض
نیفتاد تا آنکه بهاء الله باذن
پادشاهی خارج از طهران ماذون
سفر عتبات عالیات شد۔

نظرون سے پوشیدہ اور اُنکا نام لوگون
کے زبان و دہن مین مشہور ہوگیا۔ اور
اس بڑی تدبیر کا عجیب اثر ہوا کہ بہاءاللہ
باوجود اسکے کہ بہت مشہور و معروف
شخص تھے پھر بھی محفوظ رہے اور یہ پردہ
سبب ہوا کہ کوئی بیرونی شخص سمجھ نہ سکا
اور اُنکے درپے آزار نہین ہوا۔ یہان تک
کہ بہاءاللہ بادشاہ کی اجازت سے طہران سے
باہر گئے اور عتبات عالیات کے سفر کی
اجازت حاصل ہوئی۔

اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ جہان تک واقعات کا تعلق ہے مذکورہ عبارت سے تمام اُن حالات کی تصدیق ہو رہی ہے جو ہم نے سابق مین تحریر کیے ہین بیشک اُس مین یہ تاویل کیجا رہی ہے کہ درپردہ یہ خود حضرت بہاءاللہ کی کارستانی تھی کہ مرزا یحییٰ کو اُنہون نے بحیثیت ایک غیر معمولی ہستی کے مشہور ہو جانے دیا ورنہ درحقیقت کچھ تھا نہین۔

اہل عقل خیال فرما سکتے ہین کہ ایک غیر متعلق شخص جب رائے قائم کرنے بیٹھے گا تو وہ اُنہی حالات پر نظر ڈالے گا جن کا تاریخی و واقعاتی حیثیت

کوئی ثبوت مل سکے۔ اس قسم کے دعاوی پر کہ اس مین یہ ایک مخفی تدبیر تھی اس کے ساتھ یہ خفیہ گفتگو ہوئی تھی اور یہ مخصوص سازش کارفرما تھی جب تک شواہد و قرائن سے انکا کوئی ثبوت پیش نہ کیا جائے توجہ نہین کیجا سکتی

حضرت مرزا حسین علی بہار کو مرزا یحیٰی پر اتنا کامل اعتماد کس طرح پیدا ہو گیا کہ وہ اُسے امام مفترض الطاعۃ ما فوق طاقت بشری ہستی - موعود منتظر- حجت خلق وغیرہ سب کی حیثیت سے پیش کردین اور یہ اندیشہ نہ کرین کہ یہ کہین اس سے فائدہ نہ اُٹھائے اور خود حقیقی حامل ان تمام مناصب کا اپنے تئین ظاہر نہ کرے۔

کوئی غیر شخص کس لئے نہ منتخب کیا گیا؟ اسی لیئے نہ کہ اُس پر اعتماد اور بھروسا نہین کیا جا سکتا۔

پھر مرزا یحیی پر اعتماد کیونکر کر لیا گیا۔ حضرت بہاء اللہ ایسی ما فوق الانسانیت ہستی کی جانب سے جو بقول خود اس کی مدعی کہ علمنی ربی علوم الاولین والآخرین ”خدا نے مجھ کو علوم اولین و آخرین کی تعلیم دی ہے“ اور جو کسی شخص کے آباؤ و اجداد کی مخلوق اول تک فہرست بتا دینے کا دعویدار ہو اور پھر اُسکے ساتھ حضرت علی محمد باب کی رضامندی جو اُس زمانہ کے (بقول بہائیہ) حجت حق اور مبعوث من اللہ تھے؟ اس سب کے ساتھ یہ دونون آدمی ایسے بھولے، بیخبر، اور بے شعور بنے کہ مرزا یحیی

کو اتنے بڑے عہدہ کے ذمہ دار اور ایسی غیر معمولی ہستی کے طور پر پیش کر دیا حالانکہ وہ مرزا یحییٰ اس کے بعد بدترین گمراہ، گمراہ کنندہ شجرہ نفی، منبع کفر و انکار اور شیطان دجال ابلیس الا بالسہ بننے والا تھا (یہ سب وہ القاب ہین جو بہاء اللہ اور اولاد بہاء اللہ نے صبح ازل کو دیئے ہین اور اُن سے یاد کرتے ہین)

اس سب کے علاوہ ایک نبی پیغمبر کے لیئے یہ روا ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لیے ایک دوسرے شخص کو بحیثیت نبی، حجت خدا اور مفترض الطاعۃ ہستی کے پیش کر دے؟

"تقیہ" حق ضرور ہے لیکن کیا ایسا تقیہ جو اصل دین پر ضرب لگائے اسکی وجہ سے کبھی کسی رسول، نبی کی سچائی پر اعتماد ہی نہین ہو سکتا ممکن ہے کہ اصل رسول روپوش ہو اور اُس نے اپنی جان بچانے کے لیئے ایک دوسرے شخص کو بطور نبی رسول معصوم وغیرہ پیش کر دیا ہو اور یہ شخص ممکن ہے کہ حقیقتہً بالکل جابر، گنہگار اور آخر مین کافر، مشرک ضال و مضل وغیرہ سب کچھ ہو نیوالا ہو (جیسا کہ مرزا یحییٰ کے واقعہ مین بقول حضرات بہائیہ واقع ہوا) اس صورت مین کبھی نبی و رسول کے شخصی تعین پر ایمان نہین ہو سکتا۔ مثلاً کیا معلوم جب حضرت بہاء اللہ نے کھلی ہوئی لفظون مین اپنے متعلق دعویٰ کیا کہ مین ہون ظہور خدا دندی

تو اُس وقت بھی اصل ظہور کوئی اور نہین تھا کہ جس نے بمصلحت اُنکو نبا کر پیش کیا ہو اور نتیجہ مین یہ سب ایک جعلسازی و فریب کاری کا طلسم ہی ہو جس کے تحت مین کچھ ہو ہی نہ۔

"تقیہ" کے حدود و مراتب ہین اور کلیہ کی صورت مین اُس کو ہمیشہ درست نہین سمجھا جا سکتا۔

کیا یہ ممکن نہین تھا جیسا کہ (انبیاء مرسلین کی سنت مین اس کی نظیر موجود ہے) کہ حضرت بہاء اللہ تقیتہً خود روپوش ہو جاتے اور آپ کے کام آپ کی ہدایت سے نیابتہً کوئی اور انجام دیتا۔ اس صورت مین بھی آپ کی جان اُسی طرح محفوظ رہ جاتی جس طرح مرزا یحیٰی صبح ازل کی محفوظ رہی۔ اس صورت مین آپ کو اس کی ضرورت نہ پڑتی کہ ایک غیر نبی کو نبی بنا کر پیش فرمائین جو بعد مین ایک عظیم فتنہ کا پیش خیمہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کی ذات کی شہرت بہت ہو گئی تھی اس لئے آپ کی جان خطرہ مین تھی۔ یہ امر ذرا تشریح طلب ہے۔ یعنی آپ کی ذات کی شہرت بطور "من یظہرہ اللہ" "منصوص بعد الباب" اور ظہور خداوندی کے ہو گئی تھی تو اولاً واقعات سے اس کا کوئی ثبوت نہین ملتا۔ ثانیاً اس شہرت ہو جانے کے بعد پھر مرزا یحیٰی کو ان تمام خصوصیات کے ساتھ روشناس کرنے کی کیا صورت تھی یعنی یہ کہا گیا کہ آپ منزول ہوئے

آپ اُس عہدہ سے برطرف ہوے یا آخر کیا۔

اور اگر آپ کی شہرت صرف آپ کے کارہائے نمایان اور فضل و کمال یا تبلیغ مذہب باب کی وجہ سے تھی تو ایک اور فرد کا جو روپوش ہے اور سامنے نہین ہے لوگون مین مشہور کر دینا آپ سے اُن خصوصیات کے سلب ہونے کا باعث نہین ہے جو آپ کی شہرت اور آپ کے معرض خطر مین ہونے کا باعث تھین۔

اس طرح مرزا یحییٰ کی بالکل بے حقیقت امامت و نبوت کا ڈھونگ بنانے سے فائدہ کیا تھا۔

آخر اور نمایان افراد جو مذہب باب کے تھے وہ قتل کیے گئے یا نہین جیسے قرۃ العین۔ مرزا جانی مصنف نقطۃ الکاف۔ مرزا علی خال باب وغیرہ وغیرہ۔

مرزا یحییٰ کی مفروضہ غائب ہستی نے ان لوگون کی جان نہ بچالی پھر وہ حضرت حسین علی بہار کی جان بچانے کا باعث کیونکر ہوگئی۔ اس صورت مین یا تو باوجود اُس شہرت اور کار تبلیغ با بیت مین عظیم مصروفیت کے آپ کی جان کا بچنا ایک راز الٰہی اور اسرار خداوندی مین سے تھا چونکہ اُسے آپ کو باقی رکھنا منظور تھا۔ تو اس صورت مین بھی مرزا یحییٰ کی اُس ملمع ساز نبوت کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور یا یہ کہ

آپ کی ہستی حقیقۃً کوئی خاص اہمیت و شہرت ارباب مین رکھتی ہی نہ تھی اور اس لیے خاص خاص بڑے بڑے افراد کو قتل کر کے سمجھ لیا گیا کہ اب بابی مذہب مین زندگی کے آثار باقی نہین رہ سکتے لہذا مرزا حسین علی بہاء وغیرہ کو صرف کچھ دن قید رکھنے پر اکتفا کی گئی۔ حقیقت واقعہ یہی ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا یحییٰ صبح ازل کی شہرت اور مسلمہ جانشینی و قائم مقامی کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے وہ واقعیت سے کوئی لگاؤ نہین رکھتی۔

حضرت بہاء اللہ کی پر اسرار مفقود الخبری

اور

دو سال تک بادیہ گردی و صحرا نوردی

یہ یقینی ہے کہ بغداد پہونچنے کے بعد بھی حقیقۃً یا مصلحۃً صورت حال وہی قائم تھی جو ایران مین تھی۔ یعنی مرزا یحییٰ کی شخصیت بحیثیت عہدہ و منصب کے ایک مسلمہ حیثیت رکھتی تھی اور حضرت حسین علی بہاء ایک کارندۂ خاص اور مدار المہام کی حیثیت سے کام انجام دیتے تھے اور پھر بڑے بھائی تھے اتنے بڑے کہ گویا باپ کے برابر لہذا اسلیئے

بھی مرزا یحییٰ کی طرف سے آپ کی خاطر داری اور عزت لازم - بغداد پہونچنے کے بعد کچھ صورتین ایسی پیش آئین کہ حضرت بہاء اللہ خفیہ طور سے بغیر کسی شخص کو بھی خبر کیے ہوئے ایک دم بغداد سے روانہ ہو گئے اور مفقود الخبر دو برس تک آپ گم رہے اور جیسا کہ بعد معلوم ہوا علاقۂ کردستان کے حدود سلیمانیہ مین اور کوہ سرکلو پر جہان علی اللّٰهیون اور صوفیون کی آبادی ہے بسر کی -

اس غیر متوقع غیبت کے اسباب اور سابق و لاحق واقعات جو اُسکا باعث ہوئے کیا تھے ؟ اس بارے مین بہائی دنیا بالکل خاموش نظر آتی ہے - پھر وہان سے آپ کی واپسی کیونکر ہوی - اصحاب کو کیونکر اطلاع ہوی کہ آپ وہان ہین - اس مین بھی خود بہائی بیانات متحد نہین ہین -

"مقالۂ سیاح" مین جو خود حضرت عبد البہا کا نتیجۂ قلم اور بہائیت کی بارگاہ مین مقبول ہے - صـ۹۱ پر لکھا ہے -

بعد از یک سال توقف	بغداد مین ایک سال قیام کرنے کے بعد تمام
(در بغداد) دست از جمیع شئون	حیثیتون سے ہاتھ اُٹھا کر اور عزیزون کو چھوڑ کر بغیر
گسستہ و اقرباء و تعلقات را ترک	تابعین کو خبر دیئے ہوئے تنہا بغیر کسی ہمراہی
نمودہ بدون اطلاع اتباع تنہا و	کے آپ عراق سے روانہ ہو گئے اور دو سال
منفرد بہمراہ دمعین و انیس و رفیق	تک کردستان کے عثمانی علاقہ مین بادیہ

از عراق سفر نمود و قریب دو سال در کردستان مشاق اکثر اوقات در محلی دور از آبادی در کوه مسمی بسرکلو منزل داشت گاه گاهی نادرًا بسلیمانیه تردد داشت چندی نگذشت که افاضل علمای آن صفحات بوی از اطوار و احوال او برده در حل بعضی مسائل مشکله از معضلات مسائل الٰهیه با او محاوره می نمودند چون آثار کافیه و بیانات شافیه از او مشاهده نمودند نهایت احترام و رعایت را مجری داشتند بناء علیه شهرت عظیمه و صیت غریبی در آن صفحات حاصل نمود و خبر او باطراف و اکناف شیوع یافت که شخص غریبی ایرانی در صفحات سلیمانیه که از قدیم منشاء علمای

علیحدہ ایک مقام پر سرکلو پہاڑ کے اوپر قیام رکھا اور کبھی کبھی سلیمانیہ مین آمد و رفت ہو جاتی تھی چند ہی روز نہ گذرے تھے کہ بڑے بڑے علماء نے اُن اطراف کے آپ کے حالات کا اندازہ کر لیا اور توحید کے بعض مشکل مسائل کے حل کرانے مین آپ سے گفتگو کی۔ چونکہ کافی آثار اور تسکین دہ بیانات کا آپ سے مشاہدہ کیا بہت اعزاز اور احترام آپ کا بجا لانے لگے اس لیے بڑی شہرت اور عجیب آوازہ آپ کا اُن اطراف مین ہو گیا اور آپ کی خبر تمام اطراف مین شائع ہوی کہ ایک عجیب ایرانی شخص سلیمانیہ کے اطراف مین جو ہمیشہ سے بڑے بڑے علماء اہل سنت کا محل قیام رہا ہے

تمار یرا اہل سنت بودہ است پیدا
شدہ و اہل آن دیار در ستائش
او زبان کشودہ اندازاین خبر مسموع
معلوم شد کہ آن شخص بہاء اللہ
معہود است لہذا چند نفر بآنجا
شتافتند و تضرّع وزاری آغاز
نمودند کثرت تضرّع جمیع سبب
رجوع گردید۔

ظاہر ہوا ہے اور تمام اس ملک کے
رہنے والے اس شخص کی تعریف مین
رطب اللسان ہین اس سنی ہوئی خبر
سے یقین ہوا کہ وہ شخص یقیناً بہاء اللہ
ہین لہذا چند آدمی وہان گئے اور رو
خوشامد کرنا شروع کی۔ بہت زیادہ
لوگون کی گریۂ وزاری کے سبب سے
آپ نے مراجعت فرمائی۔

اس عبارت مین یہ تو کچھ بتایا نہین گیا ہے کہ مہاجرت کا سبب کیا تھا لیکن واپسی کی کیفیت اس طرح ہے کہ سلیمانیہ کے حدود مین علماء و فضلا کو آپ کے حالات کی اطلاع ہو گئی۔ مشکل مسائل کو دریافت کرنے کے لئے آپ کے پاس ہجوم کرنے لگے رفتہ رفتہ اس کا شہرہ ہوا اور دور دور پہونچا بغداد مین بھی چرچے ہونے لگے کہ ایک ایرانی شخص اتنی بڑی حیرت انگیز قابلیت کا سلیمانیہ کے حدود مین ظاہر ہوا ہے۔

یہ سنکر اصحاب کو یقین ہوا کہ ہو نہو وہ عظیم القدر انسان حضرت بہاء اللہ کی ہستی ہے۔ اس لئے اصحاب گئے اور منت سماجت کر کے آپ کو واپس لائے۔

لیکن شاید میری یاد غلطی کرتی ہے۔ اصل مثل یون ہوگی کہ "دست
گورا حافظ نباشد"

اسی لئے مذکورۂ بالا صورت واقعہ کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا
حضرت عبدالبہاء کا ایک اور بیان ملاحظہ فرمائیے جو آپ نے سفر یورپ
مین اپنے اصحاب سے زبانی ارشاد کیا ہے۔ اُس مین حضرت بہاءاللہ کے
موجودگی سلیمانیہ پر اطلاع کا ذریعہ کچھ اور ہی لکھا ہے اور وہ اس سے بہت
مختلف ہے۔

ملاحظہ ہو سفرنامہ عبدالبہاء مرتبۂ ملا محمود زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۲۶۔

۱۲ ذی قعدہ (۲۳) اکتوبر، شب
نطق مبارک مفصل در خصوص
غیبوبیت جمال مبارک و پریشانی
احبا و تفصیل حال آقا ابوالقاسم
ہمدانی بود کہ چون در راہ سوار
ہائے کہ برائے حفاظت ہمراہ
ایشان بودہ اند او را زخمی کردہ
اموالش را می برند این شہرت
و خبر وصیت او کہ باید اموال

۱۲ ذی قعدہ مطابق ۲۳ اکتوبر شب کو
آپ کی تقریر یہ تھی کہ مفصل طور سے آپ
نے جمال مبارک (بہاءاللہ) کی غیبت
اور احباب کی پریشانی اور آقا ابوالقاسم
ہمدانی کے حالات کو بیان فرمایا کہ جب
راستہ مین اُن سوارون نے جو حفاظت
کے لیے اُنکے ساتھ تھے اُنکو زخمی کرکے
اُنکے اموال پر قبضہ کیا تو معلوم ہوا
ہے کہ اُنھون نے وصیت کی کہ اُنکے

وہستی آقا ابوالقاسم را بدرویش
محمد برسانید بعد ازمیرسد دبگوش
احباب نی خورد (فرمودند) از
قرائن ما فہمیدیم کہ چون آقا ابوالقاسم
ہمدانی سابق درساحت اقدس
بود و در غیبوبت جمال الہی او ہم
مسافر شد لہذا یقین است کہ مراد
از درویش محمد جمال مبارک است
و باید در حدود سلیمانیہ تشریف داشتہ
باشند آن بود کہ احبار را باعرائض
تفرع و ابتہال فرستادیم در جاوا
مسائلت در مراجعت جمال قدم
ببغداد نمودیم ۔

اموال اور اُنکی لاش کو درویش محمد
کے پاس (سلیمانیہ مین) پہونچا دیا جائے
یہ خبر بغداد مین پہونچی اور بابی حضرات
کو معلوم ہوی ۔ فرماتے تھے کہ قرینہ سے
ہم سمجھے کہ چونکہ آقا ابوالقاسم ہمدانی
سابق مین حضرت بہاء اللہ کے ساتھ تھے
اور آپ کی غیبت کے بعد ہی یہ بھی دانہ
ہو گئے تھے تو یقین ہے کہ اُنکا مقصود
درویش محمد سے حضرت بہاء اللہ ہین اور
یقیناً آپ حدود سلیمانیہ مین تشریف رکھتے
ہونگے پس یہ سبب تھا کہ ہم نے احباب
کو منت اور سماجت کے عریضون کے
ساتھ روانہ کیا اور خواہش کی کہ حضرت
بغداد کی طرف مراجعت فرمائین ۔

یہان نہ حضرت بہاء اللہ کے وجود مقدس کا اُن اطراف مین کوئی شہرہ
ہے نہ آوازہ بلکہ منشائے اطلاع یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی بزرگ تھے حضرت
بہاء اللہ کے مقربان خاص مین سے اور ہر وقت کے حاضر باش رہنے والے

اور شاید مخصوص رازدار جن کا نام تھا آقا ابو القاسم ہمدانی حضرت بہاء اللہ کے مفقود الخبر ہونے کے بعد وہ بھی یونہی بلا اطلاع روانہ ہو گئے۔ راستہ مین اُنھی سوارون نے کہ جو اُن کے ساتھ تھے اُنکو زخمی کر کے اُنکے اموال کو لوٹ لیا۔ زخمی ہونیکے بعد زخمون کی شدت سے بظاہر جان بر ہونے سے نا امید ہونے کے بعد اُنھون نے کچھ لوگون سے جو اُن کی خبر گیری کر رہے تھے یہ وصیت کی کہ میری لاش اور میرے باقی ماندہ اموال حدود سلیمانیہ مین درویش محمد نامی شخص کے پاس پہونچا دینا۔ یہ کہنے کے بعد اُنکا انتقال ہو گیا۔

یہ خبر کہ اس طرح وہ زخمی ہوے اور اُنھون نے یہ وصیت کی بغداد پہونچی اُسوقت یہ خیال پیدا ہوا کہ بظاہر آقا ابو القاسم کو حضرت بہاء اللہ کے محل قیام کی اطلاع تھی اور یقیناً درویش محمد سے مراد آپ ہی ہین۔ بس اس قرینہ کی بنا پر سراغ رسی ہوی اور حدود سلیمانیہ مین آپ کے نام عرائض بھیجے گئے۔

ان دونون واقعون کی نوعیت مین جتنا اختلاف ہے۔ اُس کو ہم سمجھنے والون کے ذہن پر چھوڑتے ہین لیکن آپ کے بغداد سے مہاجرت اور اس طرح یکہ و تنہا وادی مسافرت مین قدم زن ہو جانے کا سبب پھر بھی پردۂ خفا مین ہے۔ آخر ایمان آوردہ متبعین کی جماعت کو اس طرح

بغیر ہادی و راہنما چھوڑ کر آپ کے باہر نکل جانے کا سبب کیا؟ اور پھر اگر آپ صرف تزکیۂ نفس کے لیئے تنہائی مین عبادت خدا کے لیئے گئے ہوے تھے تو صرف اصحاب کے اصرار اور چند عریضون کی بنا پر واپس آنے کے کیا معنی؟

یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جیسے روٹھے ہوے تھے جو منا لیئے گئے اور کسی وقتی جذبہ کے تحت مین شہر چھوڑ کر نکلے تھے کہ پھر راضی کر کے بلا لیئے گئے۔ بہر حال یہ مسئلہ ابھی تک عقدۂ لاینحل بنا ہوا ہے اور عقل کہتی ہے کہ اس مین کچھ نہ کچھ "رازِ درون پردہ" ہے جس کا ابھی تک انکشاف نہین ہوا۔

اس کی "پردہ کشائی" پروفیسر براؤن کے موشگاف قلم سے ملاحظہ کیجئے جس کو غیر جانبدارانہ طور پر دیکھنے سے عقل بول اٹھتی ہے کہ بے شک واقعہ یہی تھا جس کی "پردہ داری" ہے۔

اس واقعہ مین پروفیسر موصوف کا ماخذ کتاب "ہشت بہشت" ہے جو حاجی شیخ احمد کرمانی ملقب بروحی مقتول ۱۳۱۴ھ کی تصنیف ہے اور ۱۹۰۵ء مین کلکتہ مین طبع ہوی ہے۔

موصوف "مقدمۂ نقطۃ الکاف" فارسی ص۳۹-۴۰ مین رقمطراز ہین

در اواخر اوقات اقامت بغداد مین بہائی جماعت کے

حضرات در بغداد کم کم بعضی آثار
تجدد در مساہلہ و در وجنات احوال
بہاء اللہ مشہود گردید، بعضی
از قدماء بابیہ از قبیل ملا محمد جعفر
نراقی و ملا رجب علی قاہر و حاجی
سید محمد اصفہانی و حاجی سید جواد
کربلائی و حاجی میرزا احمد کاتب و
متولی باشی قمی و حاجی میرزا محمد رضا
وغیرہم از مشاہدۂ این احوال مضطرب
گشتہ بہاء اللہ را تہدید نمودند و بدرجۂ
برا و سخت گرفتند کہ وی قہر کردہ
از بغداد بیرون رفت و قریب
دو سال در کوہہای اطراف
سلیمانیہ بسر برد و در این مدت
مقر وی معلوم بابیان بغداد
نبود وقتیکہ بالاخرہ فہمیدند
کجا است صبح ازل نامۂ بوی

قیام کے زمانہ کے آخری حدود مین ذرا
ذرا رنگ بدلنے اور بے پرواہی کرنے
کے آثار بہاء اللہ کے حالات مین نظر آئے
بعض قدیم بابی حضرات جیسے ملا محمد جعفر
نراقی۔ ملا رجب علی قاہر۔ حاجی سید
محمد اصفہانی۔ حاجی سید جواد کربلائی
حاجی میرزا احمد کاتب۔ متولی باشی
قمی۔ حاجی میرزا محمد رضا وغیرہ ان
حالات کے دیکھنے سے پریشان ہوے
اور اُنہون نے بہاء اللہ کو تنبیہ کی اور اتنی
سختی کی کہ وہ خفا ہو کر بغداد سے باہر
نکل گئے اور دو برس کے قریب سلیمانیہ
کے اطراف مین پہاڑ دن پر بسر کی اور اس
مدت مین اُنکی جائے قیام کا علم بغداد
کے بابیون کو نہین تھا۔ جب آخر مین
معلوم ہوا کہ وہ کہان ہین تو صبح ازل
نے اُنکو خط لکھا اور خواہش کی کہ وہ

نوشتہ از او خواہش نمود کہ بغداد	بغداد واپس آئین۔ جس پر
باز گردد او نیز اطاعت کردہ	اُنہون نے اطاعت کی اور واپس
مراجعت نمود۔	آئے۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کی مہاجرت کا سبب کیا تھا؟ بغداد آنے کے بعد مقررہ نظام کے مطابق حضرت مرزا یحییٰ صبح الازل امام الکل اور بہاء اللہ اُن کے کارکن خصوصی تھے۔ بہاء اللہ کی طبیعت پر یہ کتنا گران تھا؟ اس کا اندازہ ہماری کتاب کے گذشتہ واقعات سے ہو سکتا ہے۔

چند سال تک آپ نے کسی نہ کسی طرح اس صورت حال کو نباہا اور قائم رکھا۔ آخر مین رفتہ رفتہ آپ کے حالات مین تبدیلی ہونا شروع ہوی اور صبح الازل کی اطاعت مین تساہل ہونے لگا۔ قدیم زمانہ کے بابی حضرات جو جدید الایمان لوگون کی نسبت واقعات سے زیادہ واقف تھے اُنہون نے اس صورت حال کا مشاہدہ کیا اور بہاء اللہ کے حالات سے اُنکے کسی مخفی ارادہ کو بھانپ لیا کہ اُنہون نے بہاء اللہ کو تنبیہ کی اور سختی کرنا شروع کی۔ بہاء اللہ کچھ نہین تو صبح الازل کے بڑے بھائی تھے اس لیے صبح الازل کے لیے بھی واجب الاحترام تھے بابی حضرات کی اس سختی کو برداشت نہین کر سکے۔ اور ناراض ہو کر خفا ہو کر

روٹھ کر۔ یا بد دل ہو کر۔ مایوس ہو کر یا انتہائی غم و غصہ سے از خود رفتہ ہو کر بغداد سے نکل کھڑے ہوے اور مفقود الخبر ہو گئے۔ دو برس تک آپ کی کوئی اطلاع بابی حضرات کو نہ ملی۔ دو برس بادیہ گردی کے مشکلات اُٹھانے کے بعد یقیناً ایک طرف آپ خود اپنی موجودہ زندگی سے تنگ آئے ہونگے۔ دوسری طرف صبح الازل کو آپ کی عدم موجودگی سے انتظامی معاملات مین دقتین پیش آئی ہونگی۔ اور پھر یہ خیال بھی پیدا ہوگا کہ اب اتنے عرصہ کی زحمتون اور مشقتون کے برداشت کرنیکے بعد ممکن ہے بہاء اللہ کے خیالات کی اصلاح ہو گئی ہو۔ پھر آپ صبح الازل کے بڑے بھائی بھی تھے۔ مذہبی حیثیت سے صبح الازل کو کتنی ہی آپ پر سیادت حاصل ہو مگر بھائی ہونے کے اعتبار سے صبح الازل چھوٹے تھے اور آپ کے فرزند کے برابر تھے۔ یہ کچھ اچھا نہین تھا کہ آپ طویل عرصہ تک اس طرح در بدر پھرتے رہین اور صبح الازل ایک معمولی تحریک بھی آپ کی واپسی کی نہ کرین۔

اس کا نتیجہ تھا کہ صبح الازل نے آپ کو خط لکھا اور اُس مین تحریر کیا کہ آپ بغداد واپس آئین۔ اور آپ نے اس کو غنیمت سمجھ کر فوراً اس خط پر عمل کیا اور بغداد واپس تشریف لے آئے۔

اس روایت مین میرے خیال مین عقلاً اور اصول درایت کے

تحت مین کوئی بات بنوئی اور خلاف واقعہ نہین معلوم ہوتی۔

لیکن اس کو کافی نہ سمجھتے ہوے ہم نے حضرت بہاء اللہ کے کلمات کی جستجو کی کہ اُن کے کلام مین اس مہاجرت کے متعلق کوئی واضح بیان ملتا ہے یا نہین۔ اس مین ہم کو کامیابی ہوی اور کتاب ایقان مین ہم کو آپ کا بیان اس کے متعلق دستیاب ہوا اور ہم کو یہ دیکھکر انتہائی تعجب لیکن اپنی سابقہ رائے کی صحت سے اطمینان حاصل ہوا کہ آپ کے بیان سے حرف بحرف اس واقعہ کی تصدیق و تائید ہوتی ہے جو ہم نے پروفیسر براؤن کی کتاب سے اور انہون نے کتاب "ہشت بہشت" سے نقل کیا ہے۔

ملاحظہ ہو کتاب مستطاب "ایقان"، مطبوعہ نولکشور پریس لمیٹڈ لاہور باہتمام لالہ کاشی رام منیجر سنہ ۱۹۱۴/۱۳۳۲ھ (صفحہ ۲۴۹-۲۵۲)۔

مقابل مین جو ترجمہ درج ہے وہ بھی وہی ہے جو اس کتاب مین فارسی صفحون کے مقابل مستقل صفحات پر موجود ہے۔

امید واریم کہ اہل بیان تربیت	ہم امید وار ہین کہ اہل بیان
شوند و در ہواے روح طیران	تربیت پاکر فضائے روح مین بلند پرواز
نمایند و در فضائے روح ساکن	ہونگے اور اُسکی بارگاہ مین جگہ پکڑینگے
شوند حق را از غیر تمیز دہند و تلبیس	سچ کو جھوٹ سے الگ کرینگے اور جھوٹی
باطل را بدیدۂ بصیرت بشناسند	بناوٹ کو چشم بصیرت سے پہچانین گے

اگرچہ در این ایّام رائحۂ حسدی
وزیدہ کہ قسم مربّی وجود از غیب
وشہود کہ از اوّل بنائے وجود عالم
با اینکہ آن را اوّلی نہ تا حال چنین
غل وحسد وبغضائے ظاہر نشدہ
ونخواہد شد چنانچہ جمعی کہ رائحہ
انصاف را نشنیدہ اند رایات
نفاق برافراختہ اند وبر مخالفت
این عبد اتفاق نمودہ اند واز
ہر جہت رمحی آشکار واز ہر سمت
تیرے طیّار با اینکہ با حدے در
امرے افتخار ننمودم و بنفسی
برتری نجستم مع ہر نفسی مصاحبے
بودم در نہایت مہربان ورفیقے
بغایت بردبار در ایگان با فقراء
مثل فقراء بودم وبا علماء
وعظماء در کمال تسلیم ورضا

اگرچہ ان دنون حسد کی بو ایسی اُڑی
ہے کہ مربّی وجودِ غیب وشہود کی قسم
کہ ابتدائے دنیا سے ۔ حالانکہ اُس کی کوئی
ابتدا نہین ۔ اب تک کبھی ایسا بغض
وحسد وکینہ ظاہر نہین ہوا اور نہ ہی
ہوگا ۔ کیونکہ بعض بوی انصاف سے
ناآشنا (شخصون) نے نفاق کے
جھنڈے بلند کیے ہین اور اس بندہ کی
دشمنی پر اتفاق کیا ہے ۔ ہر طرف سے
ایک خنجر آشکار اور ہر جانب سے ایک
تیر طیّار ہے ۔ حالانکہ مین کسی بات مین
کسی پر فخر نہین کرتا ہون اور نہ ہی خود
کو کسی پر ترجیح دیتا ہون ۔ ہر شخص کا
نہایت مہربان دوست اور از حد بردبار
رفیق رہا ہون فقیرون سے ہمیشہ فقیرون
کی طرح اور علماؤ عظما سے کمال تعظیم
ورضا سے پیش آتا ہون ۔ تو بھی

مع ذلک فو اللہ الذی لا الہ
الا ھو با آن ہمہ ابتلاء و باسا و
ضرا کہ از اعداء و اولو الکتاب
وارد شد نزد آنچہ از احباء وارد
شد معدوم صرف است و
مفقود بحت بارے چہ اظہار
نمایم کہ امکان را اگر انصاف
باشد طاقت این بیان نہ و
این عبد در اول ورود این
ارض چون فی الجملہ بر امورات
محدثہ بعد اطلاع یافتم از قبل
مہاجرت اختیار نمودم و سر
در بیابانہاے فراق نہادم
و دو سال وحدہ در صحراہاے
ہجر بسر بردم و از عیونم عیون
جاری بود و از قلبم بحور دم
ظاہر چہ لیالی کہ قوت دست

خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہین
وہ تکلیفین اور مصیبتین اور بلائین
جو دشمنون اور اہل کتاب سے آئین
اُنکے سامنے کچھ بھی نہین جو دوستون
سے پہونچین۔ مختصرا کیا ذکر کرین۔
دنیا اگر منصف ہوتی تو اس بیان
کی برداشت نہ رکھتی جب مین
اول ہی اس سرزمین پر آیا تو اُن
واقعات کی کچھ یونہی سی اطلاع
پائی جو واقع ہونے والے تھے مین نے
پہلے ہی مہاجرت اختیار کی اور بیابان
فراق کی راہ لی۔ دو سال تن تنہا
ہجر کے بیابانون مین بسر کیے۔
آنکھون سے چشمے جاری اور دل
سے خون کے سمندر رواں تھے۔
کتنی ہی راتین ایسی گذرین کہ ایک
لقمہ بھی نہ کھایا اور کتنے ہی دن ایسے

نداد و چه ایام که جسد راحت
نیافت و با این بلایائے نازله
و رزایائے متواتره فوالذی
نفسی بیده کمال سرور موجود
بود و نهایت فرح مشهود زیرا که
از ضر و نفع و صحت و سقم نفسے
اطلاع نبود بخود مشغول بودم
و از ما سوا غافل و غافل از
اینکه کمند قضای الٰهی اوسع
از خیال است و تیر تقدیر او
مقدس از تدبیر سر را از کمندش
نجات نه و اراده اش را جز
رضا چاره نه قسم بخدا که این
مهاجرتم را خیال مراجعت نبود
و مسافرتم را امید مواصلت
نه و مقصود جز این نبود که محل
اختلاف احباب نشوم و مصدر

گذرے کہ جسم کو ایک گھڑی بھر راحت
نصیب نہ ہوئی مگر باوجود ان اُترتی
ہوئی بلاؤں اور لگاتار مصیبتوں کے
اُسی کی قسم جس کے ہاتھ مین میری
روح ہے - مین کمال فرحت اور ازحد
سرور سے رہتا تھا - کیونکہ مجھ کو کسی
کے رنج و راحت و ضرر و نفع کی خبر
نہ ہوتی تھی - اپنے سے ہی شاغل
ما سویٰ سے فارغ رہتا تھا - لیکن
قضائے الٰہی کی کمند خیال سے وسیع
اور اُسکی تقدیر کا تیر تدبیر سے بالائے
سر کو اُس کی کمند سے چھٹکارا اور اُسکے
ارادہ مین بجز رضا کچھ چارہ نہین -
خدا کی قسم مجھے اس مہاجرت سے
مراجعت کا خیال اور اس مسافرت
سے مواصلت کی کوئی امید نہ تھی
اس سے سوا اسکے کچھ مراد نہ تھی کہ مین

انقلاب اصحاب نگردم و سبب
ضرر احدی نشوم و علت حزن
قلبی نگردم غیر از آنچہ ذکر شد خیالی
نبود و امری منظور نہ اگرچہ ہر نفسی
محلی بست و بہوائے خود خیالی نمود
باری تا آنکہ از مصدر امر حکم رجوع
صادر شد دلا بد تسلیم نمودم و راجع
شدم دیگر قلم عاجز است از ذکر
آنچہ بعد از رجوع ملاحظہ شد
حال دو سنہ میگذرد کہ اعداء در
اہلاک این عبد فانی بنہایت سعی
و اہتمام دارند چنانچہ جمیع مطلع شدہ
اند مع ذلک نفسی از احباب
نصرت ننمودہ بہیچ وجہ اعانتے
منظور نداشتہ بلکہ از عوض نصر
حزنہا کہ متوالی و متواتر قولا
و فعلا مثل غیث ہاطل وارد

احباب کے اختلاف کا باعث نہ ہوں ۵
اور اصحاب کے انقلاب کا مصدر
نہ بنوں۔ کسی کو دکھ دینے کا باعث
اور کسی کے دل دکھنے کا سبب نہ بنوں
اس کے سوا نہ تو کچھ خیال تھا اور
نہ ہی کچھ مد نظر تھا مگر تو بھی ہر شخص
نے اپنے نفس کے مطابق رائے قائم
کی۔ اور اپنی ہوئے کے موافق خیال
کیا۔ آخر کار مصدر امر سے واپس آنے
کا حکم صادر ہوا اور بلا پس و پیش
واپس آنا پڑا جو کچھ مین نے واپس
آ کر دیکھا قلم اس کے لکھنے سے عاجز
ہے۔ دو سال سے دشمن اس فانی
بندے کی ہلاکت کے لیئے نہایت سعی
و کوشش مین ہین اور اگرچہ یہ سب
پر روشن ہے تو بھی احباب مین سے
کسی نے بھی ہماری مدد نہین کی اور

می شود و این عبد در کمال
رضا جان برکف حاضرم که
شاید از عنایت الہی و فضل
سبحانی این حرف مذکور مشہور
در سبیل نقطۂ و کلمۂ علیا فدا شود
و جان در بازد و اگر این خیال
نبود فو اللہ الذی نطق الروح
بامرہ آنی در این بلد توقف
نمی کردم و کفی باللہ شہید ا
اختم القول بلا حول و لا قوۃ
الا باللہ و انا للہ و انا الیہ
راجعون۔

اعانت منظور نہین رکھی بلکہ امداد تو درکنار
رنج و غم متواتر و لگاتار قولاً و فعلاً موسلا
دہار بارش کی طرح ہر جانب سے برسائے
جارہے ہین جس حال کہ بندہ کمال رضا سے
جان ہتھیلی پر لیے حاضر ہے کہ شاید عنایت
الٰہی و فضل سبحانی سے یہ مشہور و مذکور حرف
نقطۂ و کلمۂ علیا کی راہ مین فدا و قربان ہو
اگر یہ خیال نہ ہوتا تو اُسی کی قسم جو روح کو
گویا کرتا ہے مین ایک لمحہ بھی اس شہر میں
نہ ٹھہرتا و کفی باللہ شہیدا (اس بات کا خدا
کافی گواہ ہے) اختم القول بلا حول و لا قوۃ
الا باللہ و انا للہ و انا الیہ راجعون (ہم
اس بات کو اس پر ختم کرتے ہین کہ سوائے
خدا کے کوئی طاقت یا قوت نہین اور ہم سب
خدا کی طرف سے ہین اور اُسی کی طرف
لوٹنے والے ہین۔

اب اس عبارت مین غور فرمایئے۔ حضرت بہاء اللہ نے یہ کتاب صدف سلیمانیہ

سے واپس ہونے کے تقریباً دو سال کے بعد تحریر فرمائی ہے۔

۱۲۶۶ھ مین علی محمد باب قتل ہوئے تھے۔ ۱۲۶۸ھ مین ناصر الدین شاہ پر حملہ ہوا تھا اور اسی سال بابی حضرات ایران سے منتقل ہو کر بغداد مین جمع ہونا شروع ہوئے۔ بہائی حضرات کا بیان یہ ہے کہ ۱۲۶۹ھ مین حضرت حسین علی بہار نے اپنے دعوے کا اظہار کر دیا تھا اسی کو وہ علی محمد باب کی کتاب البیان کلمۂ (بعد حین) کے مطابق قرار دیتے ہین اس لیے کہ "حین" کے عدد ۶۸ ہین تو گویا مقصود یہ تھا کہ اسکے بعد یعنے ۱۲۶۹ھ مین ظہور ہوگا۔

اسکے معنی یہ ہین کہ بغداد پہونچنے کے بعد سے حضرت بہاء اللہ پیشوائے کل تھے اور سب آپ کے مطیع و منقاد تھے اور مرزا یحیی صبح الازل یا کسی اور شخص کا کوئی اسم و رسم نہ تھا۔ اس کے بعد مرزا یحیی نے علم بغاوت بلند کیا "مقالۂ سیاح" سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا یحیی کی مخالفت کا ظہور بغداد مین ہوا ہی نہین بلکہ بغداد سے اڈریانوپل کی طرف جلا وطنی کے بعد ہوا جو ۱۲۸۰ھ کا واقعہ ہے۔

کتاب ایقان ۱۲۷۸ھ مین تصنیف ہوی ہے اور آپ کی واپسی حدود سلیمانیہ سے بغداد کی طرف اسکے دو سال قبل ۱۲۷۶ھ مین اور آپ کی مسافرت یعنی بغداد سے روانگی اور مفقود الخبری اس سے دو سال

پہلے یعنی ۱۲۶۵ھ کا واقعہ قرار پاتی ہے۔

بہرحال بہائی بیانات کے مطابق اس وقت آپ امامت عظمی اور پیشوائی مطلق کے درجہ پر فائز تھے اور تمام بابی حضرات آپ کو اس درجہ پر مانتے تھے اور آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔

اس صورت کے لحاظ سے اگر بابی حضرات مین کچھ لوگ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوتے تو آپ کو اپنے درجہ اور منصب کے لحاظ سے اپنی پیشوائی اور حقیقی ریاست عامہ اور مفترض الطاعۃ ہونے کا پتہ دیتے ہوئے اُن کے ضال ومضل ، کافر، جاحد معاند خارج از دین و آئین ہونے کا حکم دیتے ہوئے اُنکے جماعت سے خارج کرنے کا محل تھا اور آپ اگر اُنکی ہدایت کے لیئے کوئی کتاب بھی لکھتے تو اُس مین اپنے حجیت قول وعمل - وجوب اتباع - لزوم اطاعت اور حقیقی عہدہٗ و منصب کا پتہ دیتے ہوئے اُنکو ایمان و اطاعت کی دعوت دینے اور کفر و معصیت سے ڈرانے کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے تھا۔

اس صورت مین ایک تو اسکے معنی پیدا ہی نہین ہوتے کہ آپ روٹھکر اور اُن سے خفا ہوکر جنگلون ہی مین نکلجائین اور ایک طرف خود طرح طرح کی تکلیفین اُٹھائین - دوسری طرف اُنکو من مانی کارروائیان کرنے دین اور اگر آپ بغرض تنبیہ یہ صورت اختیار فرماتے بھی تو اس کے بعد

لکھنے کا محل یہ تھا کہ دیکھو تمھاری بد اعمالیون سے ہم تمھارے درمیان سے چلے گئے تھے۔ دو برس تک ہم نے تم کو تیہ حیرت مین مبتلا رکھا اور تم عاجز و حیران پھرتے رہ گئے لیکن جب تم نے مضطر و مجبور ہو کر ہم کو دعوت دی تو ہم بنظر رافت و رحمت اور نیز بلحاظ اتمام حجت پھر تمھارے درمیان چلے آئے لیکن افسوس ہے کہ پھر تمھاری اصلاح نہین ہوتی۔ تم کسی طرح عذاب الٰہی سے نہین ڈرتے اور میری اطاعت پر کمر بستہ نہین ہوتے الخ۔

یہ ہے لب و لہجہ جو ایک پیغمبر۔ رسول۔ عہدہ دار منصب ریاست و امامت کا ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔

لیکن ہم کتاب ''ایقان'' کو شروع سے آخر تک پڑھ ڈالتے ہین اس مین کہین آپ کا اظہار اپنے کسی عہدہٗ و منصب پر فائز ہونے کے متعلق نظر نہین آتا۔ نہ آپ نے اس مین اپنی تکذیب انکار رسالت اور مخالفت کے اوپر کوئی وعید۔ حکم کفر یا تہدید کی ہے۔

بلکہ یہ کتاب شروع سے آخر تک حضرت علی محمد باب کے دعوٰے مہدویت کے اثبات اور اُنکے مکذبین کی مذمت مین تصنیف ہوی ہے اور اُنکے منکرین کو کافر، جاحد، گمراہ وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حالانکہ بعقیدۂ بہائیت حضرت علی محمد باب اسوقت گذشتہ نبوت کے مالک اور منسوخ شریعت کے حامل تھے۔ اُنکا دور گذر چکا تھا اور

اب دور دور بہائیت تھا۔ اس دور مین اس نبوت کی تبلیغ وتلقین اور اثبات وتصحیح کی ضرورت تھی اور ہونی چاہئے تھی جیسا کہ تمام نبیاء کا طریقہ رہا ہے۔

جب آپ نے اپنی مخالفت کا تذکرہ کیا ہے تو وہ ان الفاظ مین کہ جو ابھی نذر ناظرین ہوے۔

اس مین یہ ہے کہ افسوس ہے۔ بہت لوگ میرے مخالف ہوگئے اور مجھے طرح طرح سے ایذائین پہونچائین۔ یہان تک کہ کفار یعنی منکرین حضرت باب سے جو تکلیفین پہونچین وہ ان تکلیفون کے مقابلہ مین گرد ہوگئین جو احباب یعنی اپنے ہم مذہبون کے ہاتھون سے مجھ کو حاصل ہوین حالانکہ مین نے کسی پر برتری نہین چاہی اور کسی کو اپنے سے کم خیال نہین کیا۔ نہ اپنے لیئے کسی امتیاز وتفوق کا مدعی ہوا اور افسوس ہے کہ کوئی شخص احباب یعنی بابی جماعت مین سے میری نصرت وتائید کے لئے بھی تیار نہین ہوا۔

مین اس خیال سے کہ احباب یعنی بابی جماعت مین تفرقہ نہ پیدا ہو شہر سے نکل گیا اور دو برس تک جنگلون مین پھرتا رہا اور طرح طرح کی تکلیفین برداشت کین اور ارادہ یہ تھا کہ اب کبھی واپس نہین ہونگا۔ لیکن وہ مصدر امر، یعنے مفترض الطاعتہ ہستی کی طرف سے

مجھ کو حکم ہوا کہ واپس آجاؤ۔ مین نے اطاعت لازم سمجھی اور مجبوراً واپس آگیا۔ یہان آکر بھی لوگون کی مخالفت مجھ سے کم نہین ہوی اور روزانہ تیر و تبر اپنے لئے طیار دیکھتا ہون خدا کی قسم مجھ کو خدمت مذہب کا شوق ہے اور چاہتا ہون کہ میری جان "نقطۂ و کلمۂ علیا" یعنے امام زمانہ پر سے نثار ہو جائے۔ اس لیئے مین ٹھرا ہوا ہون ورنہ مین ایک لحظہ اس شہر مین توقف نہ کرتا۔

اس عبارت سے حسب ذیل نتیجے برآمد ہوتے ہین۔

(۱) بغداد مین آنے کے بعد کچھ صورتین ایسی پیش آئی تھین کہ بابی جماعت مین عام طور پر آپ سے مخالفت پیدا ہو گئی تھی اور وہ آپ پر طرح طرح سے سختیان کر رہے تھے یہان تک کہ آپ کے قتل پر بھی آمادہ ہو گئے تھے۔

(۲) انہی مخالفتون سے آزردہ ہو کر آپ نکل گئے تھے اور دو برس تک جنگلون مین پھرتے رہے۔

(۳) کسی مفترض الطاعۃ ہستی کی طرف سے آپ کو واپسی کا حکم ہوا جس سے آپ مجبور ہو گئے۔

(۴) آپ اپنے زمانہ مین اپنے علاوہ کسی "نقطۂ و کلمۂ علیا" کے وجود کے قائل ہین جس پر آپ اپنی جان نثار کرنا چاہتے تھے یہ تمام بابی و بہائی

مذہب کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہین کہ اس مذہب کی اصطلاح مین "نقطہ" امام کو کہتے ہین اور وہی "کلمۃ اللہ" ہوتا ہے۔

ان تشریحات سے صاف ظاہر ہے کہ صورت واقعہ وہی تھے جو پروفیسر براؤن نے تحریر کی ہے اور حضرت بہاء اللہ کے بیانات سے وہی مستفاد ہو رہی ہے اور کچھ نہین۔

بغداد کا مکان

حضرت بہاء اللہ کا اپنے زمانۂ قیام بغداد مین چند مکانون مین قیام رہا تھا جن مین سے ایک "محلۂ شیخ بشار" مین تھا۔

بغداد کے محل وقوع کے لحاظ سے دجلہ وسط شہر سے ہو کر گذرتا ہے جس کے باعث وہ دو حصون مین منقسم ہے۔ ایک دریا کا مغربی پہلو جس کا نام "جانب الکرخ" ہے۔ دوسرا مشرقی پہلو جس کا نام "جانب الرصافہ" ہے۔ یہ محلۂ شیخ بشار اسی جانب کرخ کے محلون مین سے ہے۔

اس مکان کا مالک ایک شخص تھا جس کی سکونت "محلۂ فضل" مین تھی۔ مکان خالی تھا اور کرایہ پر چلتا تھا چنانچہ حسین علی بہاء نے بھی اپنے زمانۂ قیام عراق کے کسی حصہ مین اس کو کرایہ پر لیا تھا جب بہاء اللہ کو قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا گیا، مکان اُس کے مالک کی

طرف سے ایک شخص کے ہاتھ فروخت ہوا جس کا نام حاجی محمد حسین تھا قانونی حیثیت سے حکومت کے دفتر مین بھی یہ مکان اُسی شخص کے نام رجسٹری ہو گیا۔ حاجی محمد حسین نے انتقال کیا تو یہ مکان بطور میراث اُنکی بہن کو پہونچا جو شیخ حبیب نامے ایک شخص کی زوجہ تھین۔ جنگ عظیم کے انتہائی دور مین جبکہ عراق مین عثمانی حکومت کی بنیادین متزلزل تھین اور ملکی نظم ونسق مین انتشار واختلال تھا بہائی جماعت کو اس مکان پر قبضہ کی فکر ہوئی اور حکومت عثمانیہ کے زوال اور مملکت عربیہ کی بنیاد قائم ہوتے ہوتے اس خیال سے کہ ابھی امور مملکت منتظم نہین ہوے ہین اور اضطراب و انتشار کے باعث انصاف وعدالت کی جنس گران ہوگی۔ اس وقت ایک عورت کے مقابلہ مین اپنے مقصد کو حاصل کر لینا آسان ہوگا ان لوگون نے مذکورۂ بالا مکان پر قبضہ کر لیا اور قرار پایا کہ مکۂ معظمہ کے بجائے اس مکان کو خانۂ کعبہ بنایا جائے اور اس عبادت گاہ کا طواف وحج مذہبی فریضہ کے طور پر بجا لایا جائے۔ اس لیئے کہ مرزا حسین علی بہا نے یہان قیام کیا ہے۔ مکان کی مالکہ نے عدالت مین مقدمہ دائر کیا دوران مقدمہ مین ان لوگون نے اُس مکان کی تعمیر اعلیٰ پیمانہ پر اس طرح کردی کہ وہ عبادت گاہ عمومی سمجھا جاتا مقدمہ مختلف کچہریون سے گذرتا گیا اور اس دوران مین مالکۂ مکان کا انتقال ہو گیا اور ایک لڑکا، لڑکی بطور وارث چھوڑے یہ دونون شخص

جواد ابن حبیب اور اُس کی بہن اس مکان کے واقعی حقدار اور مقدمہ کے مدعی قرار پائے جن کے مقابلہ مین مدعا علیہ محمد نامی ایک شخص فرقۂ بہائیہ کے نمایان اشخاص مین سے تھا۔ نتیجۃً مقدمہ بحق مدعی فیصل ہوا اور اُس مکان کی ملکیت جواد اور اُس کی بہن کے نام قرار پا گئی ۔ اور مقدمہ کا آخری تسمہ بھی "محکمۂ استیناف" کے حکم قطعی سے جاتا رہا۔ مکان وارثون کے سپرد ہوا اور محمد مدعا علیہ بہائی پر آٹھ ہزار روپیہ کے قریب خرچۂ مقدمہ کا بار ڈالا گیا جس کے باعث وہ مفرور اور مفقود الخبر ہو گیا

اس مقدمہ کے فیصلہ سے اطمینان اور تمام جھگڑے ختم ہونے کے بعد مالکان مکان نے اس مکان کو وقف کر دیا اور تمام افراد مسلمین کے لیئے ایک معبد عمومی کی حیثیت سے اُس کو واگذار کر دیا چنانچہ "محکمۂ شرعیہ" کی طرف سے اُس کی وقفیت کا اعلان ہوا اور حکومت کے "ادارۂ طابو" مین اُسکی رجسٹری ہو گئی اور تمام ادارات حکومت مین وہ ملکیت کے سلسلہ سے نکالکر موقوفات مین داخل کر دیا گیا اِس وقت سے اب تک آٹھ سال سے زائد عرصہ ہوتا ہے یہ مکان ایک عام وقف کی حیثیت رکھتا ہے جس مین ہر قسم کے اسلامی عبادات ۔ نماز یومیہ، فرادیٰ و جماعت ۔ تلاوت قرآن ۔ عزائے حضرت سید الشہداء مجالس موعظہ و ارشاد ۔ تعلیم احکام شرعیہ وغیرہ ماہ رمضان اور دیگر

ایام مین مسلسل جاری رہا کئے ہین۔

بہائی جماعت کو اس مقدمہ مین شکست کے بعد سے خواب وخور حرام ہوگیا۔ جد وجہد اور جانفشانی وکوشش کا سلسلہ قائم ہوا اور آخر یہ مسئلہ مجلس اقوام تک پہونچ گیا۔

حسین بک افنان حکومت عراقیہ کی طرف سے مفوّض (وکیل) کی صورت سے لندن مین مقیم اور فرقۂ بہائیہ کے پرجوش کارکن ہین اُنکو مجلس اقوام کے اجلاس مین عراقی وبرطانوی روابط کے استحکام کے لیے جنیوا جانے کا موقع ملا۔

جس مین موصوف نے اپنے بہائی مذہب کی تحریک متعلق مکان کے متعلق بھی وقیع خدمت انجام دی۔

مجلس اقوام کے انیسوین اجلاس مین جو ۱۹۳۰ء مین جنیوا مین ہوا بہائی فرقہ کے مسئلہ کو پوری اہمیت دی گئی چنانچہ مسٹر اورلش نے عراقی برطانوی انتداب کے سلسلہ مین اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوے کہا کہ مین اس مجلس کی توجہ اقلیتون کے مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہون اس مین شک نہین کہ انتداب کا زمانہ ختم ہونے کے ساتھ اقلیتون سے متعلق بلا امتیاز مذہب وملت بہت بڑا اندیشہ ہے اور ان مین سے بعض ایسی قومین ہین جو مجلس اقوام تک اپنی عرضداشتین بھی نہین بھیج سکتین

اس لئے کہ ایک طرف تو اُنہین اپنے مطالبہ کی شنوائی کی توقع نہین ہے دوسری طرف اپنے خلاف عنصر غالب کے دل مین عناد وجذبۂ انتقام کے زیادہ ہونے کا خوف ہے۔ اُنکا سکوت خود اس امر کی دلیل ہے کہ وہ سخت خوف ودہشت کے شکنجہ مین گرفتار ہین۔ ممالک عالم کی رواداری کو دیکھتے ہوے عراق کی یہ حالت اچھی نہین ہے۔

اس تقریر کے دوران مین مسٹر اودرلش نے سوال کیا کہ بہائی فرقہ کے مسئلہ کو حل کرنے کا جس صورت سے ارادہ کیا گیا ہے وہ کیا اس جماعت کی مرضی کے مطابق ہوگا؟ مین نہین سمجھ سکتا کہ اُن کی املاک کو مدرسہ یا دواخانہ یا پارک کی صورت مین تبدیل کرکے اُنکو جو معاوضہ دیا جائیگا وہ کیونکر اُس نقصان کی تلافی کردیگا جو اُنہین انصاف وعدالت کے فقدان کی وجہ سے برداشت کرنا پڑ رہا ہے؟ مین اس امر کو پورے طور پر واضح کردینا چاہتا ہون کہ مجلس انتداب عراق کسی طرح اس چھوٹے سے فرقہ کے بارے مین کوتاہی نہ کریگی جب تک کہ اُن کو پورا معاوضہ جس کے وہ مستحق ہین مل نہ جائے۔

مسٹر رابار نے مذکورۂ بالا تقریر کی تائید کی اور کہا کہ عراقی اقلیتون کے بارے مین مسٹر اودرلش نے جو خیال ظاہر کیا اُس سے مین متفق ہون۔ مجلس اقوام کی اس کارروائی کے ماتحت حکومت عراق پر کچھ نہ کچھ

اثر ڈالا گیا۔ اخبارون مین شایع ہوا کہ حکومت عراق نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مکان کو بحق حکومت ضبط کرے اور اُس کو مدرسہ یا پارک کی صورت مین تعمیر کرے۔

اس خبر نے عراق کے اسلامی حلقون مین سخت سنسنی پھیلا دی۔ نجف اشرف کہ جو قبۃ الاسلام اور علمی ومذہبی روحانیت کا گھوارہ ہے وہ اس واقعہ سے تاثر مین سب سے آگے تھا۔ علماء اشراف، اعیان، تجار تمام طبقات کی طرف سے متعدد احتجاج اور عرضداشتین، اعلیحضرت ملک فیصل رئیس لوزراء۔ وزیر داخلیہ۔ وزیر عدلیہ وغیرہ کے نام سیکڑون معزز اشخاص کے دستخط سے بھیجی گئین جن مین پورے طور پر اس مذہبی شعار اور معبد عمومی کی حفاظت اور احترام کی نگہداشت کا مطالبہ کیا گیا۔ مین اُس زمانہ مین نجف اشرف ہی مین تھا۔ خدا اعلیٰ علیین مین درجات کو عالی فرمائے۔ مرحوم ومغفور آیۃ اللہ شیخ محمد جواد بلاغی طاب ثراہ ان مظاہرات کے بڑے روح ورواں تھے۔ مرحوم ہی کے شریعت کدہ پر جلسے منعقد ہوتے تھے جن مین سے بعض مین مجھے بھی شرکت کا موقع ملا۔ کربلائے معلی۔ کاظمین۔ حلہ تمام مقامات پر اسی طرح جلسے ہوئے اور عرضداشتین گئین۔ ان مظاہرات کا اثر ہوا اور حکومت عراقیہ کو بھی افراد قوم کا ہیجان مجلس اقوام کے سامنے اپنے طرز عمل کے

حق بجانب ثابت کرنے کا مستند قرار پایا۔

آخر کو مجلس اقوام کی وہ تمام کارروائی زیب طاق نسیان ہوئی۔ انتداب برطانوی کا دور ختم بھی ہوگیا اور عراق خود مجلس اقوام کا ممبر ہوگیا وہ مکان اُسی صورت سے شیعوں کے قبضہ مین رہا اور وقف اسلامی کی صورت سے قائم رہا۔ مین اپنے ہندوستان آنے کے کچھ پہلے اُس زمانہ مین جب معجزات کاظمین کی تحقیقات کے سلسلہ مین کاظمین مین مقیم تھا تو چند مرتبہ بغداد مین اُس مکان مین گیا جو اب اما مباڑہ کے نام سے مشہور ہے اور اُس کا مشاہدہ کیا۔ بے شک اُس کی خوب آرائش ہوئی ہے اور ساز و سامان سے آراستہ ہے۔

بہرحال بہائی جماعت اُس مکان سے غافل نہین ہے اور وہ برابر اس کے اوپر قبضہ کرنے کی فکر مین ہے حالانکہ اُس کا مطالبہ اس مکان کی نسبت انتہائی کمزور ہے اور حق و انصاف کی رو سے کسی طرح قابل پذیرائی نہین ہے۔

من یظہرہ اللہ ہونے کی دعاوی

علی محمد باب خود اُن تمام پیشینگوئیون کے مصداق بنے تھے جو مہدی موعود کے ظہور کے متعلق تھین اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے احادیث مین مذکور تھین - اس کے بعد اب اسلامی روایات کے
روسے کوئی موقع بعد والے کسی شخص کو کسی خاص انسانی ظہور کے متعلق
دعوے کا باقی نہین رہا تھا لیکن خود حضرت علی محمد باب نے اپنے بعد ایک
خاص ظہور کی پیشینگوئی کردی جس کو وہ "من یظہرہ اللہ" کے الفاظ
سے یاد کرتے ہین -

اس "من یظہرہ اللہ" کے اُنھون نے اوصاف، خصوصیات بہت
کچھ بیان کئے ہین جن کا تذکرہ اُسوقت کیا جائے گا جب آیندہ حصون
مین حضرت بہاء اللہ کے دعوی پر استدلالی نظر ڈالنی منظور ہو گی اس
پیشینگوئی کی وجہ سے اُنھون نے اپنے بعد والے اشخاص کے لیے پھر ایک
اسی قسم کے دعوی کا دروازہ کھولدیا -

اگرچہ اُن کے بعض تصریحات سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس ظہور کے
ہونے مین ہزار پندرہ سو برس کا وقفہ ہے لیکن بعض مبہم الفاظ سے
یہ بھی احتمال نکلتا تھا کہ شاید وہ قریبی زمانہ مین ظاہر ہو جائے اور
اس طرح خود اُن کے زمانہ کے اشخاص کو بھی اس منصب کے اوپر چھاپہ
مارنے کی جرأت ہوتی رہی -

اُنھون نے مرزا یحییٰ صبح الازل کو اپنا جانشین و قائم مقام بنایا
تھا اور مرزا حسین علی بہاء کو اُنکا کارندۂ خاص اور وکیل مختار اور

وصیت نامہ مین لکھا تھا کہ اگر تمھارے زمانہ مین من یظہرہ اللہ کا ظہور ہو جائے تو تم اُس کی اطاعت کرنا اور شریعت بیان کی تبلیغ کو ترک کر دینا۔ اس سے کم از کم اس کا پتہ چلتا ہے کہ ان دونون آدمیون سے کوئی "من یظہرہ اللہ" نہ تھا لیکن یہ واقعہ ہے کہ بہاء اللہ کے دعویٰ سے بہت پہلے خود صبح الازل کے متعلق اُن کے ماننے والون کا عقیدہ یہی قائم ہوا کہ من یظہرہ اللہ، جنکی پیشینگوئی تھی وہ یہی ہین۔ چنانچہ حاجی میرزا جانی نے کتاب نقطۃ الکاف مین جو حضرت بہاء اللہ وغیرہ کی ایران سے جلاوطنی اور بغداد کی طرف مہاجرت سے پہلے کی تصنیف ہے صاف صاف اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴۴ بعد ذکر وصیّت نامۂ حضرت باب۔

ومراد از من یظہرہ اللہ من بعد از ایشان خود حضرت ازل می باشد لا غیرہ زیرا کہ دو نقطہ در یک زمان نشاید۔	من یظہرہ اللہ سے مراد آپ کے بعد خود حضرت ازل ہین۔ کوئی اور نہین اس لئے کہ دو نقطے (امام مفترض الطاعۃ) ایک وقت مین نہین ہو سکتے۔

دوسرے لوگون نے، جب حضرت علی محمد شیرازی کو دیکھا کہ وہ باب نقطۂ اعلیٰ قائم منتظر اور مہدی موعود بنے اور مان لئے گئے۔

مرزا یحییٰ مازندرانی صبح الازل "من نیظرہ اللہ" خلیفہ و جانشین حضرت باب بنے اور تسلیم کر لیے گئے تو انہیں بھی ایسے ہی دعاوی کا شوق ہونے لگا چنانچہ حضرت علی محمد باب کے آخری دو۔ زمین اور اُن کے بعد ایران سے عراق کی طرف مہاجرت کرنے کے پہلے ہی اصحاب کبار حضرت باب مین مرزا یحییٰ صبح الازل کے علاوہ چند ظہورات پیدا ہوے اور بابی جماعت ایسی سادہ لوح کہ اُس نے کسی نہ کسی طرح تاویلات و توجیہات کے ساتھ اُن سب کے دعاوی کے سامنے سر تسلیم خم کیا! اور اُنہیں مان لیا۔

اُن مین سے ایک جناب ذبیح تھے جو ایک شیرینی فروش بزرگ تھے اور جیسا کہ نقطۃ الکاف مین ہے علم و فضل ظاہری سے بالکل عاری تھے۔ سترہ یا اٹھارہ سال کی آپ کی عمر تھی۔ آپ نے ظہور فرمایا اور اس طرح کہ آپ کی زبان پر جاری ہو گیا انّنی انا اللہ لا الٰہ الا انا (مین خدا ہون سوائے میرے اور کوئی خدا نہین ہے)۔

اسوقت بیچارے علی محمد باب زندہ تھے۔ آپ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے اُس سے بالکل ناواقفیت کا اظہار فرمایا اور کہا "من اورا نمی شناسم"

لیکن ذوق تسلیم رکھنے والی جماعت باب اُس کا اصول یہ تھا کہ جو کوئی دعویٰ کرے اُس کو مان لو چنانچہ حضرت باب کے اس اظہار

واقعیت کو عرفانی معانی پہنائے گئے تاکہ اُس سے حضرت ذبیح کے دعوے کا غلط ہونا نہ ثابت ہو۔

حاجی میرزا جانی نقطۃ الکاف صـ۲۵۳ مین لکھتے ہین۔

یعنی غیر از من حقی نیست و بہ
حق منم و ہر کجا ندای حق بلند شود
منم منادی از جہت آنکہ غیر
خود را نمی بینم لہذا می گویم اورا
نمی شناسم چونکہ در اوّل ظہور
در توقیع مبارک فرمودہ بودند
لا تتعرضوا منی شیئا لانہ
محرم علیکم یعنی دورۂ ظہور
میباشد و دیدۂ حق بین کشودہ
ہر کجا کہ حق ظاہر گردیدہ ساجد شوید
و معنی ہو الظاہر فی کل الظہور را
بفہمید و بدانید کہ اصل در
ظہور ادعای انی انا اللہ است
از برائے ہر نفس زیرا کہ آیت

حضرت باب نے جو یہ فرمایا کہ مین اُنہین نہین جانتا اس کے معنی یہ ہین کہ حق تمام کا تمام مین ہون اور جہان بھی حق کی آواز بلند ہو اُس آواز کا بلند کرنے والا مین ہون اور چونکہ مین سوائے اپنے کسی کو نہین دیکھتا اس لئے کہتا ہون کہ مین اُسے نہین پہچانتا۔ چونکہ اپنے ظہور کے شروع مین آپ نے ایک خط مین تحریر فرمایا تھا کہ مجھ سے کوئی بات کبھی دریافت نہ کرنا۔ یہ تمھارے لیئے حرام ہے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ یہ ظہور کا دور ہے چشم حق بین کو کھولے ہوئے جہان بھی حق ظاہر ہو فوراً سجدہ مین جھک جاؤ اور معنی ہو الظاہر فی کل الظہور کے سمجھو اور جانو

توحید و مصداق اجعلک
مثلی در کل شئے می باشد
ہر کس عبودیت خالص نمودہ
لسان ربوبیت آن مفتوح
گردد و ہر کس محتجب است
در مرض خود مبتلی می باشد
(ع) تو خود حجاب
خودی حافظ از میان
برخیز و لہذا ادعائی کند
و ما دوست می داریم
اہل ادّعا را۔

کہ قاعدہ کا تقاضا ظہور کے زمانہ مین یہ ہے
کہ ہر شخص انی انا اللّٰہ" مین خدا ہون"
کا دعوی کرے اسلیئے کہ توحید کی نشانی
اور اجعلک مثلی (مین تجھ کو اپنے مثل
بنا دون) کا مصداق ہر شئے مین ظاہر
ہوتا ہے جس نے بھی کچھ عبودیت ادا
کی ہے اسکی زبان ربوبیت کے دعوی
کے ساتھ کھلے گی اور جو شخص پردہ مین
ہے اور اپنے مرض مین مبتلا ہے وہ ایسا
دعوی نہ کریگا۔ اور ہم اُن لوگون کو
دوست رکھتے ہین جو اس قسم کے
دعوے کرین۔

حضرت ازل سے پوچھا گیا انھون نے بھی کہا "من ! ورا نمی شناسم"
یہ پہلا ظہور تھا جو آخر زمانہ حضرت باب ہی مین ظاہر ہو گیا تھا
دوسرا ظہور سید نابینا ہندی کا تھا جنکو حضرت ازل نے "جناب بصیر"
کا لقب دیا تھا۔
یہ کوئی ہندوستان کے رہنے والے نابینا بزرگ تھے نقطۂ الکاف

صفحہ ۲۵ مین ہے کہ آپ نے "رجعت حسنی" کا دعوی فرمایا اور آپ کے دعوے کی دلیل وہی "آیات او خطب اور مناجات" تھی۔ حضرت صبح الازل اور بہاء اللہ کے پاس آپ نے اپنے ظہور کی اطلاع کا خط تحریر کیا جس پر صبح الازل نے ایک خط آپ کی سرفرازی مین تحریر کیا اور اُس کی ابتدا تھی (بسمہ الابصر الابصر) اور اُس مین ایک جگہ فرمایا تھا ان یا حبیب انا قد اصطفیناک بین الناس "اے میرے دوست مینے تجھ کو تمام لوگون مین برگزیدہ و منتخب کیا ہے"

ایک بزرگ تھے جناب عظیم اُن کا دعوی تھا کہ مین اس وقت ظہور اعظم ہون اور سب پر میری اطاعت لازم ہے ان مین اور جناب بصیر مین خوب جوتی چلی۔ اس اختلاف کا تذکرہ نقطۃ الکاف صفحہ ۲۵۹ مین بایں الفاظ ہے

جناب عظیم می فرمودند کہ من باب حضرتین و حبیب ثمرۃ الازلیہ و سلطان منصور می باشم بنصوص عدیدہ و لہذا مطاع بر شما و جمیع اصحاب می باشم و بر کل فی الکل فرض می باشد کہ در نزد طلعت عزّ من خاضع بودہ باشند جناب بصیر می فرمودند شما صدق و حق می فرمائید ولی آن

جناب عظیم فرماتے تھے کہ مین دونون سرکارون کا دروازہ اور حبیب ثمرۂ ازلیہ اور سلطان منصور ہون متعدد نصوص کی بنا پر لہذا مین تم پر اور تمام باقی جماعت پر مفترض الطاعۃ ہون اور سب پر فرض ہے کہ میری عزت کے سامنے سر نیاز خم کرین۔

چیزیکه سبب عزت شما است در نزد
حضرت نقطه دو چیز شده است
یکے آنکه مدعی مقام عبودیت و قرب
بآن حضرت هستید دوم آنکه
مدعی ظهور آثار حضرت شمس ربوبیت
آنجناب در مرآت عبودیت
نفس خودمی باشید و هر دو
ادعای شما حق می باشد و نفس
ظاهری نیز دارید من هم همین ادعا
را دارم و این میزان هم حق
می باشد ولی مرا گمان آنست
که عبودیت و فنای خود را در
جنب جلال آن شمس عزت
زیاده می دانم و لهذا آثار
ربوبیت الیشان که آیات
فطریست در لسان من جاری گردید
که اعظم آیات است -

جناب بصیر فرماتے تھے کہ تم سچ کہتے ہو
لیکن جو چیز حضرت نقطہ کی سرکار میں
تمھاری عزت کا سبب ہے وہ دو ہی
باتیں ہیں ایک یہ کہ تم عبودیت اور
اُن جناب کی بارگاہ میں قرب کے دعوی
رکھتے ہو دوسرے یہ کہ اُن کے آفتاب
ربوبیت کے اپنی عبودیت کے آئینہ
میں ظاہر ہونے کے مدعی ہو اور نفس ظاہری
بھی رکھتے ہو لیکن میں بھی یہی دعوی
رکھتا ہوں اور یہ معیار بھی بہت درست
ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میری عبودیت
اور فنا فی اللہ ہونے کا درجہ تم سے
زیادہ ہے اسی لیئے ربوبیت کے
آثار جو فطری آیات ہیں میری
زبان پر جاری ہوئے ہیں جو
بہت بڑی نشانی ہے -

حضرت باب سے جناب بصیر کی شکایت ہوی تو آپ نے جناب بصیر کو ایک تہدید آمیز خط لکھا جس مین اُن کے دعاوی کو غلط بتلایا تھا اس خط کے خلاف خود بابی جماعت مین شورش پیدا ہو گئی اور آخر حضرت باب اور دیگر ذمہ داران کو کسی طرح اُسکی اصلاح کرنا پڑی اور شورش کو فرو کیا۔

اس کے علاوہ بھی اور لوگون نے اسی قسم کے دعاوی کئے چنانچہ حاجی میرزا جانی لکھتے ہین۔

ظہورات بسیار دیگر نیز شدہ	اور بہت کثرت سے ظہور ہوے ہین۔
است یکی در ارض تا دیکے در ارض فا	ایک سرزمین تا (تبریز) مین ایک سرزمین
یکے در بغداد کہ سید علو میگویند و یکے	فا (فارس) مین ایک بغدا دمین جنکو سید علو کہا
ہم آقا محمد کرادی و امثال ایشان	جاتا تھا۔ ایک آقا محمد کرادی اور دوسرے
کہ ہریک صاحب آیات و جذبات	حضرات جن مین سے ہر ایک صاحب آیات
بودہ اند۔	وجذبات تھا۔

اب وہ زمانہ آیا کہ جب بابی حضرات سب کے سب ایران سے عراق آئے اور بغداد مین مجتمع ہوے۔ کچھ عرصہ پریشانی اور تشویش مین گذرا اور اطمینان حاصل نہین ہوا۔ اسکے بعد کچھ یکسوئی حاصل ہوی اور اطمینان پیدا ہوا۔ حضرت بہاء اللہ کا دل یقیناً بہت دنون سے کسی عظیم الشان

منصب پر فائز ہونے کے لیے بیتاب ہو گا مگر صورت حال نے آپ کو بڑے شکنجہ مین مبتلا کر رکھا تھا۔ شروع مین حضرت علی محمد باب نے مرزا یحیی صبح الازل کو جانشین اور آپ کو وکیل و نائب قرار دیا۔ آپ نے اس نیابت و وکالت کو قبول بھی کر لیا اور اب ایک مدت تک عملدرآمد بھی یہی رہا کہ مرزا یحیی مفترض الاطاعت امام اور آپ اُنکے کارندہ کی حیثیت سے فرائض انجام دین۔ ایکی ایکا اس جوئے کا گردن سے اُتار کر پھینکنا بہت مشکل تھا اور اُس مین کامیابی کی امید کم تھی۔

بے شک آپ کی طبیعت پر مرزا یحیی کی اطاعت انتہائی گران تھی اور آپ کا دل و دماغ مستقل امام کے درجہ پر فائز ہونے کے خیالات سے خالی نہین تھا۔

اس اضطراب فکری کا اثر آپ کے اعمال و افعال پر تدریجی حیثیت سے نمایان ہوتا جاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابی حضرات کو آپ سے بدگمانی پیدا ہو گئی اور بقول آپ کے آپ کے قتل پر تیار ہو گئے یہان تک کہ آپ کو دو سال تک کے لیئے بغداد چھوڑ دینا پڑا اور صحرانوردی مین بسر کی۔

کچھ تو پہلے ہی سے یہ شوق و ذوق دلون مین پایا جاتا تھا۔ اب حضرت بہاء اللہ کے اس طرز عمل سے اور دوسرے لوگون کی ہوس مین

اضافہ ہوا اور میرزا اسداللہ تبریزی ملقب بدیان نے کہ جنہیں حضرت باب نے صبح الازل کے لیئے دو کاتب آیات اُنکے عہدہ پر مقرر کیا تھا اور وہ عبرانی و سریانی زبانون سے بھی خوب واقف تھے اُنہون نے "من یظہرہ اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس زمانہ تک حضرت بہاءاللہ اپنے دو سال کی سیاحت کے بعد واپس بھی آ چکے تھے آپ نے اُنکے ساتھ بہت بحث مباحثہ کیا۔ آخر مین وہ بابی حضرات کے ہاتھون سے قتل ہوے۔ بقول کونٹ دوگوبینو کے ایک پتھر اُنکے پاؤن مین باندہ کر شط العرب مین پھینکدیا گیا اور وہ غرق ہو گئے۔

اسی طرح میرزا عبداللہ غوغا حسین میلانی معروف بحسین جان سید حسین ہندیانی۔ میرزا محمد زرندی معروف بنبیل اور بہت سے لوگون نے ایسے ہی دعادی کیئے۔

یہ مرزا محمد زرندی وہ ہین جو حضرت بہاءاللہ کے دعوے کے بعد آپ کے اتباع مین سے ہو گئے تھے اور آپ کی بارگاہ کے مخصوص شاعر تھے۔

جیسا کہ پروفیسر براؤن مقدمہ فارسی کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۴۰ مین لکھتے ہین "ہشت بہشت" مین لکھا ہے۔

"کار بجاے رسید کہ ہر کس ‌‌ ‌ نوبت بیان تک پہونچی کہ جو شخص

بامدادان از خواب بنشین بر بساط — صبح کو سوکر اٹھتا اپنے جسم کو
تن را بلباس این دعوی می — اس دعوی کے لباس سے آراستہ
آراست — کرلیتا تھا۔

حضرت بہاء اللہ بیچارے کو ایک تو گذشتہ صورت حال کی بنا پر ایک مرتبہ یہ دعوی کر لینا کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ اب اس ہڑبونگ اور ان دعاوی کی کثرت کی وجہ سے آپ کے ذہنی خیال کا مقام عمل مین آنا اور پیچھے ہٹ گیا۔

یہان تک کہ یہ واقعہ ہے کہ بغداد کے زمانۂ قیام مین بالکل صریحی طور پر آپ سے کسی ایسے دعوی کا ظہور نہین ہوا جو آپ کے مستقل طور سے کسی منصب پر فائز ہونے سے تعلق رکھتا ہو۔

عراق سے اڈریانوپل

بابی حضرات کے قیام کو بغداد مین بارہ برس ہو گئے۔ اس مدت مین ایک طرف خود ان حضرات مین جھگڑے نزاع اور فساد برابر ہوتے رہے دوسری طرف ان مین اور دوسرے مسلمانوں مین روز کشمکش کی صورت پیدا ہوتی تھی۔ آخر ایک طرف علمائے عراق نے انکے قیام عراق کے متعلق حکومت سے احتجاج کیا۔ دوسری طرف خود حکومت ان جھگڑوں

اور فسادوں سے عاجز آ گئی۔ حکومت ایران نے بھی اپنے بڑے سفیر مرزا حسین خان مشیر الدولہ کے ذریعہ سے جو قسطنطنیہ مین مقیم تھے سلطنت عثمانی سے خواہش کی کہ وہ ان لوگوں کو بغداد سے کسی اور مقام پر منتقل کردے چنانچہ سلطنت عثمانی نے بھی روزانہ کے فسادات کو کم کرنے کے لیے یہی صورت مناسب خیال کی اور تمام بابی جماعت کو بغداد سے استامبول کی طرف روانہ کردیا گیا۔ چار مہینہ تک استامبول مین رکھے جانے کے بعد یہ لوگ ماہ رجب ۱۲۸۰ھ مین ادرنہ (اڈریانوپل) بھیجدیئے گئے جسے بابی حضرات "ارض السر" سے تعبیر کرتے ہین اسلئے کہ "ادرنہ" اور "سر" کے ایک ہی عدد ہین (۲۶۰)۔

جمالِ قدم کا ظہور

یعنے

حضرت بہاءاللہ کا دعوی

حضرت مرزا حسین علی بہاءاللہ کتنے عرصہ سے ریاست عامۂ امامت مطلقہ کے متمنی تھے؟ یہ سابق مین بیان ہوچکا ہے۔ کیا اسباب ایسے تھے کہ آپ کو اتنے عرصہ تک اپنے دعوے کے اظہار کا موقع نہین ملا؟

یہ بھی تذکرہ کیا جا چکا۔ بغداد مین بابی جماعت منظم طریقہ پر موجود تھی۔ عراق سے قرب تھا۔ قدماء اصحاب باب اس کو گوارا نہین کر سکتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت بہاء اللہ وکالت و نیابت کے درجہ سے ترقی کر کے حجت مطلقہ بنجائین۔ اب اس جلاوطنی سے حالات مین اضطراب پیدا ہوا۔ مرکز مین تزلزل ہوا۔ بہت سے بابی حضرات چھپ چھپا کر بغداد ہی مین رہ گئے۔ بہت سے ایران چلے گئے تھوڑے وہ تھے کہ جو یہان اڈریانوپل تک آئے۔

ایک نئی فضا۔ نئی دنیا۔ نیا ماحول ہے۔ یہان کے لوگ خود نئے آدمی ہین اور حالات سے بے خبر ہین۔ اب اگر آپ کوئی دعوی کرین تو یہان کے لوگون مین ممکن ہے بہت سے افراد اُس کی پذیرائی کر لین۔ پرانے لوگون مین سے جو ساتھ آئے ہین بہت سے پہلے سے آپ کے ہمدرد خاص اور رفیق کار ہونگے۔ بہت سے کمزور اعتقاد والے ہان مین ہان ملانے والے ہونگے۔ کچھ لوگ مخالفت بھی کرین گے تو اچھا اُنکی مخالفت کا مقابلہ کر لیا جائیگا۔ آقا میرزا جان کاشی جو بعد مین آپ کے "کاتب آیات" اور "جناب خادم اللہ" کے لقب سے ملقب ہوئے وہ سب سے زیادہ آپ کے اس خیال کو تقویت دینے والے بزرگ سمجھے جاتے ہین۔ اس کا نتیجہ تھا کہ آپ نے پردہ لینے

خیال پر سے ہٹایا اور صریحی طور سے "من یظہرہ اللہ" ہونے کا دعوی کیا۔

اب بہائی حضرات چاہے آپ کے دعوے کی تاریخ سنہ ۱۲۶۸ھ مین بنابر تین اور کلمہ "بعد حین" کے مطابق قرار دین اور چاہے سنہ ۱۲۸۰ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سنہ ۱۲۸۳ھ مین جبکہ ادرنہ یا نوپل مین قیام کو تین برس کے قریب ہو چکے تھے اس دعوے کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق شاعر دربار حضرت بہاءاللہ میرزا محمد زرندی معروف بہ نبیل کی ایک رباعی سے ہوتی ہے ان تاریخی رباعیون مین سے جو حضرت بہاءاللہ کے واقعات زندگی کی تاریخ کے طور پر نظم فرمائی تھین وہ رباعی یہ ہے

پنجاہ چو گشت عمر آن میر عجاب فرمود ز وجہ خویش رفع حجاب

افتاد شرر بجان جبت و طاغوت خورشید بہا عیان شد از خلف سحاب

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت بہاءاللہ کے اظہار دعوی کے موقع پر آپ کی عمر پچاس سال تھی اور چونکہ آپ کی ولادت جیسا کہ سابق مین لکھا جا چکا ہے سنہ ۱۲۳۳ھ مین ہوئی تھی جیسا کہ خود انھی نبیل کی رباعی سے ثابت ہے جو غالباً سابق مین تذکرۂ ولادت مین درج ہو چکی ہے۔

اول غرۂ محرم اندر طہران دوم غرہ بالکل زسال فرقان

از غیب قدم نشہ امکان نہاد آن شہ کہ بود خالق من فی الامکان

لہذا پچاس سال کی عمر آپ کی ۱۲۶۳ھ مین ہوتی ہے اور یہی آپ کے دعوائے من یظہرہ اللّٰہی کی تاریخ ہے۔

مرزا یحییٰ صبح الازل جواب تک بحیثیت امام سفر مثل لطاعت کے تسلیم کئے جارہے تھے اور مرزا حسین علی بہاء اللہ اُنکے زیر اطاعت تھے اب اس نئی صورت کو کہان گوارا کرسکتے تھے نتیجہ اختلاف کی صورت مین رونما ہوا۔ بہت سے پرانے راسخ العقیدہ بابی اشخاص صبح الازل کی طرف ہوگئے اور بہت سے بہاء اللہ کی طرف۔ حاجی سید محمد اصفہانی ایک بہت بڑے بابی فاضل تھے جنھون نے مرزا یحییٰ کا ساتھ دیا اور آخر وقت تک اس سے باز نہ رہے۔ آخر بہائیون کے ہاتھ سے قتل ہوے جس کا تفصیلی تذکرہ عنقریب نذر ناظرین ہوگا

بہائی حضرات بھی اس اختلاف کی ابتدا اسی زمانہ ہی بعد بجکر بتلاتے ہین لیکن اسکی ذمہ داری مرزا یحییٰ صبح الازل پر عائد کرتے ہین ملاحظہ ہو مقالۂ سیاح صـ۱۳۳ ۱۳۷۔

چون بہاء اللہ با علماء فضلا	چونکہ بہاء اللہ علماء فضلا اور
و بزرگان و ارکان ملاقات مینمود	دوسرے بڑے اشخاص سے ملاقات
و صیت و شہرتی در رد میلی حاصل	کرتے تھے اور اُنکی شہرت اُس شہر مین

نمود خلاصہ اسباب آسایش
فراہم شد خوف و خشیتی باقی
نماند در مہد راحت آرمیدند
و اوقاتی باسودگی میگذرانیدند
کہ سید محمدؐ نامی اصفہانی یکے از
اتباع با میرزا یحیی طرح آمیزش
و الفتی ریخت و اسباب صداع
و کلفتی گشت یعنی راز نہفتہ
آغاز نمود و باغوای مرزا یحیی
قیام کہ ذکر این طائفہ در جہان
بلند و نام شان ارجمند گشتہ
خوف و خطری باقی نماند و بیم
و حذری درمیان نہ از تابعی
بگذر تا متبوع جہان گردی از
تحت الشعاع خارج شو تا
مشہور آفاق شوی و مرزا یحیی نیز
از قلت تامل و تفکر در عواقب

بہت ہو گئی تھی اور راحت کے
سامان مہیا ہو گئے تھے اور کوئی
خوف باقی نہ رہا تھا اور اطمینان
کے ساتھ زمانہ گذر رہا تھا کہ سید
محمد اصفہانی ایک شخص نے جو اتباع
(بابیہ) مین سے تھا میرزا یحیی کے
ساتھ سازبازکی اور اس کی وجہ سے
تکلیف کا باعث ہوا یعنی اُس نے
چھپے ہوے راز کو ظاہر کرنا شروع کیا
اور مرزا یحیی کو ورغلایا کہ اس جماعت
کا ذکر اب زمانہ مین بلند اور نام مشہور
ہو گیا ہے اور اب کوئی خوف باقی
نہین ہے تابع ہونے کو ترک کرو
تاکہ زمانہ بھر کے متبوع ہو اور تحت الشعاع
ہونے سے باہر آؤ تاکہ دنیا بھر مین
مشہور ہو مرزا یحیی بھی سادہ لوحی
اور کم تجربہ کاری سے اُس کے قوال سے

دکم تجربگی مفتون اقوال او شد
و مجنون احوال او این طفل رضیع
شد و آن شدی عزیز گشت باری
بعضی از رؤسائے این طائفہ
آنچہ نصیحت نوشتند و دلالت
بر طریق بصیرت نمودند کہ سالہائے
سال پروردۂ آغوش برادری
و در بستر راحت آرمیدۂ و سر را
چہ ظنون است کہ از نتائج جنونست
تو باین اسم بے رسم کہ نظر بلاحظۂ
و مصلحتے وضع شدہ است
مغرور مشو و در نزد عموم
خویش را مذموم مخواہ پایۂ
و مایۂ تو منوط بکلمۂ و علو
و سموت نظر بحافظۂ و ملاحظۂ
باری آنچہ نصیحت بیشتر نمودند
تاثیر کمتر یافت و ہرچہ دلالت

دہوکا کھا گیا۔ یہ دودھ پیتا ہوا
بچہ بنا اور وہ اس کا دودھ دینے
والا پستان قرار پایا۔ بعض نام
آور افراد نے جماعت کے نصیحت
کے خط لکھے اور ہدایت کرنا چاہی
کہ برسون تم نے اپنے بھائی کی گود
مین پرورش پائی ہے اور راحت
کے بستر پر آرام کیا ہے۔ یہ کیا
خیالات تمھارے سر مین سمائے
ہین جو دیوانہ پن کا نتیجہ ہین۔ تم
اس نام کی وجہ سے جس کی حقیقت
کچھ نہین ہے اور صرف حکمت
اور مصلحت کے لحاظ سے قرار
دیا گیا ہے دہوکا نہ کھاؤ اور
اپنے تئین تمام لوگون سے برا
نہ کہلواؤ تمھارا درجہ اور مرتبہ
حضرت بہار کی نظر توجہ سے

کردند مخالفت را عین منفعت
شمردند و بعد آتش حرص و طمع
افروخته شد باوجود آنکه هیچ جهه
احتیاج نبود و رفاهیت حال
در نهایت کمال در فکر معاش
و شهریه افتادند و بعضی از
متعلقات میرزا یحیی بسرایه
رفتند و استدعای اعانت
و عاطفت نمودند و چون
بهاءالله این گونه اطوار و
احوال از آن مشاهده کرد
هر دو را زخویش دور و مهجور
نمود پس سید محمد جهت اخذ
شهریه باسلامبول توجه نمود
و باب تکدی باز از قرار مذکور
این فقره سبب حزن اکبر
شد و علت قطع مراوده

وابستہ اور خدا کی مرضی سے متعلق
ہے مگر جتنی زیادہ نصیحت کی گئی
اُتنا ہی کم اثر دیکھا گیا اور جتنی ہدایت
کی گئی اُس نے مخالفت کو اپنی عین
منفعت خیال کیا۔ اور حرص و
طمع کی آگ شعلہ ور ہوئی حالانکہ
بالکل ضرورت نہیں تھی اور راحت
و آرام پورے طور سے حاصل تھا
مگر یہ لوگ ماہوار تنخواہ اور وظیفہ
کی فکر میں ہوئے اور مرزا یحیی
کے بیان کی بعض عورتیں کوتوالی
گئیں اور اعانت و مہربانی
کی درخواست پیش کی۔ چونکہ
بہاءاللہ نے ان حالات کو دیکھا
لہذا میرزا یحیی اور سید محمد
اصفہانی دونوں آدمیوں کو
باہر نکال دیا۔ سید محمد ماہوار تنخواہ

و در اسلامبول نیز بعضی روایات
خود سرانه نمود از جمله گفته آن
شخص شهیر که از عراق آمده
است میرزا یحیی است
بعضی ملاحظه نمودند که این
خوب اسباب فسادیست و
وسیلهٔ ظهور عناد بظاهر تقویت
او نمودند و آفرین گفتند و تشویق
و تحریص کردند که شما خود رکن
اعظمید و وصی مسلّم باستقلال
حرکت کنید فیض و برکت
آشکار گردد و دریای بی موج
صیت ندارد و ابر بی رعد باران
ندارد باری باینگونه گفتار
آن بیچاره گرفتار رفتار
خویش در ترهاتی برزبان
راند که بسبب تشویش

کی فکر مین استانبول گیا اور اس طرح بھیک
مانگنے کا دروازہ کھولا - یہ بات حزن
اکبر (یعنی حضرت بہاء اللہ) کے رنج کا سبب
ہوی اور آپ نے بالکل تعلقات ترک
کردیے - استانبول مین اور بھی سرکشی
کی باتین کین مثلاً یہ کہا کہ وہ مشہور
آدمی جو عراق سے آیا ہے مرزا یحیی ہے
بعض لوگون نے خیال کیا کہ یہ بڑا اچھا
فساد کا ذریعہ ہے اور عناد کے ظاہر
ہونے کا وسیلہ اسلیے ظاہر مین اُسکو
تقویت دی اور شاباشی کہی اور
ترغیب دی کہ آپ خود رکن اعظم ہین
مستقل طور سے حرکت کیجئے تا فیض
اور برکت ظاہر ہو - بے موج کا دریا
آواز نہین رکھتا اور بے گرج کا بادل
برسنے والا نہین ہوتا - اس قسم کی
باتون سے مرزا یحیی بیچارہ اپنی رفتار مین

افکار گشت۔ گرفتار ہوا اور ایسی بیہودہ باتین زبان سے کہنے لگا جو فکر دن کے پریشان ہونے کا سبب قرار پائین۔

اور نہ جا کر مخالفت کا سلسلہ شروع ہوا، مسلم اور متفق علیہ۔ مرزا یحیی صبح الازل مسلم حیثیت سے امام خلق کا درجہ رکھتے تھے۔ مرزا حسین علی بہار اب تک کارکن اور نائب و وکیل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اب اُنہون نے تابعیت سے متبوعیت کے درجہ پر قدم رکھا اور بنائے مخاصمت قائم ہوی۔

حضرت بہاء اللہ شروع سے امام خلق۔ مظہر الٓہی اور ظہور خداوندی تھے مرزا یحیی آپ کے بالکل تابع و مطیع تھے اور کوئی درجہ نہ رکھتے تھے لیکن اورنہ آکر اُنہون نے مخالفت کی ابتدا کی اور تابعیت سے متبوعیت کی طرف منتقل ہوے یہ بنائے مخاصمت قرار پائی۔

یہ دو متضاد روایتین ہین انین محاکمہ کیونکر ہو؟ ستر برس کے قریب کی بات واقعہ ہمارے حدود مشاہدہ سے باہر لیکن عقل ضرور رکھتے ہین۔ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری صورت مین یعنی جبکہ بہائی روایت صحیح ہو جو مقالۂ سیاح مین ہے اور اختلاف پیدا ہونے کی ذمہ داری مرزا یحیی صبح الازل کی طرف عائد ہوتی ہو تو

حضرت بہاء اللہ کی طرف ادرنہ کے قیام کے موقع پر کوئی جدید دعوی
منسوب نہین ہوتا ہے۔ کیونکہ بنا براس روایت کے آپ تو پہلے ہی
سے مظہر خداوندی اور امام مفترض الطاعۃ تسلیم کئے جارہے تھے۔
اگر جدید دعوے کا اظہار منسوب کیا جا سکتا ہے تو مرزا یحییٰ کی طرف
کہ اُنہون نے اپنی امامت کا دعویٰ کرلیا اس لیئے اختلاف کی بنیاد پڑی
اب اگر ہم کو خود بہائی تحریرات مین پہلے قول کی تائید نظر آجائے
کہ حقیقتہً اڈریانوپل مین حضرت بہاء اللہ نے کسی خاص دعوی کا اظہار
کیا تو اب تو پتہ چلے گا کہ درحقیقت اختلاف پیدا ہونے کا منشا آپ
ہی کی طرف سے ظہور پذیر ہوا تھا اور مرزا یحییٰ نے کوئی نیا شگوفہ نہین
کھلایا تھا۔

ہم حضرت بہاء اللہ کے مخصوص شاعر مرزا نبیل زرندی
کی رباعی سے پیش کرچکے کہ آپ نے پچاس سال کی عمر مین جو ۱۲۸۳ھ
کے مطابق قرار پاتی ہے۔ اپنی حقیقت سے خرق حجاب کیا اور
دعوے کا اظہار فرمایا۔ پھر اُس روایت کو کیونکر تسلیم کرین جسے
"مقالۂ سیاح" مین لکھکر لوگون کو غلط فہمی مین مبتلا کرنے کی
کوشش کی گئی ہے۔

اڈریانوپل سے عکّا

اس جدید انقلاب کے بعد بابیون مین سخت ہنگامہ برپا ہوگیا کچھ لوگ حضرت بہاء اللہ کی طرف ہوگئے۔ کچھ لوگون نے مرزا یحییٰ صبح الازل کا ساتھ دیا۔ حالت یہ تھی کہ قہوہ خانون مین اور گذرگاہون مین ان دونون جماعتون کے درمیان جھگڑے ہوتے اور دست وگریبان ہونے تک نوبت پہونچتی۔

اس صورت حال سے حکومت عثمانی پریشان ہوگئی اور اُس نے یہ طے کیا کہ اِن دونون آدمیون کا ایک جگہ رہنا ٹھیک نہین اس لئے ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ مین تمام بابیون کو اڈریانوپل سے چلے جانے کا حکم ہوا بہاء اللہ اور اُن کے اتباع "عکا" بھیجے گئے اور صبح ازل اور اُنکے اتباع جزیرہ قبرص۔ حکومت عثمانی نے یہ بھی حکم جاری کیا کہ چار آدمی بہائی جماعت مین سے مشکین قلم خراسانی۔ مرزا علی سیاح۔ محمد باقر اصفہانی اور عبد الغفار صبح الازل کے ہمراہ قبرص جائین اور چار آدمی ازلی جماعت مین سے حاجی سید محمد اصفہانی۔ آقا جان بیگ کاشانی۔ مرزا رضا قلی تفرشی اور انکے بھائی میرزا نصر اللہ تفرشی بہاء اللہ کے ساتھ عکہ مین رہین۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ یہ مخالف جماعت کے لوگ دونون طرف

حکومت کی جاسوسی کا فرض انجام دیا کریں اور ایران یا دوسرے ممالک سے جو لوگ بہاء اللہ یا صبح الازل کی ملاقات کو آئیں اُنکے نقل و حرکت اور دیگر واقعات کی اطلاع حکومت کو دیتے رہیں۔

بہائی جماعت کی امن سوزی

بہائی حضرات مدعی ہیں کہ وہ دنیا میں امن و امان کے علمبردار بن کر آئے ہیں۔ یہاں تک کہ بیچارے بابی حضرات کی ابتدائی مجاہدانہ سرگرمیوں کو جن میں اُن میں سے ہزاروں کی جانیں تلف ہوئیں وہ صرف احکام مذہبی سے ناواقفیت کا نتیجہ بتلاتے ہیں لیکن خود ان بابی حضرات نے اپنے مخالفین کے ساتھ جس جس طرح کا متشددانہ سلوک کیا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ تاریخ کے ورقوں میں محفوظ نہو اور بہائی جماعت کی امن پسندی کے دعاوی کو سرنگون نہ کردے۔

یہ حقیقت ہے اور انکار کرنے سے چھپ نہیں سکتی کہ وہ چاروں ازلی اشخاص جو حکم سلطنت کے بموجب عکہ میں چھوڑے گئے تھے اس طرح سے فنا کئے گئے کہ اُن میں سے ایک کا بھی وجود باقی نہ رہا۔ مرزا نصر اللہ تفرشی تو ادرنہ ہی میں زہر دے کر مارے گئے اور تین آدمی دوسرے یعنی حاجی سید محمد اصفہانی - آقا جان کاشانی

مرزا رضا قلی تفرشی مکہ پہونچنے کے بعد ایک ہی دن مین بہائیون کے ہاتھ سے قتل ہوے۔

ملاحظہ ہو مقدمۂ نقطۃ الکاف فارسی صلا۔

پروفیسر براؤن کو بہائی حضرات کتنا ہی متعصب کہین لیکن اس مین کوئی شک نہین ہے کہ وہ غیر جانبدار حیثیت رکھتے ہین اور بہت آزادی کے ساتھ رائے قائم کرتے ہین اور کسی الزام کے عائد کرنے مین انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہین چنانچہ اُنھون نے یہ لکھنے کے بعد " بدست بہائیان کشتہ شدند" اس مقام پر یہ تحریر کر دیا ہے کہ۔

اینکہ ازلیان قتل ایشان را بامر بہاء اللہ می دانند بثبوت نپیوستہ است	یہ جو ازلی لوگ ان حضرات کے قتل کو بہاء اللہ کے حکم سے خیال کرتے ہین پایۂ ثبوت تک نہین پہونچا ہے

بہت ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن ہمکو صورت حالات اور ان حضرات کے قتل کے واقعہ پر ذرا تفصیل سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے تاکہ اُس کی روشنی مین کوئی صحیح رائے قائم کیجائے۔

ہم لکھ چکے ہین کہ پروفیسر براؤن کو بابی وبہائی مذاہب کے معلومات حاصل کرنے اور پھر اُنکو شایع کرنے کا ایک خاص شغف تھا

چنانچہ نقطۃ الکاف کے علاوہ متعدد کتابین اور مجموعے آپ کے اس مذہب کے تاریخی اور مذہبی معلومات کے متعلق شائع ہوئے ہین ان مین سے ایک مجموعہ ہے جس کا نام ہے۔

Material for the study of the Babi Religion

اور ۱۹۱۸ء مین کیمبرج یونیورسٹی پریس مین طبع ہوا ہے اس مین متعدد کتابین بہائی اور ازلی مذہب کے متعلق مندرج ہین جنھین پروفیسر براؤن نے اصل مصنفین کی کتابون سے انگریزی مین ترجمہ کرکے شایع کیا ہے۔

اُن مین سب سے پہلی کتاب جو اصلاً عربی زبان مین تھی اور حضرت بہاء اللہ کے مکمل حالات واقعات اور بعض تعلیمات پر مشتمل ہے مرزا محمد جواد قزوینی کی تصنیف ہے۔

یہ بزرگ حضرت بہاء اللہ کے خاص اتباع مین سے تھے۔ بغداد مین جبکہ حضرت بہاء اللہ ابھی قسطنطنیہ کی طرف بھیجے نہین گئے تھے آپ اُنکے ساتھ تھے۔ پھر اڈریانوپل مین آپ مہاجرین کی جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ اس کے بعد جب حضرت بہاء اللہ ادرنہ سے عکا بھیجے جارہے تھے۔ آپ اُسی جہاز مین جو بہاء اللہ کو حیفا تک

ہو رہا تھا اُنکے ساتھ سوار تھے۔ اور خاص عکہ مین اُس موقع پر موجود تھے جب جنوری ۱۸۷۲ء مین سید محمد اصفہانی اور اُنکے دوسرے ساتھی بہائی جماعت کے ہاتھون قتل ہوئے ہین۔ اس لئے آپ جو کچھ لکھتے ہین اپنے چشم دید واقعات ہوتے ہین اور تمام جزئیات پر حاوی اور تفصیل سے مذکور ہوتے ہین۔

اس کتاب مین صفحہ ۱۵ سے ۵۰ تک سید محمد اصفہانی کے حالات اور حادثۂ قتل کا تذکرہ ہے جس مین سے ضروری امور اہم درج کرین گے۔

سید محمد اصفہانی بابی حضرات مین بڑے مقرب تھے جب بہاء اللہ وغیرہ بغداد سے اڈریانوپل روانہ کئے گئے ہین یہ بھی ساتھ ساتھ تھے اور اڈریانوپل مین خاص اُس مکان مین کہ جہان مرزا حسین علی بہاء مقیم تھے یہ باہر کے دیوانخانہ مین مقیم تھے اس لئے حضرت بہاء اللہ کے داخلی حالات و واقعات سے پورے طور پر مطلع تھے جب آپ مین اور مرزا یحیٰی صبح الازل مین اختلاف کی صورت رونما ہوئی سید محمد اصفہانی نے مرزا یحیٰی کا ساتھ دیا اور حضرت بہاء اللہ کے خلاف اُن واقعات کا اظہار کیا جنھین بہائی حضرات "بہتان اور اتہام" سے تعبیر کرتے ہین۔

شروع شروع حضرت بہاء اللہ پر اس حد کی شورش ہوئی اور بابی جماعت میں آپ سے اس قدر برگشتگی پیدا ہوئی کہ آپ کو اپنا خاص گھر جسے "بیت امر اللہ" سے موسوم کیا تھا چھوڑ دینا پڑا اور آپ اپنے ایک مخصوص عقیدت مند رضا بے کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ بالکل لوگوں سے ملاقات اور گفتگو کا دروازہ بند کر دیا۔

سید محمد اصفہانی موقع پاکر قسطنطنیہ بھی گئے اور آقا جان ملقب بکجکلاہ کے اتحاد عمل سے جو وہاں کے ایک معزز ایرانی شخص تھے سفیر ایران مرزا حسین خان قزوینی سے اور بعض ترکی حکام سے ملاقات میں کامیاب ہوئے اور آپ نے مرزا حسین علی بہاء اور صبح ازل کے مسئلہ کو بہت حسن و خوبی کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے واضح کیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان عبد العزیز کی جانب سے فرمان جاری ہوا جس میں ایک طرف حضرت بہاء اللہ کو اڈریانوپل خارج کیا گیا اور عکہ بھیجا گیا۔ دوسری جانب بمصلحت سید محمد اصفہانی اور آقا جان کو حکم ہوا کہ وہ بھی انکے ساتھ عکہ جائیں۔

عکہ پہونچکر شروع شروع حضرت بہاء اللہ اور یہ دونوں آدمی فوجی چھاؤنی کے ان مکانات میں رکھے گئے جو سپاہیوں کے قیام کے لئے

بنائے جاتے ہین۔

کچھ دن کے بعد ان لوگون کی درخواست پر کہ ان لوگون کو شہر مین قیام کرنے کی اجازت دی جائے یہ لوگ وہان سے اندرون شہر عکہ منتقل کردیے گئے۔

حضرت بہاء اللہ کے چھاؤنی سے شہر کی طرف منتقل ہونیکے پہلے ہی آپ کے اتباع مین سے مرزا رضا قلی تفرشی آپ کے خلاف ہو گئے اور سید محمد اصفہانی کے شریک ہوئے۔

احباب یعنی بہائی اصحاب کو ان لوگون کی کوششون سے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ خدانخواستہ حضرت بہاء اللہ کو (نصیب دشمنان) کوئی آسیب نہ پہونچ جائے اس لیئے اُنہون نے یہ رائے قائم کی کہ وہ (بزعم خود) اس شریر جماعت کا خاتمہ کردین اور اس کے لیئے خفیہ طور سے تدبیرین سوچی جانے لگین لیکن بقول خوش عقیدہ واقعہ نگار کے چونکہ ان لوگون کو اندیشہ تھا کہ اس طرح کا اقدام حضرت بہاء اللہ کے مرضی کے خلاف ہوگا اس لیئے جراُت نہ ہوتی تھی۔

اتفاق سے ایک شخص جماعت مین سے جو عرب بغداد کا رہنے والا ناصر نام اور حاجی عباس کے نام سے مشہور تھا اس موقع پر بیروت مین تھا۔ اُس کو جو مذکورۂ سابق حالات کی اطلاع ہوی وہ فوراً

عکہ روانہ ہوا اس بات کا بیڑا اٹھا کر کہ مذکورہ جماعت کا بالکل خاتمہ کردیا جائے ۔ اسُ نے عکہ وارد ہو کر اپنے تمام خیالات اور پیش نظر مقصد کو حضرت بہاءاللہ کے سامنے پیش کیا آپ نے اسُ شخص کو بلوا بھیجا اور بہت تاکید کے ساتھ اس اقدام سے منع کیا اور آپ نے اسُکے نام ایک مخصوص لوح بھی تحریر فرمائی۔

یہ لوح چونکہ بہت اہمیت رکھتی ہے اس لیۓ ہم وہ عین عبارت جو پروفیسر براون کے قلم سے اس لوح کے انگریزی ترجمہ کی ہے ایک طرف درج کرکے اسُ کا اردو ترجمہ دوسری طرف نذر ناظرین کرتے ہین ۔

هوالمعین

He is the Helper. I	مین گواہی دیتا ہون کہ تو نے
bear witness that thou	نصرت کی ہے اپنے مالک کی اور
hast helped thy Lord,	تو ہے مدد کرنیوالون مین سے میرے
and art one of the helpers.	بیان کی سچائی کے لیۓ ہر چیز شہادت
To (the truth of) my teachi-	دیتی ہے ۔ یہ ہے یقیناً اصل جوہر
-ng all things testify.	حقیقت اگر ہو تو جاننے والون
This indeed is the root	مین سے ۔ جو کچھ تو کرتا ہے اُس کے
of the matter, if thou	حکم اور خوشنودی کی بنا پر شاید

پیش نظر ہے تیرے مالک کے جو	art of those who know.
ہر شے کا جاننے والا اور ہر شے پر	What thou doest by
مطلع ہے۔ چلا جا یہان سے اور	his command and
نہ مرتکب ہو کسی ایسی بات کا	approval is indeed
جس سے نقصان پیدا ہو۔ خدا پر	the duty of help in the sight of the Lord the All-
بھروسا رکھو۔ بے شک وہ مواخذہ	Knowing and All-
کرے گا جس سے چاہے گا بے شک	Understanding. Go hence and do not perpe-
وہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے۔	trate that wherefrom mischief will result!
بے شک ہم خوشنود ہوے اس سے	Put thy trust in God:
جو تونے ارادہ کیا خدا کی راہ مین	Verily He will take whosoever He will: Verily He
واپس جا اپنی جگہ پر اور یاد کر اپنے	hath power over all things. Verily we have
مالک کو جو قادر ہے اور مستق	accepted what thou didst
حمد وستائش ہے۔	intend in the Way of God.

غور کے قابل ہے یہ مسئلہ کہ جب آپ نے زبانی بلا کر اُس شخص کو تاکیدی طور سے ممانعت فرمادی تھی جیسا کہ واقعہ نگار کے بیان سے ظاہر ہے تو پھر آپ کو لوح کے تحریر کرنے کی ضرورت کیا تھی۔

کیا اس سے یہ شبہہ نہین پیدا ہوتا کہ بلا کر زبانی جو کچھ کہا تھا اُسکا

نتیجہ وہ تھا کہ جو سید محمد اصفہانی وغیرہ کے قتل ہو جانے کی صورت مین ظاہر ہوا اور یہ تحریر بطور پیش بندی کے صرف اس لیئے لکھدی گئی تھی کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

لوح کے الفاظ بھی زیادہ معنی خیز ہین اور انتہائی غور سے دیکھنے کے مستحق ہین۔

(Remove away) "چلا جا یہان سے" اور "واپس جا اپنی جگہ پر" (Return to thy Place) کے الفاظ کو نکال ڈالا جائے تو اس خط مین شروع سے آخر تک اُس قصد اور ہمت کی تعریف ہے جو مکتوب الیہ نے اپنے دل مین قرار دیا ہے اور اُس مقصد کے لیئے ہمت افزائی ہے جس کا اُس نے ارادہ کیا ہے۔

لوح کے الفاظ سے شروع سے آخر تک ظاہر ہے کہ مقصد نہایت مبارک ہے اور سعی کہ جو پیش نظر ہے وہ فی سبیل اللہ ہے اور نصرت خداوند عالم کی حیثیت رکھتی ہے جس کا بجا لانا اُسکی مرضی وخوشنودی کا باعث ہوگا۔

لیکن اس کے ضمن مین بمصلحت یہ الفاظ بھی داخل کر دیئے گئے ہین کہ "دو یہان سے چلا جا۔ ایسا اقدام نہ کر جس مین کوئی مضرت پیدا ہو"۔

یعنی اس اقدام مین بجائے خود کوئی خرابی نہین ہے۔ مگر ایسا نہو کہ اُس کا نتیجہ اپنے لیئے کسی مضرت کی صورت مین رونما ہو لہذا اس ارادہ سے باز رہنا چاہیئے۔

منچلی طبیعتین کبھی اس طرح کے منع کرنے سے باز نہین رہ سکتین آپ کو اگر منع ہی کرنا تھا تو تاکیدی طریقہ پر تہدید و تخویف کے ساتھ اور اپنی ناراضگی اور غضب الٰہی کے وعید کے ساتھ منع کرتے تو شاید خوش عقیدہ اور پرجوش مریدون پر کوئی اثر بھی ہوتا۔

اگر مذکور بالا شخص یعنے مکتوب الیہ آپ کے حکم کی لاج رکھنے کے لئے "چلا جا یہان سے" کے حکم کا امتثال بھی کرے تو دوسرے اشخاص کو ہمت ضرور پیدا ہوگی کہ وہ اس نصرت دین خدا کے فرض کو انجام دین اس طرح کہ کوئی ضرر اور نقصان حضرت بہاء اللہ پر وارد نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

واقعہ نگار یعنی مرزا محمد جواد قزوینی کا بیان ہے کہ جب مکتوب الیہ یعنی ناصر معروف بحاجی عباس نے یہ فرمان پڑھا تو اُس نے اپنا ارادہ بالکل ترک کردیا اور وہ بیروت جہان سے آیا تھا وہین واپس گیا لیکن کچھ اور لوگون نے بہائی جماعت مین سے ایک خفیہ جلسہ کیا جس مین طے کیا کہ اس مہم کو سر کیا جائے۔ واقعہ نگار کا بیان ہے کہ مین خود اس

جلسہ مین موجود تھا اور اِن لوگون کی رائے سے متفق تھا۔

ایک روز مین اپنے ولی نعمت حضرت بہاء اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔

اُس وقت اُس جماعت مین سے ایک شخص آقا محمد ابراہیم کاشانی بھی بیٹھے تھے۔

مینے تفصیل سے حضرت بہاء اللہ کی خدمت مین اُس جلسہ کی کارروائی اور پیش نظر مقصد کو بیان کیا۔ لیکن حضرت بہاء اللہ نے مجھے اس کام مین شرکت سے منع کیا اور حکم دیا کہ مین جاکر اپنے گھر مین بیٹھون اور کسی ایسے نازک معاملہ مین نہ پڑون۔

یہ سننے کے بعد آقا محمد ابراہیم کاشانی نے حضرت بہاء اللہ کی خدمت مین عرض کیا کہ "حضور۔ ہم لوگون کی خاموشی اور ہمارا صبر وتحمل مخالفین کی ہمت افزائی اور اُن کی جراتون کے بڑھانے کا باعث ہو رہا ہے"۔

یہ سننا تھا کہ حضرت بہاء اللہ نے حاضرین مین سے ایک شخص سے فرمایا کہ اِس شخص کو گردن مین ہاتھ دیکر یہان سے نکالدیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ شخص نکالدیا گیا اور واقعہ نگار اپنے گھر مین جاکر چھپ کر بیٹھ رہا اور پھر مذکورۂ بالا جماعت سے کوئی تعلق

نہین رکھا۔"

غور کرنے کی ضرورت ہے۔غیر حقیقی واقعات مین یہ خصوصیت ہوا کرتی ہے کہ اُن مین توازن و تناسب نہین ہوتا۔ ایک جزو دوسرے کے ساتھ سمویا ہوا نہین ہوتا اور چولین ٹھیک سے بیٹھتی نہین۔ اُن مین بنوٹ اور تصنع بہت نمایان ہوتا ہے اور خود اُنھین دیکھکر انسان کا دل اصل حقیقت کے ساتھ بولنے لگتا ہے۔

کجا وہ لب و لہجہ اور طرز کلام جو سید نام عرب کے ساتھ اختیار کیا گیا تھا اُس لوح مین جو اُن کے نام لکھی گئی تھی۔ اُس سے صاف ظاہر تھا کہ پیش نظر اقدام نصرت دین الٰہی کی حیثیت رکھتا ہے اور بہت مطلوب و محبوب ہے مگر کسی مضرت کے اندیشہ کی وجہ سے اُس کو روکا جاتا ہے اس کے بعد خود واقعہ نگار مرزا محمد جواد قزوینی نے جب واقعات بیان کئے اور اُن منصوبون کی تشریح کی جو مخالف جماعت کے مقابلہ کے لیئے۔ قرار دیے جا رہے ہین تو حضرت بہاء اللہ نے صرف واقعہ نگار کو منع کر دیا کہ تم اس مین شرکت نہ کرنا لیکن اس کے ساتھ کچھ اس اقدام پر تہدید و تخویف کی ہو۔ اُس کو غضب الٰہی کا باعث اور سبب قہر و عذاب قرار دیا ہو۔ ایسا نہین ہے۔ لیکن جب آقا محمد ابراہیم

کاشانی نے نہایت لجاجت اور منتہائے عقیدت سے یہ کہا کہ حضور ہم لوگون کا صبر و تحمل ان مخالفین کی جراتون کے بڑھنے کا سبب ہو رہا ہے" تو اس کے جواب مین آپ عوض اس کے کہ کچھ اُس شخص کے جذبۂ ایمانی کی تعریف و توصیف کرین اور اُس کی محبت و عقیدت کی قدر کرین اور اسکے ساتھ اُس کو صبر و سکون کے ساتھ سمجھا دین کہ تمھارا ایسا کرنا باعث مضرت و نقصان ہے اور اس مین بہت مفاسد مترتب ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس سب کے عوض آپ کے غیظ و غضب کا پارا ایک مرتبہ اتنا بلند ہو گیا کہ بغیر کچھ کہے سنے ہوئے اُس شخص کو گردن مین ہاتھ دیکے اُس مجلس سے نکالدیے جانے کا حکم دیدیا اور ایسا کر بھی دیا گیا۔ اس سے صاف تصنع اور بنوٹ آشکار ہے اور معلوم ہے کہ اس مین اصلیت نہین ہے بلکہ صرف حضرت بہاء اللہ کی طرف سے بعد مین صفائی پیش کئے جانے کے لیئے یہ حالات ظاہر ہو رہے ہین۔

چنانچہ اس کا نتیجہ ہے کہ بعد مین سید محمد اصفہانی وغیرہ قتل کئے گئے اور یہ شخص کہ جس کو اس وقت باین ذلت و خواری "پا بدست دگرو دست بدست دگرے" کی صورت نکالا گیا تھا وہ پھر اُس جماعت مین موجود تھا کہ جو اُس قتل کی مرتکب تھی۔

بہت کھلی ہوئی بات ہے کہ اگر وہ شخص درحقیقت حضرت بہاءاللہ کا انتہائی مخلص وعقیدت مند مرید تھا تو وہ آپ کے اس حقیقی غضب وجلال کو دیکھکر اس حرکت کا ارتکاب نہ کرتا اور اگر وہ منافق اور کمزور عقیدہ والا ہوتا تو وہ اس کج اخلاقی اور توہین وحقارت کے سلوک کے بعد جو اُس کے ساتھ ہو چکا آپ کے خلاف دشنام دہی پر آمادہ ہوتا اور آپ کا سخت مخالف ہو جاتا حالانکہ واقعہ بتاتا ہے کہ وہ پھر بھی آپ ہی کی جماعت مین داخل رہا۔ آپ کا رہا اور آپ کی حمایت ونصرت کے لیئے قتل سید محمد کے سلسلہ مین سخت سزاؤن کو بھی اُس نے برداشت کیا اور پھر بھی مستقل و ثابت قدم رہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت غیظ وغضب ۔ جاہ وجلال سب نمائشی اور بمصلحت تھا اور خود جس پر اس غضب کا نزول ہوا تھا وہ بھی جانتا تھا کہ یہ مصلحت وقت ہی سے ہے اسی لیئے اُس نے نہ کچھ اس سے اثر لیا اور نہ کچھ اُس مین مخالفت کا جذبہ پیدا ہوا۔

وہ لوگ جو مذکورۂ بالا سازش مین شریک تھے حسب ذیل اشخاص تھے۔ استاد عبدالکریم صراف۔ استاد محمد علی اصفہانی حجام۔ استاد احمد اور اُنکے بھانجے مرزا حسین کاشانی نجار۔ آقا محمد ابراہیم کاشانی

مرزا جعفر یزدی - آقا حسین کاشانی طباخ۔

اِن لوگون نے اپنے مقصد مین کامیابی کے لئے سید محمد اصفہانی اور اُنکی جماعت کے ساتھ تعلقات محبت و ہمدردی پیدا کیے اور اُن کے ساتھ میل جول کا سلسلہ قائم کیا اور کچھ عرصہ تک اس صورت پر رہ کے اُنکے حالات و اسرار پر مطلع ہوئے۔

جب پورے طور سے اعتبار قائم کر لیا اور حالات سے مطلع ہونے لگے تو ایک روز سہ پہر کے وقت جبکہ سید محمد اصفہانی اور آقا جان کجکلاہ اور رضا قلی تفرشی تینون آدمی ایک مکان مین جو متصرف دکمشنر عکہ کے مکان کے سامنے واقع تھا مجتمع تھے یہ لوگ اُس مین جا کر ان لوگون پر ٹوٹ پڑے اور تینون آدمیون کو قتل کر دیا۔

یہ واقعہ ۱۲ ذی قعدہ سنہ ۱۲۸۹ھ مین واقع ہوا جو ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۷۲ء کے مطابق تھی۔

حکومت مقامی نے واقعہ سے مطلع ہو کر ان ساتون آدمیون کو اور نیز تمامی بابی حضرات کو جو عکہ مین مقیم تھے گرفتار کرا لیا۔ اور ان سب کو انتظاماً گورنمنٹ ہاؤس مین مجتمع کیا۔ نیز حضرت بہاء اللہ۔ اُنکے دونون صاحبزادے عباس آفندی اور محمد علی آفندی۔ مرزا محمد قلی اور آقا جان کاشانی ملقب بجناب خادم اللہ بھی طلب کئے گئے اور گورنمنٹ ہاؤس

مین ٹھہرائے گئے۔ چار گھنٹہ رات گذرے حضرت بہاء اللہ، اُنکے دونون بیٹے "غصن اکبر اور غصن اعظم" اور مرزا محمد قلی گورنمنٹ ہاؤس سے منتقل کئے گئے۔ حضرت بہاء اللہ اور اُنکے بیٹے محمد علی آفندی کو ایک مکان مین جو بندرگاہ عکا کے پیچھے مقام "شاہ وردی خان" مین واقع تھا ٹھہرایا اور عباس آفندی دوسرے صاحبزادے کو خود بندرگاہ کی عمارت مین اور مرزا محمد قلی کو ایک تیسری جگہ۔

دیگر بابی حضرات جنمین جناب خادم اللہ بھی تھے گورنمنٹ ہاؤس مین مقید اور پابزنجیر رکھے گئے۔ تیسرے روز سہ پہر کے وقت حضرت بہاء اللہ وغیرہ پھر گورنمنٹ ہاؤس مین بلوائے گئے اور آپ کا بیان بھی لیا گیا جو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی صفائی مین کافی نہین ثابت ہوا۔

نتیجۃً تمام اصحاب ۶ روز تک تو گورنمنٹ ہاؤس مین مقید رہے اِسکے بعد وہ ساتون آدمی کہ جو براہ راست قاتل تھے۔ بندرگاہ عکا کی ساحلی عمارت مین بھیجدیئے گئے اور بقیہ حضرات شاہ وردی خان کی عمارت مین جو اُس کی پشت پر واقع تھی اور یہان گولا بارود وغیرہ رکھی جاتی تھی منتقل کئے گئے۔

چھ مہینہ چھ دن تک یہ تمام لوگ جیلخانہ مین قید رکھے جانے کے بعد رہا کئے گئے اور اپنے اپنے گھرون پر پہونچے۔

وہ ساتون آدمی جو خود قتل کے مرتکب تھے اُن کو سات برس اور بعض کو پندرہ برس قید کی سزا دی گئی۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت بہاء اللہ کی صفائی کیلئے کتنی ہی پیشبندیاں کی گئی ہون لیکن آپ سید محمد اصفہانی وغیرہ کے قتل سے بالکل بے تعلق نہین تسلیم کئے گئے ورنہ آپ کو چھ مہینہ تک جیلخانہ مین مقید نہ رہنا پڑتا۔

یہی تین آدمی نہین تھے جن کا خون بہائی جماعت کے ہاتھون بہایا گیا ہو بلکہ بعض دیگر قدیمی اور ممتاز مذہب باب کے اشخاص جنھون نے صبح ازل کے ساتھ وفاداری سے کام لیا اور بعض خاص حضرت باب کے مصاحبین یہان تک کہ بعض "حروف حی" کے حضرات بھی اسی طرح ایک ایک کرکے قتل کئے گئے۔ مثلاً آقا سید علی عرب جو "حروف حی" مین سے تھے تبریز مین قتل ہوئے۔ ملا رجب علی، یہ بھی حروف حی مین سے تھے کربلا مین قتل ہوئے۔ اُنکے بھائی آقا محمد علی اصفہانی اور حاجی میرزا احمد کاشانی جو حاجی میرزا جانی مصنف نقطۃ الکاف کے بھائی تھے بغداد مین۔ حاجی میرزا محمد رضا۔ حاجی ابراہیم۔ حاجی جعفر۔ حسین علی۔ آقا ابو القاسم کاشانی۔ میرزا بزرگ کرمانشاہی دوسرے مختلف مقامات پر یہ تمام حضرات وہ ہین جو بہا نیت

کی تیغ بے دریغ سے خاک وخون مین غلطان ہوے۔

پھر بھی بہائیت اور بہائی مذہب کے افراد کا اپنے تئین امن وامان کے بلند بانگ دعوے کا تنہا مستحق قرار دینا ”بوالعجبی“ نہین تو کیا ہے۔

حضرت بہاءاللہ کے آخری دن

مخالف جماعت کے اُن افراد کا جو عکہ مین موجود تھے خاتمہ کر دیے جانے کے بعد حضرت بہاءاللہ کو ذرا سکون واطمینان حاصل ہوا۔ آپ نے کچھ خطوط بادشاہان دنیا کے نام تحریر کئے۔ ایک خط ناصرالدین شاہ کے نام لکھا۔

یہ امر مشکوک ہے کہ یہ خطوط بھیجے بھی گئے تھے۔ یا نہین فقط لکھے ہی گئے تھے۔ اور لکھے گئے تھے انہی الفاظ مین کہ جو موجود ہین یا لب ولہجہ انکا اس سے مختلف تھا۔ ان خطوط کے اثر اور اُن کے لب ولہجہ کے متعلق کہ وہ کس حد تک انبیاؤ مرسلین کے لب ولہجہ سے ملتا ہوا ہے ہم آیندہ حصص مین نشاۃ نفوذ واقتدار کی بحث کے سلسلہ مین تبصرہ کرینگے۔

حضرت بہاءاللہ کو عکہ مین آنے کے بعد مذہبی دائرہ کی توسیع مین کوئی خاص کامیابی نہین ہوئی۔ عکہ مین آپ کے ماننے والے بس

اُتنے ہی رہے کہ جتنے آپ کے ساتھ بغداد سے آئے تھے۔ انگلستان۔ امریکا۔ ہندوستان کسی جگہ آپ کے مذہب کے نشر و اشاعت کی کوئی بنیاد قائم نہین ہوئی۔

یورپ کے لوگون مین صرف ایک پروفیسر براؤن تھے جنہوں نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا لیکن اُنکے اوپر آپ کی روحانیت کا بس کچھ ایسا اثر پڑا کہ انہون نے اپنے مصنفات سے حقیقت یہ ہے کہ بہائیت کی بنیادین ہمیشہ کے لیے متزلزل کردی ہین۔

اس زمانہ کی آپ کی زندگی کا کوئی خاص واقعہ ایسا نہین ہے جسے تاریخ مین کوئی اہمیت دیجا سکے۔

بہاء اللہ کی علالت اور وفات

۱۲ ارشوال ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۸۹۲ء پہلا وہ دن تھا کہ جب حضرت بہاء اللہ کو بخار آیا۔ یہ بخار دو دن رہ کر اُتر گیا۔ اس کے چند روز کے بعد پھر آپ مبتلائے تپ ہوئے اور یہ تپ آپ کو ۱۹ دن تک رہی۔ آخر اسی مرض نے آپ کے رشتہ زندگی کو قطع کیا اور آپ نے (بہائی حضرات کے الفاظ مین) صعود فرمایا یعنے دنیا سے انتقال کیا۔

آپ کے انتقال کے بعد ایک نیا اختلاف غصن اکبر اور

غصن اعظم یعنی مرزا عباس آفندی اور دوسرے بھائی مرزا محمد علی کا پیدا ہوا جس مین بہت افسوسناک صورتین پیدا ہوین۔

یہ اور اس کے بعد کے واقعات جو حضرت بہاء اللہ کے بعد کی بہائی تاریخ سے تعلق رکھتے ہین۔

انشاء اللہ تیسرے حصہ مین بیان کیئے جائین گے جسے کچھ دور نہ سمجھنا چاہیئے۔

لکھنؤ　　　۲۵ جمادی الاولی ۱۳۵۴ھ

علی نقی النقوی عفی عنہ

حجج و بینات

اپنی نوعیت کی پہلی کتاب جو عالم اسلامی مین ظاہر ہوئی ہے
۱۳۵۰ھ ہجری میں مشاہدہ مشرفہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے جو حیرت انگیز مظاہر قدرت یعنی معجزات ظاہر ہوئے اُن کے مستند تفصیلی واقعات اس مین شایع کئے گئے ہین جو ارباب ایمانی کے لئے بصیرت افروز اور تمام مذاہب و اقوام کے مقابل صداقت و حقانیت کی دلیل ہین۔ یہ کتاب بھی حضرت سیّد العلماء کا نتیجہ قلم اور اُن ہی کی ذاتی تحقیقات اور کاوش کا نتیجہ ہے تقطیع ۲۰+۲۶ کاغذ سفید چکنا قیمت صرف ایک روپیہ خرچہ ڈاک ۱۲ر)

وجیز الاحکام

عرصہ سے اِس ضرورت کا احساس کیا جارہا تھا کہ حضرت سیّد العلماء دام ظلہ کے فتاوی اور ضروری مسائل فقہ کا مجموعہ شایع کیا جائے چنانچہ سردست یہ مختصر اور اہم مسائل کا مجموعہ شایع کیا گیا ہے انشاء اللہ آئندہ ایک مبسوط کتاب مسائل فقہ مین جو تمام ابواب فقہ کی جامع ہوگی شایع کی جائیگی۔

قیمت فی جلد چار آنہ خرچہ ڈاک پانچ پیسے

امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نام کتاب	[illegible]	[illegible]
۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب	۲/	ـا/	۱۸	مجاہدۂ کربلا	۲/	ـ/
۲	تحریفِ قرآن کی حقیقت	۶/	ـا/	۱۹	کربلا کا آتم بلیدان (ہندی)	۳/	ـ/
۳	مولودِ کعبہ	۱/	ـ/	۲۰	دی میڈیٹیشن آف حسینؑ (انگریزی)	۲/	ـ/
۴	وجودِ حجت	۴/	ـا/	۲۱	اسوۂ حسینی	۱۷/	ـا/
۵	اصولِ دین اور قرآن	۴/	ـا/	۲۲	جنگِ صفین	۳/	ـ/
۶	اتحاد الفریقین (حصہ اول)	۴/	ـا/	۲۳	تذکرۂ حفاظِ شیعہ (حصہ اول)	۶/	ـا
۷	حسینؑ اور اسلام اردو	ـا/	ـ/	۲۴	" " (حصہ دوم)	۵/	ـا/
۸	" " ہندی	۰۱	ـ/	۲۵	معشوقِ کعبہ	۱/	ـ/
۹	" " انگریزی	۲/	ـ/	۲۶	مذہب بابؑ و بہا (حصہ دوم)	۸/	ـا/
۱۰	متعہ اور اسلام	۸/	ـا/	۲۷	مذہب اور سائنس	۱/	ـ/
۱۱	امامتِ ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۱۰/	ـ/	۲۸	معرکۂ کربلا	۱۲/	ـ/
۱۲	تجارت اور اسلام	۳/	ـ/	۲۹	کربلا کا مہایودھ (ہندی)	۲/	ـ/
۱۳	اتحاد الفریقین (حصہ اول)	۴/	ـا/	۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا (انگریزی)	۲/	ـ/
۱۴	علیؑ اور کعبہ	۱/	ـ/	۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	زیرِ طبع	
۱۵	رجالِ بخاری (حصہ اول)	۶/	ـا/	۳۲	دورِ استبداد	"	
۱۶	مذہب بابؑ و بہا (حصہ اول)	۵/	ـا/	۳۳	حقیقتِ بدا	۲/	ـ/
۱۷	نورِ غدیر	۱/	ـ/	۳۴	خطیبِ آلِ محمد	زیرِ طبع	

ملنے کا پتہ :- آنریری سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

(پرنٹر سید محمد [illegible] پبلشر سید [illegible])